مسلمانانِ برہما و ارکان کے

قومی حالات

یعنی

رسالۂ

تاریخِ اسلام برہما و ارکان

مع

مختصر حالات ملایا اور ملیشیا (انڈونیشیا)

مؤلفہ

محمد خلیل الرحمٰن غفر لہ المنان ارکانی۔ وکیل شہر اکیاب برہما

(سابق ہیڈ ماسٹر محمڈن ملیمنٹری ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب)

باہتمام

علیم الدین صاحب مالک اسٹار آرٹ پریس ۳۳ زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں چھپی

بار اوّل (ایک ہزار کاپیاں)۔ سنہ ۱۹۴۶ء

قیمت:۔ دو روپیہ آٹھ آنے (۲/۸)

(جملہ حقوق محفوظ کوئی صاحب بلا اجازت چھاپنے کا قصد نہ کریں)

131

Marfat.com

مصنف

محمد خلیل الرحمان

۲۹۴۶۰۹۵۹
ج۔ ۶۹ ت
۱۸۶۳۴

DATA ENTERED

Marfat.com

DATA ENTERED

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۱	سبب تالیف
۷	فصل اول۔ اسلام برہما اور اراکان میں کیونکر پھیلا
	(۱) برہما کی قدرتی ہیئت اور شاہراہیں
۸	۲۔ علمبرداران اسلام۔ قصیدہ۔
	فصل دوم۔ عربی نسل برہما مسلم اور اراکانی مسلم (۱) عربی تجارت قبل اسلام (۲) آنحضرت صلعم کے مختصر حالات اور آغاز اسلام۔
۱۵	(۳) بعد اسلام عربی تجارت کے ساتھ اشاعت دین حق اور فتوحات عالم۔
۲۱	(۴) راجگان برہما اور اراکان کی آبادی بڑھانے کی پالیسی۔
۲۴	(۵) ملک برہما میں سب سے آگے عربوں کا اراکان میں بسنا۔ رواتمیہ اور رواتگیہ بستیاں
۳۲	(۶) مشہور سیاحان عرب نے برہما کی بابت کیا کہا؟
۳۵	(۷) سیاست اور تجارت اور افواج برہما میں عرب ایرانی ہندی اور اراکانی اور برہما مسلمان۔
۳۶	نانوہا۔ بیاطہ اور بیاطوی۔ انورتھا اور
۳۷	شوے پتجی اور شوے پتگے
۳۸	ٹاونگیو پگوڈا۔
۳۹	چانزیٹھ دہندی رسالہ سولوا ور رحمان خان راجہ ڈریٹ کے مسلم جاگیردار۔ بیاطہ کے مسلم افسر۔ پیگو کے درویش تجار۔
۴۰	مسلم جہازران۔ تگر دبتی کے مسلم سپاہی۔
۴۱	مرتبان کے مسلم تجار۔ اناؤک پھیلوں کی عرب فوج۔ جہانگیر کا خط۔ سلطان رحیمین کی سفارت
۴۲	تبین شویتی کی مسلم فوج۔ پیگو کے مسلم تجار و کمشنر۔ سلیم شاہ کی مسلم فوج اراکان۔ پندرسیریم
۴۳	عالم پھیہ کی مسلم فوج۔ آوا کے مسلم تجار۔ مسلم پروپیگنڈا۔ سلطان ملایا۔ برہما کے طرز حکومت۔
۴۴	بودھ پھیہ کا مسلم اجارہ دار رنگون۔ بیگان من کے مسلم مشیر۔ بودوپھیہ کے مسلم وزیر مونگ شویڈوت۔ برہما مسلم فوجی افسران۔
۴۵	اودون اور ملا اسماعیل وغیرہ۔
۴۶	اورن آڈنگ۔ ادسین۔ متولیان جوتیلی۔ مسلم جوہری۔ مقربان خاص۔ مولوی یونس
۴۸	معزز برہما مسلم خواتین۔ مسلم وزرائے اراکان۔ مغین ۔ بلیکان مجلس سید موسیٰ اراکانی مسلم سپہ سالار۔
۴۹	مسلم ٹھیکیدار۔ مسلم وزیر مال۔ شجاع قاضی اچیراتک۔
۵۱	ادجی ملک التجار۔
۵۲	مشہور اراکانی مسلم تجار۔
۵۳	(۸) مسلمانوں کو فوجی خدمت کے صلے میں جاگیریں ملنی اور مسلم بستیاں۔
۵۴	بانیان شہر میڈو۔ اراکانی مسلم زمیندار اور بانیان قدیم اراکانی مسلم بستیاں۔
۵۶	(۹) مسلمانوں کو قربانی منع کرنا اور بدھ مذہب کی ترغیب دلانا۔
۵۸	(۱۰) عربی نسل مسلمانوں کے قدیم رسومات پہچان

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	زبان اور لباس۔
۶۲	(۱۱) مسلمانوں نے اہل برہما کو کیا کیا سکھایا
۶۴	(۱۲) بدر مقامات۔ اولیاء اللہ اور علمائے کرام اور اشاعت اسلام کا بیان۔
۶۶	بدر شاہ۔ اور بدر مقامات۔
۶۷	پانچ پیر سیرہم کے مولانا فضل الحق خیرآبادی سنڈوے۔
۶۹	اکیاب کا بدر مقام۔ باباجی وغیرہ اکیاب
۷۱	سید شاہ علاول رحمہ اور اُن کی کرامات۔
۷۳	حسن شاہ گل مل شاہ اور لالی فقیر وغیرہ
۷۵	برہما کے بڑے مشہور علماء اسلام۔
۷۶	ارکان کے مشہور علما اور شعراء۔
۸۰	عربوں نے ملک برہما کو کیوں فتح نہیں کیا؟
۸۲	فصل سوم۔
	طبقہ دوم۔ ایرانی نسل مسلمان۔
۸۵	فصل چہارم۔
	طبقہ سوم۔ ترکی یا تاتاری نسل مسلمان یا پنتھے
۸۶	تاتاریوں کا ملک برہما کو فتح کرنا۔
	راجہ نراسیہاپتی اور قبلہ خان۔
۸۷	عریان قدانی خلاف رسمی خراج۔
	قتل سفرائے چین۔ نصرالدین۔
۸۸	صوبہ زردندان جنگ تت سنجان۔
۹۰	سنتمور۔ کلاہ پاپگو کے راجے۔ بوتلے
۹۱	راجہ مہاپاورہ دھمہ راجہ اور پنتلے۔
۹۲	پنتھے اور ہندی رعلی
۹۳	اسلامی سکوں کی تصویریں۔
۹۴	فصل پنجم۔
	طبقہ چہارم۔ ہندی النسل قدیم غوری

صفحہ	مضمون
	اور مغلیہ مسلمان اور تاریخ ارکان کا کچھ بیان
	اغوری النسل مسلمان پٹھان۔ اور غوری پٹھانوں کا ارکان کو فتح کرنا۔
۹۵	سلاطین بنگال اور من سموم
۹۶	راجہ منکھاؤن۔ راجہ ڈریٹ۔
۹۷	پہلی ہجرت کا زمانہ۔ برہما اور تلائن کے فساد کی بنیاد۔
۹۸	شان کی عملداری۔ من سموم کی قرلکی
۹۹	احمد شاہ ونزیہ شاہ۔
۱۰۰	ولی خان کا ارکان کا فتح کرنا۔ من سموم کو ارکان کا تخت ملنا۔
۱۰۱	اسلامی نام وخطابات غوریوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں۔
۱۰۲	اسلامی حکومت اور سررشتہ قضا شہر مونگ
۱۰۳	بندر۔
۱۰۴	ارکان کی حفاظت کی صورت۔ غوری بستیاں۔
۱۰۵	شاہراہیں۔ فوجی مقامات
۱۰۶	مسلمان اور ارکانی راج کی وسعت خاندانی شجرہ
۱۰۷	زبان علی خان رمنکھاری۔ کلمہ شاہ۔
۱۰۸	دولیہ ودیگر راجے۔ زیک شاہ اور تین خوبی
۱۰۹	راجہ تھیک کا حملہ چاٹگام۔ مغلیہ سلطنت کی بنا ارکانی ملک ہونا مشرقی بنگال کا۔
۱۱۰	سکندر شاہ۔ سلیم شاہ۔ حسین شاہ۔
۱۱۱	پرتگیز قزاق۔ سری سودھرمہ
۱۱۲	تلاپتی جی۔ بنگالی قیدی۔ امین قوم بلوکی
۱۱۳	مسلمی قطان تخت۔ عربی فارسی بدلے
۱۱۴	فارسی اشاد فارسی مترجم سکے نسخی سنہ ہجری

Marfat.com

نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۵	قومی یادگاریں - سندیخاں مسجد عالم لشکر مسجد اور دیگر مسجدیں -
۱۱۸	لباس - اصول تبدیلی لباس - فتویٰ کمالی
۱۲۰	رسومات نکاح و شادی - عورت جبراً نے کی سزا - کابین نامہ - دعوت ولیمہ - اداب مجلس -
۱۲۳	سوشل ریفارم - برہما مزیج ایکٹ اور قوالی وغیرہ -
۱۲۴	بیٹے اور جائداد کی بابت برہما گورنمنٹ کی پالیسی -
۱۲۵	شہر اکیاب کی بنیاد -
۱۲۶	خزانہ دفینہ -
۱۲۸	فصل ششم -
	مغلیہ مسلمان یعنی شاہ شجاع اور اس کے اہل وعیال و مغلیہ فوج کا ارکان میں آنے کا بیان -
۱۳۰	شجاع اور اس کے اہل وعیال کی تباہی قصیدہ -
۱۳۲	شجاع کی تباہی کی وجوہات
۱۳۳	شاہزادی آمنہ کو جبراً حرم میں لانا اور شجاع کے سیم وزر دفینہ کرنا -
۱۳۴	سلطنت ارکان کا مغربی حصہ چاٹگام کا اسلامی فتح -
۱۳۶	راجگان ارکان مغلیہ سپاہیوں (کمانچیوں) کے رحم پر حکومت کرنا - سری تریا - مونی دھمہ
۱۳۹	کمانچیوں کا شہر بدر کرنا اور ارکانی راج کی تباہی - مہاڈنڈا بویا سندھ دتیہ - سندھ تریا - تھاندرا بیا - پرامہ -
۱۴۰	سندہ پرامہ - ابیا - سندھ سومنہ -
۱۴۱	برہما کا ارکان فتح کرنا - اکتوبر ۱۷۸۴ء -
۱۴۳	ارکان کی ابتر حالت -
۱۴۴	ارکانی مسلمانوں اور مگوں کی ہجرت
۱۴۵	انگریزوں کا ارکان کو قبضہ کرنا ۱۸۲۵ء -
۱۴۷	شاہ شجاع کے آخری انجام کے بابت مختلف روایات -
۱۵۶	پیروان شاہ شجاع اور ان کی اولاد کا برہما کی طرف ہجرت کرنا -
۱۶۰	پاسی - سوئے تھکی مسلم افسر یاتھیڈٹ
۱۶۱	اسی ین -
۱۶۲	سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ کا بیان
۱۶۶	فصل ہفتم -
	طبقہ پنجم - مخلوط النسل مسلمان -
۱۷۰	فصل ہشتم
	ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان
۱۷۱	فدایان قوم - مدارس اسکول یتیم خانے وغیرہ کا قیام -
۱۷۲	ڈپٹی انسپکٹران مدارس اردو -
۱۷۵	مشائخین زماں -
۱۷۶	فصل نہم - ضروری باتیں
	(۱) ارکانی اور برہما مسلموں کے قومی نام اور انکی وجہ تسمیہ - قومی ترانہ
۱۷۷	روانیہ یا روانگیہ
۱۷۹	رخامی - رختنگی یا ردشتگی -
۱۸۱	زدیادی
۱۸۲	زیریادی
۱۸۶	میٹدو -

Marfat.com

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۷	ملک برہما کی حکومت (۱) راجگان برہما کے طرز حکومت		(۴) راجگان سگائنگ
۱۸۸	انگریزی طرز حکومت		(۵) راجگان شہر آوا
۱۹۱	بادر برہما کو فریاد برہما مسلم۔ نظم۔		(۶) راجگان خاندان ٹنگو
۱۹۳	تعلیمی حالات اسلامی تعلیم بعہد راجگان برہما و ارکان - ارکانی مسلمانوں کی رسم تحریر کے چند کتابی نمونے۔		(۷) شجرہ خاندان عالم پھیرا (۸) تلاش راجگان تھادی - پیگو - (۹) راجگان ارکان کی فہرست (۲) شہر دھنیاودی کے راجے
۱۹۵	برہمی یا مگھی زبان کی تعلیم قدیم		(ب) شہر ویسالی کے راجے
۱۹۶	اسلامی تعلیم بعہد حکومت انگریزی		
۱۹۸	رسومات فاتحہ اور دعوات خوانی		
۱۹۹	برہما کے کشتی اور کشتی کے تماشے۔		
۲۰۰	مسلم شکاری اور ہرن شکار۔		
	فہرست راجگان برہما۔		(ز) شہر لنگریٹ (لنجیٹ) کے راجے
	(۱) راجگان پگان		(ح) شہر مرداؤنگ زمیاؤنگ یا میوک
	(۲) خاندان انورتھا پگان		(و) کے راجے
	(۳) راجگان شہر سین بنانگ اور پنیا		(ط) سلاطین برطانیہ عظمی (انگریز) کی فہرست

غلط الفاظ کی فہرست

غلط الفاظ	صحیح الفاظ
صفحہ ۱ سطر ۵ میں۔ سنہ ۱۹۳۰ء	سنہ ۱۴۳۰ء
صفحہ ۶۲ سطر ۹ پر۔ (صفحہ ۵۲)	صفحہ ۶۸
صفحہ ۸۳ سطر ۷ بتایا تھا	بتایا تھا
صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۵ انتقام کیا۔	انتقال کیا۔
صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۶ سنہ ۱۳۷۹	سنہ ۱۲۷۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قومی حالات مسلمانان برما و ارکان

یعنی

رسالہ تاریخ اسلام برما و ارکان

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و نبینا محمد و رسولہ وحبیبہ وآلہ واصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ۰

"خدا دے دوربینی اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھوں کام اس سے دور کے بے دوربین نکلے"

سبب تالیف

اس رسالہ قومی حالات کی تالیف کی میری خاص غرض یہ ہے کہ اکثر برادران ملت کو برما اور ارکان کے قدیم مسلمانوں کی اصلیت و قومیت وغیرہ کی بابت پوری واقفیت نہیں ہے۔ بلکہ فی زمانہ غیر قوموں و نیز دیگر ابنائے وطن کا یہ غلط خیال ہے کہ ملک برما اور

Marfat.com

131

اراکان کے سارے مسلمان انڈین یا انڈین کی اولادیں اور بعض مخصوص مقامات کے قدیم مسلمانوں کو بھیجیا یا تنجانز کے خادموں کی اولاد سے منسوب کیا جاتا ہے جو سراسر غلط اور تعصب آمیز ہے۔ الغرض موجودہ ڈیموکریسی حکومت اور برما کے سیاریش یعنی ہندوستان سے برما کی علیحدگی کی حالت میں مسلمانوں کی ہستی اور اُن کے سیاسی حقوق تو قانوناً تسلیم نہیں کئے جاتے ہیں بلکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر مسلمانوں پر جو مصائب اور حادثات بسبب قومی فتنہ وفساد کے گذرے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ نظم:-

کون سُنتا اُمتِ مرحوم کا نالہ ہے یہاں
کہ انا الموجود کے دمزن ہیں سب خرد وکلاں
برما مسلم ہو کے بھائیو! کیوں بنے کالا انگاؤں؟
قعرِ ذلت میں گرے کیوں ہو کے خیر الامتاں
سیّد و شیخ و مغل کی نسل سے ہو مومنو!
پر بھلادی تم نے وہ بھی خاندانی داستاں (از مولف)

بدیں وجہ بحیثیت برما مسلم ہونے کے اس خاکسار کے دل میں حبِ قومی کا جوش موجزن ہوا اور خیال آیا کہ ایک ایسا رسالہ مجموعی قومی حالات کا اُردو زبان میں قلمبند کیا جائے جس سے

ہمارے برما مسلم (برہمیز مسلم) اور ارکانی مسلم بھائیوں اور بہنوں کو جو اکثر اردو زبان داں ہیں اپنی اپنی نسل اور قومیت کا کچھ پتہ بآسانی لگ جائے اور بڑی ضخیم تاریخوں اور کرم خوردہ اور بوسیدہ خاندانی شجروں کے ورق گردانی نہ کرنا پڑے اور قبروں سے اپنے بزرگوں کی ہڈیاں بغرض ثبوت النسل نکالنی نہ پڑیں۔ علاوہ اس کے اپنے مخالفین کے لئے دندان شکن جواب بھی بن جائیں۔

چونکہ زمانہ سلف سے ملک ارکان اپنی تاریخ جداگانہ رکھتا ہے اور ارکانی مسلمان جو عموماً رحمی رحمیہ یا روانیہ اور کمان کہلاتے ہیں اپنے تئیں برہما مسلم یا برہمیز مسلم کہلانا نہیں چاہتے ہیں جو عموماً زیرباری یا زرباری اور میڈو کے نام سے مشہور ہیں۔ اس خیال سے اس رسالہ میں ارکانی مسلم اور برہما مسلم کے دونوں فریق کے قومی نام ساتھ دیئے گئے ہیں تاکہ کسی کی دلشکنی کا باعث نہ ہو۔

فی الحال ننانوے فی صدی قدیم مسلمانوں کی اولاد کو اپنے بزرگوں کے حالات کا بخوبی علم نہیں ہے کہ ملک برما اور ارکان میں کس قوم نے اوّل اوّل اسلام پھیلایا اور کب سے مسلمان آباد ہوئے تھے؟ اور ہمارے بزرگان کون اور کیا تھے اور کیونکر یہاں آئے تھے؟ اور ہمارے خاندانی کارنامے اور قومی یادگاری اور

Marfat.com

پہچان کے لئے کیا کیا چیزیں موجود ہیں؟ جس کے ذریعہ سے ہم برما اور ارکان کے قدیم باشندہ ہونے کا دعویٰ کرسکیں اور خصوصاً موجودہ پارلیمنٹ کے زمانہ میں برما کے دیگر اقوام کے برابر اپنے حقوق پانے کے مستحق ٹھہر سکیں ہیں۔

چونکہ اس طرف کے سارے مسلمانوں کی بابت کوئی خاص اسلامی تاریخ بھی موجود نہیں ہے جس سے اپنے مجموعی حالات بیک نظر معلوم ہوسکیں۔ ہاں جو کچھ ہمیں دستیاب ہوتے ہیں وہ غیر قوموں کے وسیلے سے ملتے ہیں خصوصاً فرنگی مورخین کے طفیل سے اور کچھ برمی اور ارکانی مورخین کے قلمی نسخوں سے جنمیں گو کہ مسلمانوں کے حالات دبا دبا کے لکھے گئے ہیں تاہم جو کچھ ہے اہل بصیرت کے لئے گویا بقول شاعر ؎ دانۂ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو

آتی ہے جزو میں نظر کل کا تماشا ہم کو

لہٰذا اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کمترین نے جو کہ علم تاریخ سے بے بہرہ اور زبان ریختہ میں گویا طفل مکتب ہے اور نہ اس زبان۔ فقط ارکانی رو داد یہ مسلم ہے جو کہ بھی اس کی خواں زبان اُردو او حلقہ بگوشان خاندان مجددیہ خانقاہ شریف دہلوی ہے اس مختصر رسالہ کو استفادہ عام کے لئے عام فہم ٹوٹی پھوٹی

اُردو میں بکمال احتیاط و بصد مشقت اور عرق ریزی سے اس خاکسار نے مرتب کیا ہے تاکہ ہر طبقہ کے ارکانی اور برما مسلموں کو اپنی نسل اور خاندان کی تلاش اور ثبوت میں بہر صورت کام آوے۔

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس خاکسار کو قومی حالات سے واقف کار برما اور ارکان کے بزرگان علما و فضلا اور سن رسیدہ بوڑھوں اور بوڑھیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جنھوں نے اپنے آباواجداد کی زبانی سنی ہوئی باتیں بطور کہانیاں ہمیں سنائی ہیں خصوصًا میرے نانا جناب حیدر علی خواندکار معروف بہ چھین سرا جناب مولوی اسماعیل ثاقب مصنف بلقیس نامہ اور جناب حکیم عبدالشکور صاحبان قیمی۔ اور میرے والد بزرگوار جناب محمدؐ اسماعیل معروف بہ عطیہ صاحب قیمی اور مولوی حکیم مرتضیٰ علی صاحب قیمی اور میرے سسر جناب حافظ حکیم محمدؐ لقمان صاحب اکیابی اور ماسٹر شو ملون صاحب ہیڈ ماسٹر برمیس مڈل اسکول قیمی۔ پنڈت ابوالحسن صاحب ارکانی مؤلف روشنگ پنجالی (تاریخ ارکان) اور جناب مولوی قاسم اور مولوی محمدؐ صالح صاحبان جناب منڈلوی۔ اور جناب اومیا نگ صاحب سنڈوی تاجر اور منیجر مدرسہ سنت جماعت سنڈوے وغیرہ کے ذخیرۂ معلومات سے اس رسالہ

Marfat.com

کی تالیف میں از حد مدد ملی ہے۔ اس لیے اس میں علاوہ تاریخی حالات کے اُن بزرگوں سے سنی ہوئی قابل یقین قیمتی باتیں اور صحیح واقعات بھی شامل کیے گئے ہیں جن کو اگر اس وقت یکجا قلمبند نہ کروں تو ہماری آئندہ نسل کو ملنا بہت دشوار ہوگی بلکہ وہ اپنے تئیں پردیسی مسافروں کی حیثیت میں پا دیں گے۔

اب اس مقام پر ہمارے اُن احباب کا خصوصاً مسٹر شمس الدین صاحب ارکانی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) اور مسٹر بھوکھان صاحب (ارکانی کمان) ہائر گریڈ وکیل اکیاب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے شاہ شجاع کے مزید حالات اور دیگر حوالہ جات کے مہیا کرنے میں میری پوری تائید کی ہے۔

لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ ماہرین تواریخ اور ارباب علوم و فنون میری اس کوشش میں ضروری تائید اور ہمت افزائی فرماویں گے اور اگر کسی قسم کی غلطی سہواً ہوئی ہو تو "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" پر یقین کرتے ہوئے مجھے معذور سمجھیں۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

Marfat.com

فصل اوّل

اسلام برما اور ارکان میں کیونکر پھیلا؟

(۱) برما کی قدرتی ہیئت اور شاہراہیں

ہمیں اوّل ملک برما کی قدرتی ہیئت پر ایک سرسری نظر ڈالنی لازمات سے ہے کیونکہ ہمارے بزرگان اس کفرستان برما میں آپہونچے تھے۔ نقشہ برما کے ملاحظہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ برما تین طرف خشکی اور ایک طرف تری سے محدود ہے یعنی مشرق میں چین اور سیام۔ مغرب میں ہندوستان اور بحر ہند اور شمال میں سلسلۂ کوہ ہمالیہ اور جنوب میں علاقہ سیام ملایا اور بحر ہند ہیں۔ ملک برما کے مغربی حصّہ میں قسمت ارکان واقع ہے جس میں عموماً بدھ مذہب والی مگ قوم آباد ہے اور وہ کوہ ارکان یوما کے ذریعہ سے خاص برما سے جدا ہے جہاں برما۔ تلائن اور شان لوگ رہتے ہیں۔ سلسلۂ کوہ ارکان اور مغربی یوما میں تین پہاڑی راستے ہیں۔ ایک درّہ ٹنگوپ۔ دوسرا درہ آن یا ڈلاک اور تیسرا

Marfat.com

منی پور کا پہاڑی راستہ۔ اور برما کے مشرقی حصہ میں یونین اور شان کے مابین پہاڑی راستہ اور کوہ تناسرم کا درمیانی راستہ اور جنوب میں ملایا کا راستہ اور جنوب اور مغرب میں خلیج بنگال و بحرہند کے بحری کی شاہراہیں ہیں جہاں سے مسلم کاروان تجار اور مسلم فاتحان برما اور ارکان میں داخل ہوئے تھے لہذا اُن خشکی اور تری کے راستوں سے ہمارے بزرگان ملک برما کے ہر گوشہ میں آ بسے تھے کیونکہ برما کے لبریز دریاؤں۔ زرخیز و پُر فضا میدانوں اور تجارتی بندرگاہوں اور اہل برما کی سادہ دلی اور مہمان نوازی نے اُن کا خیر مقدم کیا تھا بلکہ راجگان اور شاہانِ زمان کی سرپرستی نے اُنہیں یہیں سکونت گزیں اور پناہ گزیں ہونے کی ترغیب دلائی تھی

(۲) علمبرداران اسلام

(قصیدہ ۔ از مولف)

علیہ السلام تھا از اندلس تا ملک چین — آٹھ صدی میں پہنچے عربی تاجران و غازیاں
بحر و بر کو چیر پھاڑ چلاتے تھے وہ غازیاں — کوہ و دشت سندھ و اچین گونجے از نعرۂ اذاں
از چین تا جاوا و ملایا کو تھا اُن نے سر کیا — پرچم اسلام لہرا دیا کس شان سے وہاں

وہ مسلمان اب کہاں اور وہ مسلمانی کہاں؟ | تیغ و تسبیح لیے بکف چلتے بغل میں قرآں
النّاظر ستی ارکان جابجا عربی نسل | بارہویں صدی میں آگئے تھے بسے وہ مومناں
تیرہویں صدی میں قبلہ خان اعظم چین لیے | زیر نصر الدین بھیجے لشکر ترکی یہاں
وہ مسلماں تھے جنھوں نے فتح برما کو کیا | ازیونن تاتر کمو لایا تھا زیر عناں
آبسے ارکان میں پھر لشکر جرّار غور | عیسوی پندرہ صدی میں بعد فتح ارکاں
فاتح ارکان ولی خان مع غوری پٹھان | چھین لیا برما سے اُن نے تخت ارکان یکماں
عیسوی سترہ صدی میں مغلیہ فوج شجاع | آبسی ارکان و برما میں تھی ہر جا ہو عیاں
اُن سبھوں کی نسل سے اُجمی وزر بادی کمان | جو بسے تھے برما و ارکان میں با عز و شاں
اُن میں سے تھا کوئی سید کوئی شیخ کوئی مغل | ہوگیا کھچڑی ہو وہ سب قومیت اب ہے کہاں

القصہ سب سے آگے علمبرداران اسلام عرب تجار اور سیاحان تھے جو بغرض تجارت اور سیاحت ملک برما اور ارکان کے سواحل پر آئے تھے اور قدیم بندرگاہوں اور بڑے شہروں میں جیسے کہ دیسالی۔ رامری رراما ودی، پیگو تھاٹھوں مرتبان پگان سیریم۔ تناسرم (النّاظر یا تناصرین) اور مرگوئی وغیرہ میں ۷۸۰ء اور ۱۲۰۰ء کے درمیان بسے تھے اور سنہ ۱۶۰۰ء تک عرب ہی مشرقی سمندروں کے مالک و مختار بنے ہوئے تھے۔ مگر ملک برما میں سب سے آگے عربوں کے ارکان میں بسنے کا تاریخی ثبوت ہے۔ اور عربوں

Marfat.com

کے قدم بہ قدم چل کر اسی عرصہ ایرانی تجار بھی آئے تھے۔ اور بعد ازاں سنہ تیرہویں صدی عیسوی میں قبلہ خان شہنشاہ چین کے بارہ ہزار ترکی یا تاتاری فوج نے ملک برما کو یونن سے شہر بگان اور ترک موتک فتح کیا تھا۔ اور وہ لوگ مشرق سے یونن کے راستے سے آئے تھے۔ اور سنہ ۱۹۳ء میں غوری پٹھانوں نے ملک ارکان کو فتح کر لیا تھا۔ اور وہ بنگال سے آ کر ارکان میں جا بسے تھے۔ اور آخر کار شاہ شجاع اپنے اہل و عیال اور کثیر التعداد خستہ مغلیہ فوج کے ساتھ ارکان میں آیا۔ اور ارکان سے بہت سے مسلمان کو وہ ارکان کے راستوں سے چل کر برما کے مختلف مقامات میں مقیم ہوئے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں ارکان گویا اسلام کا پیش خیمہ بنا ہوا تھا۔ علاوہ بریں منی پور بلایا اور تنا سرم کے راستوں سے بھی بہت سے ملائی مسلمان مختلف اوقات میں برما میں آبسے تھے۔ مگر یاد رہے کہ جو ہندی مسلمان برما میں سب سے آگے آئے ہوئے تھے وہ عربی النسل ہندی تھے جیسا کہ سورتی مالاباری، کاکا، مدراسی، چولیہ اور بنگالی۔

مگر سنہ ۱۸۲۵ء سے جب ارکان اور برما سرکار انگریزی کے قبضہ میں آئے تو آمد و رفت کی سہولتیں زیادہ ہونے کے

Marfat.com

سبب سے جوق جوق ہندی مسلمان ہندوستان کے ہر حصے سے بذریعہ خشکی وتری آکر برما کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے ہیں اور مسلم آبادی کی اس حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر برما کے غیر مسلم قوموں کے دلوں میں تعصب پیدا ہوکر قدیم مسلمانوں کی اولاد کو نو وارد انڈین کے زمرے میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سرکاری عہدوں میں لائق مسلم اُمیدواروں کا بڑے تراش خراش کے ساتھ طوعاً وکرہاً مقرر کیا جارہا ہے۔ جو امتیاز برما اور ارکانی راج میں نہ تھا۔

اب امور مذکورہ بالا کو مطمح نظر رکھتے ہوئے برما اور ارکان کے کل مسلمان چھ بڑے طبقوں میں منقسم کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

طبقہ اوّل۔ عربی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم (۸۰۰ء تا ۱۶۰۰ء)۔

طبقہ دوم:۔ ایرانی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم (۸۰۰ء تا ۱۶۰۰ء)

〃 سوم:۔ ترکی یا تاتاری النسل مسلمان جن کو جینیا مسلم یا پانتھے کہتے ہیں (۱۳۰۰ء

〃 چہارم:۔ ہندی النسل قدیم (غوری اور مغلیہ) مسلمان (۱۵۰۰ء تا ۱۷۰۰ء)

〃 پنجم:۔ مخلوط النسل مسلمان (یعنی طبقہائے اوّل، دوم، سوم اور چہارم باہم مل جلکر)

〃 ششم:۔ ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان (۱۹۰۰ء تا ۲۰۰۰ء)

اور اس رسالہ میں ہر طبقہ کے مسلمانوں کے حالات ایک

Marfat.com

ایک جداگانہ فصل میں بیان کیے جائیں گے۔

فصل دوم

طبقہ اوّل

عربی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم

اس طبقہ کے مسلمانوں کے حالات بیان کرنے سے قبل اسلام اور عربوں کا کچھ ذکر عام مسلمانوں کی آگاہی کے لیے کرنا فرضِ اوّلین اور لازمی امر ہے۔

(۱) عربی تجارت قبل اسلام

تواریخ سے ثابت ہے کہ قبل از اسلام عربی تجارت ممالک مشرقی کے ساتھ قائم تھی۔ عرب تجار مجمع الجزائر شرق الہند اور ملایا سے مصالحہ جات خریدتے اور یورپ ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں انہیں لیجا کر بیچتے تھے (۱) خشکی اور تری کے ذرائع سے ہندوستان چین برما اور ملایا تک وہ لمبے سفر کرتے تھے۔ اُن سوداگروں کی

نوٹ :- (۱) ہار مسود مخیر کی تاریخ دینا ملیشیا۔ عربیہ قبل محمد۔ تاریخ برما از ہاروے

Marfat.com

قوم قریش کہلاتی تھی اور ملایا کو عربی جغرافیہ داں ادریسی نے "ملے" نام مزد کیا ہے اور فرنگی جغرافیہ داں ٹولیمی نے ملایو اور لو ائر برما کو سیاحان عرب "رحمہ" بولتے تھے۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔

(۲) آنحضرت محمدؐ صلعم کے مختصر حالات اور آغاز اسلام

حضرت عیسیٰ عم کے بعد چھ صدی عیسوی یعنی ۵۶۹ء میں قوم قریش میں آنحضرت محمد صلعم شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہؓ تھیں اور والد مکرم حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن عبدالہاشم ابن عبدالمناف تھے جو قوم قریش کے معزز امراء اور رؤسا میں سے تھے اور محافظان خانہ کعبہ بھی تھے۔ اس زمانہ کو ایام جہالت کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس زمانہ کے عرب لوگ جاہل بت پرست۔ ستارہ پرست اور شجر وحجر وغیرہ پوجنے والے تھے خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ مورتیں تھیں جن کو وہ پوجتے تھے۔ وہ بڑے جنگجو قبائل تھے۔ اور تجارت اور سپہ گری اُن کے خاص پیشے تھے قبل نبوت خود آنحضرت صلعم بغرض تجارت حضرت ابوبکر صدیق وغیرہ عرب قافلے کے ساتھ بلادِ شام اور عراق میں تشریف لے جاتے تھے اور آپکے اصحاب کبار بھی تجارت کرتے تھے۔ حضور

صفحہ ۱۔ ہسٹری آف سراسین (تاریخ عرب) از سید امیر علی صفحہ ۵۔

Marfat.com

کے شریک تجارت قیس بن سائب مخزومی تھے۔ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ وغیرہ کی دولت کثیرہ تجارت کے ذریعہ حاصل ہوئی جس کو انھوں نے اسلام کی بہبودی اور ترقی اور آنحضرت صلعم کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے نثار کر دیا تھا۔ آنحضرت نے بعد نبوت حاصل ہونے کے اُن جاہل عربوں کو توحید کا نیا سبق سکھایا اور اسلام کا عمدہ ترین اور شائستہ مذہب دنیا میں شائع کر دیا۔ اور اسلام کے نور ایمان نے سرزمین عرب سے باہمی نفاق و فتنہ و فساد اور خونریزی کو دور کر کے اُن جاہل صحرا نشینوں کے مکدر دلوں کو منور کر دیا کیونکہ آپ پر معجز نما روشن کتاب قرآن مجید و فرقان حمید نازل ہوئی

مثنوی: ”قرآن ہے نور از نور الٰہی قرآن خود معجزہ مصطفائی
قرآن ہے رہنمائے انس اور جان کہ ہے یہ حرز جان و نور ایمان“
(از مولف)

الغرض سرزمین عرب سے جہالت اور کفر کی گھٹا یک قلم دور ہوگئی اور آپ کے حین حیات میں سارا عرب آپ کے زیرنگین ہو چکا تھا بلکہ دور و دراز ملکوں میں بھی آپ نے دعوت اسلام بذریعہ عرب تاجروں یا خاص قاصدوں کے دی تھی جس کے سبب سے راجہ حبش اور راجہ مالابار مسلمان ہو چکے تھے۔ غالباً آنحضرت صلعم

Marfat.com

کے حین حیات میں دعوتِ اسلام برما اور چین تک ضرور پہنچی ہوگی کیونکہ اچھے موسم میں عرب سے تجارتی جہاز ڈیڑھ یا دو مہینے میں وہاں پہنچنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ اور ۶۳۲ء میں جب مدینہ منورہ میں آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو سارے عرب قبائل مشرف بہ اسلام ہوکر متفق ہوچکے تھے۔ بلکہ وہ سرشارِ مئے توحید بن کر دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا اور آپ نے نہ صرف ان عربوں کو بلکہ سارے عالم کو دین حق۔ تجارت سیاست اور حکومت وغیرہ کے عمدہ ترین اور مہذب طریقے سکھا دیئے تھے۔

۳- بعد اسلام عربی تجارت کے ساتھ اشاعتِ دین حق اور فتوحات عالم

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اسّی سال کے اندر ہی اندر یعنی ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں عربوں کی تجارت اشاعت دین ہدیٰ اور فتوحات عالم کا زبردست سلسلہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ جاری ہوگیا۔ اور ملایا اور مجمع الجزائر شرق الہند کے مصالحہ جات وغیرہ کی تجارت اُن کے قبضے میں رہی اور عرب جہازران گویا مشرقی اور مغربی سمندروں کے مالک بن گئے تھے عربی غازیوں اور فاتحوں نے شام عراق ایران کابل ماوراالنہر

مصر شمالی افریقہ مراکو ہسپانیہ (اندلس) اور جنوبی فرانس و سسلی اور بحیرۂ روم کے اکثر جزائر کو شمال اور مغرب کی طرف فتح کیا تھا اور جنوب کی طرف بورنیو اور فلپائن تک تسخیر کی تھی اور ہندوستان میں پہلی اسلامی سلطنت کی بنا ڈالی یعنی سنہ ۷۱۱ء میں جنرل محمد ابن قاسم نے عرب تاجروں کے انتقام لینے کے لئے سندھ پر فوج کشی کی اور سندھ کے راجہ داہر کو قتل کرکے سندھ کو فتح کر لیا تھا اور بعد ازاں راجپوت ہندو راجاؤں کو مطیع اور فرمانبردار بنالیا[۱]۔ اور سواحل بحر ہند پر عرب تاجروں نے جابجا قیام گاہیں بنالی تھیں اور سنہ ۸۶۰ء میں وہ ارکان میں بسے تھے۔ سنہ ۸۵۰ء میں مجمع الجزائر شرق الہند ملایا، ہند چینی چین اور عرب کے درمیان انکی تجارت برابر جاری رہی اور بصرہ اور عمان تجارتی مراکز بنے ہوئے تھے۔ اور سنہ ۱۲۷۶ء میں ملایا کا ہندو راجہ معہ سارے اہل وعیال اور رعایا کے اسلام قبول کرنے کے سبب سے ملایا اور شرق الہند میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم ہو چکی تھی و نیز سنہ ۱۳۳۰ء اور سنہ ۱۴۷۰ء کے عرصہ میں جاوا کے ہندو راج "مدیلو پاہیت" اور سماٹرا کو فتح کامل کرکے شہر اچین کو سماٹرا میں)

نوٹ:- (۱) تاریخ عرب از سید امیر علی صفحہ ۰۰ ـ خلیفہ ولید کے عہد میں سنہ [illegible] میں سندھ ملتان پنجاب کو دریائے بیاس تک عربوں نے فتح کیا تھا

مشرق بعید کی اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ بنایا اور علی مغایت شاہ اچین کا پہلا سلطان بنا اور سلطان علاء الدین قہار نے سنہ ۱۵۳۰ء اور سنہ ۱۵۵۰ء کے درمیان مزید فتوحات کیے تھے۔ اور جزائر بورنیو۔ سنڈا۔ سلیبز۔ ملکا۔ سولو اور فلپائن تک قریباً سارے جزیرے ملیشیا کے عربوں کے قبضہ اقتدار میں لائے گئے تھے[1]۔ اور سلطانِ قدہ اور سلطان تریگانو اور سلطان جہور بھی ملایا میں جلیل القدر حکمران بن گئے تھے۔ جن کے خاندان زیر حراست برطانیہ اب تک وہیں قائم ہیں۔ اور وہ سیام اور برما کے راجاؤں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے[2]۔

الغرض خلافت بغداد کے عہد زرّیں میں بحرِ اوقیانوس سے بحر الکاہل تک یعنی اندلس سے بورنیو تک عربی اسلامی سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں اور سنہ ۱۶۰۰ء تک ممالک مشرقی کے اجناس تجارت عرب ہی ایشیا اور یورپ کے بازاروں میں لیجا کر بیچتے تھے اور عرب ہی مشرقی سمندر کے مالک بنے ہوئے تھے۔ اور عیسائیوں کو شرق الہند میں بالکل قدم جمانے نہ دیا۔

چونکہ خلافتِ بغداد کے ایام حکومت میں عربوں کی تجارت

نوٹ:۔ (۱) رسو دہم کی تاریخ دنیا ملیشیا (۲) تاریخ سیام از وڈ۔

Marfat.com

بڑی ترقی پر تھی۔ سندباد جہازی سلیمان۔ ابن الفقیہ۔ ابن خرداذبہ اور ابن بطوطہ وغیرہ کی طرح نامی تجار اور مشہور سیاحان رفتہ رفتہ پیدا ہوئے تھے۔ اور عرب خلیج فارس مصر بغداد سے لیکر تجارت ہندوستان برما، لنکا، مالدیپ، لکادیپ، سونڈیپ، ملایا اور چین وغیرہ میں اُن کی تجارت گاہیں تھیں اور اس غرض سے وہ جابجا بسے تھے۔

الغرض ۱۰۹۴ء تک اُن کی تجارت روبہ ترقی رہ چکی تھی۔ مگر اسی اثنا میں عیسائیوں اور اسلام کے مابین شہر بیت المقدس کی بابت دینی جہاد شروع ہوگیا تھا جس کو عیسائی لوگ کروسیڈ کہتے ہیں۔ آخر کار فتح و نصرت اسلام کو ملی[1] اسی سبب سے عربی تجارت کچھ عرصہ تک کمزور ہوگئی تھی مگر بعد ازاں ۱۵۰۰ء تک مشرقی دنیا میں اُن کی تجارت بدستور سابق بحال ہوکر حیرت انگیز ترقی ہوئی۔

بقول وتھیما اور دیگر سیاحان یورپ شہر کالی کٹ[1] (مالابار) میں پندرہ ہزار عرب (موپلا) آباد تھے۔ اور سورت، گولکنڈہ

نوٹ: معلوم ہو کہ ملایا کے مسلمان کو بابا کہتے ہیں۔ مالابار کے مسلمان موپلہ یا کاکا اور مدراس کے مسلمان چولیہ یا نانا اور لنکا مسلمان سیلون مور اور سیلون ملے کہلاتے ہیں۔ اور ان کا نام مور لفظ انگلیسیہ ہے

کوچین مچھلی پٹم۔ سوندیپ اور چاٹگام وغیرہ میں کثیر التعداد مقیم تھے ونیز لنکا (سیلون) کی تین لاکھ پچاس ہزار مسلم آبادی میں سے تین لاکھ سیلون مور (عرب) پینتیس ہزار انڈین مور اور پندرہ ہزار سیلون ملے والے ہیں جو مشہور تجار اور علم معدن کے ماہران کامل تھے[1]۔

اسی طرح راجگان برما تلائن اور ارکان کے عہد سلطنت میں کثیر التعداد عرب (مور) تجار اور جنگی سپاہی پیگو مرتبان تگان اور ارکان وغیرہ شہروں میں بسے ہوئے تھے جس کا مفصل بیان انشاء اللہ سامنے آئیگا۔

علاوہ بریں چین کے تاریخی حالات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں عرب تجار جنوبی چین تک پہنچ چکے تھے۔ مگر بعد رسالت آنحضرت صلعم پچاس سال کے اندر عرب سے چین کے شہر کانٹن تک سواحل سمندر پر جابجا مسجدیں قائم ہوگئی تھیں۔ اور مسٹر ہاروے کی تاریخ برما سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے قبل آسام سے ملایا تک عجیب قسم کی مسجدیں سمندر کے کنارے واقع تھیں جن کو "بدر مقام یا بدر مکان" بولتے ہیں[2]۔

نوٹ:- [1] لنڈن ٹائمز ہفتہ وار مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴۲ دیکھو [2] تاریخ برما ہاروے صفحہ ۱۳۷۔

القصہ سولہ صدی عیسوی کے قبل ہندوستان میں مکمل اسلامی سلطنت قائم ہو چکی تھی غوری اور مغلیہ وغیرہ خاندان یکے بعد دیگرے عروج پر آئے۔ اور چین میں تاتاری مسلمان آباد ہو چکے تھے اور جنوب میں سارے ملیشیا پر عرب قابض رہے جب ممالک اسلامیہ میں باہمی نا اتفاقی اور خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں اور مور سب ہسپانیہ سے نکالے گئے تو عربی تجارت کا خاتمہ مشرقی دنیا سے ہو گیا۔ اور عالیشان عمارت اس وسیع اسلامی سلطنت کی منہدم ہو گئی اور اہل یورپ جو موروں (عربوں) کے شاگرد تھے۔ خصوصاً پرتگیز۔ ہسپانیہ والے۔ ڈچ۔ فرانسیسی اور انگریز لوگ اس عربی تجارت میں آکر دخل ہوئے رفتہ رفتہ ہندوستان ہند چینی اور ملیشیا مصر، عراق فلسطین وغیرہ کی وہ اسلامی سلطنتیں انھوں کے قبضے اور زیر حراست آگئی ہیں۔ علاوہ بریں اقوام یورپ نے عربوں کی حیرت انگیز ترقی سے سبق آموز ہو کر تجارت کے ساتھ ساتھ اشاعت عیسائیت اور فتوحات عالم کے نئے طرز کو عمل میں لاکر گویا ساری دنیا کو اپنے قابو میں لایا ہے۔ خدا جانے کہ اسلامی دنیا اپنے بھلائے ہوئے سبق کو کب سیکھے گی۔

Marfat.com

۴-راجگانِ برما اور ارکان کی آبادی بڑھانیکی پالیسی

چونکہ برما عموماً جنگلی اور کم آباد ملک ہے اور راجگان برما تلائن اور ارکان وغیرہ ہر دم جنگ وجدال اور قتل وغارت میں مصروف بیکار رہتے تھے۔ کسانوں اور نیز دیگر پیشہ والوں کو مجبوراً لڑائی میں شریک ہونا پڑتا تھا۔ جس کے سبب سے آبادی گھٹتی رہتی تھی اور زراعت اور تجارت برابر نہیں چل سکتی تھی۔ بدیں غرض وہ راجے ہمیشہ غیر ملکی سوداگروں کو اپنے ملک میں آزادانہ تجارت کرنے کو بلاتے تھے بلکہ پردیسی جہازیوں کو پھسلا کر فوج میں بھرتی کرتے تھے۔ اور اُن کو اپنے ملک میں رکھنے اور بسانے کی غرض سے اُن کے حسب دلخواہ عورتیں بھی دلائی جاتی تھیں۔

مسٹر ہاروے اپنی تاریخ برما صفحہ ۳۴۹ میں کیا خوب لکھتا ہے کہ "برمی تاریخ سے سراسر یہ ثابت ہوتا ہے کہ برما لوگ جنگ میں گرفتار شدہ لوگوں کو اپنا مالِ غنیمت سمجھتے ہیں تاکہ انھیں غیر آباد علاقوں میں بسائے۔ ہندچینی میں لڑنے کا خاص مقصد آدمیوں کا زندہ شکار پکڑنا ہے۔ ۱۸۵۵ء میں "سرخ کرین لوگ" اپنے پڑوسی برما اور شان کو پکڑ کر مویشی کے ساتھ تبادلہ کرتے

تھے۔ اور اسی طرح اہلِ سیام تناسرم پر چڑھائی کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ۱۸۲۵ء میں انگریز لوگ تناسرم پر قابض ہوئے۔ اور ارکانی مگوں نے بھی برما کی سرحدی بستیوں میں قزاقی لوٹ اور غارت کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اور صدیوں تک ارکانی مگ لٹیرے جہاز خلیج بنگالہ پر آوارہ پھر رہے اور آسام اور بنگال کے لیے باعث خطرہ بنے رہے تھے۔ اسی صورت سے برما لوگ اپنے پڑوسیوں پر حملہ کر کے اُن کے مفتوحہ شہروں اور دیہاتوں کے نادار مرد اور عورتیں اور بچے اپنے شہروں اور قصبوں میں جبراً لا کر بسائے جاتے تھے۔ چنانچہ ٹھاٹھوں اور ایوتھیا (سیام) اور میوہاؤنگ (ارکان) کے حملوں میں بہت سے تلائن سیامی اور ارکانی (مسلم اور بُدھ) مردوں عورتوں اور بچّوں کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ لے چلے تھے جن میں اکثر لوگ اہلِ علوم و فنون بھی شامل تھے۔

چھین لوگ ارکان کی پہاڑی قوم اپنی عورتوں اور کنواری لڑکیوں کے مُنھ اور اعضائے جسم گُدوا لیتے تھے کیونکہ برما لوگ اُن کی حسینہ عورتوں اور لڑکیوں کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک ہزار آٹھ سو سیامی عورتیں ایک کو مل

۱۸۶۲۷

Marfat.com

شراب کے عوض میں میسّر ہو سکتی تھیں۔ اور اسی طرح راجگان برما اور ارکان اپنے کم آباد ملک کو زیادہ آباد کرنے کے خیال سے اکثر پردیسی جہازیوں کو پکڑ کر کے رکھنے کے عادی تھے"۔

(تاریخ برما از ہاروے صفحہ ۳۴۹)

الغرض راجگان برما تلائنگ اور ارکان یہ چاہتے تھے کہ غیر ملکی تجار اپنی بندرگاہوں میں آکر تجارت کریں۔ درحقیقت اُن قوموں کے لئے جو بحری سفر کے عادی تھے ملک برما تجارت کے لئے کھلا میدان تھا۔ اُس زمانہ میں ملکّا۔ اچین اور تناسرم کی تجارتی حالت بہ نسبت برما کے زیادہ اچھی تھی۔ اور اُن بندرگاہوں میں پردیسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا تھا جو برما میں اُنہیں نہیں ملتا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی پردیسی جہازی کسی برمنی سے شادی کر لیتا تو حکومت برما اوس شخص کو اپنی رعیت ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ اور اُسے اپنی بیوی کی قومیت میں شامل ہونے کا اظہار کرتی تھی اور جہاز کا مالک اپنے اوس شخص (جہازی) کو واپس نہیں پا سکتا تھا۔ اور یہ راجگان برما کی باقاعدہ پالیسی یا دستور الحکومت تھی کہ پردیسیوں کو اپنے ملک میں بسائیں۔

(تاریخ برما از ہاروے صفحہ ۲۰۵)

Marfat.com

۵۔ ملک برما میں عربوں کا سب سے آگے ارکان میں بسنا

اوپر کے بیانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ برما اور ارکان میں عرب لوگ ایک ساتھ اور ایک ہی عرصے میں بسے تھے مگر مؤرخین برما نے امر ہذا کو چھپایا اور ارکانی مگ مؤرخین نے کما حقہٗ ظاہر کیا ہے۔ اور ارکانی مسلمانوں کی خاندانی روایات سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابۂ کرام کے عہد میں ارکان میں اسلام جاری ہوا تھا۔ اور اس کے قبل ملک برما میں عربوں کے بسنے کا تاریخی ثبوت نہیں پایا جاتا ہے۔

اس مقام پر اوّل ارکانی مسلمانوں کی دو ایک خاندانی روایات کا درج کرنا قارئین کرام کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) کہتے ہیں کہ "حضرت امیر حمزہ نے کسی گونگی نامی راجے کو مسلمان کیا تھا اور اس گونگی نے ارکان آکر ارکانی مگ راجہ سے لڑا تھا اور ارکان کو فتح کرکے اسلام پھیلایا۔ اس لئے اس ملک کا نام ارکان رکھا گیا جس سے مراد اسلام کا بنیادی مقام ہے۔ اور اس واقعہ کی شہادت کے لئے شہر میوہاونگ کے

Marfat.com

میدان میں لوہے کا بڑا تھم وہ بتاتے ہیں جو گونگی کے گرز سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔

میرے خیال میں گونگی سے مراد درحقیقت غوری ہے کیونکہ غوریوں نے ۱۲۳۰ء میں ارکان کو فتح کیا تھا اور گونگی بگاڑا ہوا لفظ "غوری" کا ہے۔ مگر اسلام اس سے قریباً چھ سو پچاس سال قبل یہاں جاری ہوا تھا۔

(۲) اور دوسرا قصہ یہ بھی مشہور ہے کہ "حضرت محمد حنیف یزید سے لڑنے کے بعد ارکان میں آکر گوشہ عزلت اختیار کی تھی اول "کو یا پری" یا قریہ پری نامی ایک پری کی رانی سے لڑکر فتح پایا۔ اور اس رانی کو مسلمان کرکے اپنے نکاح میں لایا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت ارکان میں جن وپری کا بھی راج تھا اس لئے ارکان کو رکھا پورہ بھی کہتے ہیں۔ القصہ ان دونوں میاں بیوی نے اپنی باقی زندگی منگڈو اور بوتھیڈاؤنگ کے درمیان پہاڑی چوٹی پر عبادتِ الٰہی میں بسر کی اور تارکُ الدنیا ہوگئے۔ اور ارکانی مسلمان اب تک ان کی قیام گاہوں کو "محمد حنیف اور کو یا پری کی ٹنگی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور وہاں ہردم طالبانِ راہِ حق کا ابتک گذر رہتا ہے"۔

Marfat.com

اگرچہ ان زبانی کہانیوں کی صحت کی بابت ہمیں ضرور شبہہ آتا ہے مگر ہمیں یقین آتا ہے کہ ان باتوں میں بھی ضرور کچھ حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ بمطابق ارکانی مگھی قلمی تاریخ اور برٹش برما گزیٹیر جلد دوم صفحہ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "۷۸۸ء میں راجہ مہا ٹینگ چندرا دھنیا ودی (ارکان) کا راجہ بنا تھا۔ اس نے شہر دیسالی کو اپنا پایہ تخت بنایا اور شہر راما ودی (رامری) کی بنا ڈالی اور بائیس سال عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرنے بعد انتقال کیا۔ اس راجہ کے ایام حکومت میں جزیرہ رامری پر بہت سے جہاز تباہ ہوئے۔ اور وہ جہاز والے لوگ مسلمان عرب (موز) تھے اور وہ خاص ارکان میں لاکر مختلف بستیوں میں بسائے گئے تھے" (۱)

اب اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ عرب تجار تھے اور سندھ کے فتح کے ستتھر سال کے بعد ارکان میں بسے اور انھوں نے یہاں کی عورتوں کے ساتھ شادی کر کے اپنی کثیر التعداد اولاد پیدا کی تھیں۔ جو ابتک روانیہ یا روانگیہ یا رحمی کہلاتے ہیں۔ جس سے ارکانی موز (عرب) ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ عرب لوگ ارکان کو رحمہ بولتے تھے جس سے مراد رحم کیا گیا ہے۔

نوٹ :۔ (۱) برٹش برما گزیٹیر جلد دوم صفحہ ناتمے راجون۔

Marfat.com

بقول بزرگانِ ارکان وہ لوگ دریائے لیمبو۔ کلاڈان۔ مایو اور ناف کے سواحل پر بسے تھے۔ کلاڈان اور کلا پنجان سے مراد مسلم بستیاں ہیں جہاں اوّل عرب اور پھر ہندی مسلمان آکر بس گئے تھے۔ قیم۔ بندر۔ پنگڈو۔ پاڈو۔ ملّع اور قیوقتو وغیرہ بڑی بستیاں تھیں۔

کہتے ہیں کہ قیم میں تیرہ سو مکانات رداتیہ کے تھے جو عموماً تجارت پیشہ تھے اور اُن کے اجداد اوّل اوّل پہاڑی کے کنارے بسے تھے اور کھلے میدان پر اموال تجارت کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ قصبہ سادہ پاڑہ یا سادات پاڑہ اُن کا مرکز تجارت تھا (۱) اور ملّع۔ بندر اور قیوقتو میں بھی بے شمار مکانات اور کثرت آبادی تھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی نئی بہو ملّع میں تالاب سے پانی لانے کو جاتی تو وہ آوارہ ہو جاتی تھی۔ اور خندل (قیوقتو) سے بندر کو کوئی خبر ایک دوسرے کو بولنے کے ذریعہ ایک ہی روز میں پہونچ سکتی تھی۔ (قول بزرگان ارکان)

القصہ وہ لوگ منگڈو۔ بوتھیڈاؤنگ کے مضافات اور

نوٹ:۔ (۱) کلاپنجان دریائے مایو کے کنارے کے علاقے کو کہتے ہیں۔ جو اب بوتھیڈاؤنگ اور راتھیڈنگ کے علاقہ میں شامل ہے۔ سادہ پاڑہ سے مراد سیدوں کی بستی ہے۔ جس کی مسجد کے کنارے اُن کی قبریں موجود ہیں۔

روہنگیا مسلمان

آنکیرانگ۔ اکیاب کے باصرہ یا بصرہ (معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاجران بصرہ سے منسوب ہے) اور قائم پرانگ فیتی پرانگ۔ چاندمہ وغیرہ کیتوبن اور چوکپھو رامری۔ جوکتی مو اور سنڈوے جنوبی ارکان میں بھی بس گئے تھے اور بہت سے لوگ رفتہ رفتہ برما اور چاٹگام میں راجگان ارکان اور برما کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے جاکر پناہ گزین ہوئے تھے۔ چنانچہ رامو اور کاکس بازار وغیرہ میں اٹھارویں صدی عیسوی میں جاکر بسے تھے۔ (۱) اور وہ لوگ ابتک روانگیہ کے نام سے مشہور ہیں مگر علاقہ منڈے ٹنگو اور سیگو وغیرہ کی طرف بسنے والے اُن مہاجرین کی اولاد ابتک اپنے تئیں "بکھانگ کلا" جاتی ہے جس سے مراد ارکانی مسلمان ہے گوکہ وہ میڈو اور زیر بادی کے نام سے مشہور ہیں (۲)

ارکانی اور برما مسلمون کے قومی نام کی وجہ تسمیہ انشاء اللہ آئندہ تشریحاً بیان کی جائے گی۔ القصہ تاریخ برما میں اس کے قبل کہیں عربوں کے بسنے کا ذکر نہیں ہے گوکہ شہر سیگو پندرہ صدی عیسوی میں ذروتیوں کا شہر مشہور تھا۔ اور تنا صرین یا

نوٹ:۔ (۱) چاٹگانگ ڈسٹرکٹ گزیٹیر ۱۹۰۸ء حالات کاکس بازار ہا و صفحہ ۲۸

(۲) برما مسلمون کے قدیم حالات از جھوجے۔ اور قول بزرگان ارکان۔

Marfat.com

تناسرم اور مرتبان (عربی میں جالہ۔ وہاں اچھا جالہ بنتا تھا) اور سیریم (سیر+یم یا تیر+یم) اسلامی نام ہونے کا پتہ چلتا ہے اور وہاں عرب موجود تھے۔ اس کا سبب بقول سر آرتھر فیار بجز اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے کہ قریب اُسی زمانے میں یعنی "۶۱۷ء میں ملک تلائن (پیگو اور تناسرم) کا راجہ تھامیں تکھتایا ٹسا راجہ تھا جس نے اپنے دارالسلطنت شہر پیگو میں تخت نشین ہوکر بیس سال حکومت کرکے انتقال کیا۔ اس راجہ کے انتقال کے بعد پانسو سال تک کسی راجہ کا ذکر تاریخ پیگو میں پایا نہیں جاتا ہے"۔ حتیٰ کہ شہر پیگو اور ٹھاٹھوں کو انور تھانے فتح کرلیا تھا۔ لیکن بمطابق برما دیسار یج سوسائٹی جرنل جلد سوم صفحات ۱۶۷ و ۱۶۸ شہر ہنتھاودی (ہنسہ ودی) کی بنا کی بابت مسٹر جے۔ الیف۔ فرنیبل یوں لکھتا ہے کہ "جب جزیرہ ہنتھاودی کی صورت سطح آب پر ظاہر ہوئی تو دہلی نامی راجہ بنگو (بنگال) نے اس کو سُنکر ایک سو مسلح سپاہی دو جہاز پر سوار کرکے پندرہ ہاتھ لمبا اور سات بالشت موٹا ایک لوہے کا تھم کے ساتھ بھیجدیئے تاکہ اس کی عملداری کو بتانے کے لئے وہ اس تھم کو وہیں گاڑ دیں۔ اسی طرح تھم کو گاڑ دینے کے بعد ایک جہاز اور چالیس آدمی اُس

Marfat.com

کی حفاظت کے لئے وہیں مقیم رہے ہیں معلوم ہو کہ تمک بیگو سلسلہ کوہ لبین کے مغرب میں واقع تھا۔

جب تھالالا اور دیالالا دو بھائی بیگو کے تلان راجے ۸۲۵۲ء اور کتے اور زنے نامی مشیران نے معہ لوشکر اس جزیرے پر پہلی دفعہ قدم رکھا تو زمین سخت ہو چکی تھی اور وہاں کلا کالونی یعنی مسلم نئی بستی بسی ہوئی نظر آئی جس کا سردار قبیلہ شیخ عبداللہ تھا۔ شیخ ممدوح نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ اس جزیرے میں کیوں آئے جہاں کہ ہم آج سو سال سے اس کی محافظت کر رہے ہیں۔ تلان نے بڑے گھمنڈ سے یہ جواب دیا کہ یہ ہمارا مون تلان قوم کا ملک رامنہ ہے۔ تم لوگوں کا اس میں کیا دخل ہے؟ اور جس وقت بھگیہ میں (خداوند قادر مطلق) نے کسی وگاگی نامی بڑھی کو ہدایت کی "کہ ایک محل شاہی اور بتخانہ تعمیر کرے اور اس جزیرے کو تلان کا مقبوضہ ثبوت کرنے کا یہ طریقہ بتایا کہ اُس لوہے کے تھم کے نیچے نو تھالیاں پیتل کی اور نو ہنسو لوہے کے اور ریسم بھری ہوئی ایک ٹوکری نکال کر بتائے"۔ اسی طرح تلان نے اپنے دعوی کا بخوبی ثبوت دیکر مسلمانوں کو وہاں سے خارج کر دیا اور مسلمانوں نے بھی اس کو تسلیم کر لی اور ریسم وزر دیکر وہاں سے چلے گئے۔"

Marfat.com

علاوہ اس کے برہما قوم کی راجدھانیاں اسی عرصہ میں شہر پگان اور پروم (تھاریکھیتّرا) تھے اور ۸۴۷ء میں شہر پگان اور تھاریکھیتّرا کا راجہ مَن تو طہوا جس نے تیئس ۲۳ سال حکومت کر کے وفات پائی۔ اب اُن دونوں راجاؤں کے عہد سلطنت میں اور گیارہ صدی عیسوی کے قبل عربوں کا قیام ملک تلائن اور برہما میں ثابت نہیں ہوتا ہے"۔ ہاں ۱۰۰۱ء میں" راجہ مانوہا "ٹھاٹھون" کا راجہ ہوا اور" انورتھا یا انورتھاسو" پگان کا راجہ بنا۔ اُن راجاؤں کے ایام حکومت میں مسلمانوں کا ذکر تاریخ برہما میں جابجا پایا جاتا ہے۔ انورتھا کے محل اور تخت کے محافظوں اور فوج میں مسلمانوں کی موجودگی تاریخ سے ثابت ہے۔ اور راجہ ڈریٹ (۱۳۷۰ء) اور اناوک پچاؤن (۲۱-۱۴۱۵ء) شہر پگو کے راجے اور بیاطبہ (۱۳۸۵ء) شہر مرتبان کے راجے کے عہدِ سلطنت میں بھی کثیر التعداد عربوں (مور) کے فوجی خدمات میں متعین ہونے کا ثبوت ہے۔ جس کا خلاصہ یہاں آئندہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اوّل چند مشہور سیّاحانِ عرب کی برہما میں آمد کا کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

۶۔ مشہور سیاحانِ عرب نے برہما کی بابت کیا کہا؟

مسٹر ہاروے لکھتا ہے کہ ملکِ برہما میں تہذیب و تمدن کا زبردست سیلاب ساحل سمندر کی طرف سے آیا تھا۔ رومن چینی اور ہندی سیاحوں اور جہازرانوں کے علاوہ عرب جہاز ران اور تجار سنہ آٹھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں آئے تھے۔ اور ملک برہما سیاحانِ عرب کے خیال میں صرف "ارکان اور لوئر برہما" تھا(۱)۔ مسٹر ہاروے نے اپنی تاریخ برہما میں مشہور سیاحان عرب کے برہما میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل حوالے دیئے ہیں:۔

(۱) ۸۴۶ء-۸۴۴ء میں ابن خرداذبہ (خرداد بے) نامی عرب سیاح بصرہ سے آیا اور وہ یوں بیان کرتا ہے کہ "رحمہ (لوئر برہما) کا راجہ پچاس ہزار ہاتھیوں کا مالک ہے اور وہاں مخمل اور مُو سبز جسے ہندی کہتے ہیں، پائے جاتے ہیں"۔ (ہاروے صفحہ اقر زنڈ کا حوالہ)

(۲) ۸۵۱ء میں سلیمان نامی عرب سیاح خلیج فارس سے آیا اور اس کا یوں بیان ہے کہ "ملک رحمہ (لوئر برہما) کا راجہ اتنا

نوٹ:۔ (۱) ہاروے صفحہ ۹، ۱۰

نامدار نہیں ہے گوکہ اس کی فوج کی تعداد بلہرا اور گجرا (گجرات) اور تیکن کی نسبت زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب راجہ میدان جنگ میں جاتا ہے تو اپنے ساتھ پچاس ہزار ہاتھی لے چلتا ہے اور وہ موسم خزاں ہی میں لڑتا ہے کیونکہ اُس کے ہاتھی پیاس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اُس کی فوج میں دھوبی دس پندرہ ہزار کام کرتے ہیں۔ اُس کے ملک میں وہ کپڑے بنتے ہیں جو اور کہیں نہیں ملتے ہیں۔ سوتی ململ کپڑا وہاں بہت باریک بنتا ہے جس کا نمونہ ہم نے خود دیکھا ہے۔ وہاں کوڑیاں بجائے سکے مستعمل ہوتی ہیں مگر سونا چاندی اور موسنز بھی ملتے ہیں۔ ایک قسم کا پشم ملتا ہے جس کو یاک کا بال یا کمارا بولتے ہیں۔ گینڈا مور اور مچھلیاں بھی ملتے ہیں گینڈے کے سینگوں کا قدر جینا لوگ زیادہ کرتے ہیں اور وہ برہما میں چند کوڑیوں کا مول ہے مگر چین میں اُس کی قیمت تین چار ہزار دینار سے بھی زیادہ ہے۔

(۴) ۹۰۲ء میں ابن الفقیہ سیاح از خلیج فارس کا یوں ذکر ہے کہ "ہند میں ایک ملک ہے جس کا نام رحمہ (لوئر برہما) ہے وہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ اُس کی حکمران عورت ہے۔ وہ مُہلک مقام ہے جہاں طاعون اور وبائی امراض کا خوف ہے تاہم تجارت میں نفع ملنے کی حرص سے لوگ وہاں جاتے ہیں۔

(ہارڈیسے صفحہ ۱۰۔ فیرانڈ کا حوالہ)

Marfat.com

(۴) شہر تنا سرم کی بابت سلیمان کا بیان ہے کہ چین اور عمان کے درمیان عرب لوگ از راہ تنا سرم اور قدرنج سیام تجارت کرتے تھے اور تنا سرم خشکی کی پہلی منزل گاہ یو تھیا جانے کی ہے۔ (چین اور اُس کا راستہ۔ از ہنری یولے)

اور اس امر کی مزید تشریح کرتے ہوئے ہوار نیار لکھتا ہے کہ "چودہ صدی عیسوی میں مغربی تاجروں کے لئے سیام جانے کا مختصر رستہ اصفہان سے اُرمز ہرمز ارمز سے سورت سے گولکنڈہ گولکنڈہ سے مچھلی بم اور مچھلی پٹم سے تنا سرم تھا۔ اور تنا سرم سے خشکی اور تری کے ذریعہ بتیس دنوں میں سیام پہونچ سکتا تھا۔ اور تنا سرم کو بنا صرین تنا صرین یا التناظر کہتے تھے۔"

(۵) شہر بنارس میں دریائے گنگا کے کنارے ایک قدیم بتخانہ تھا۔ دریا کے پانی کی تیز رفتاری سے وہ بتخانہ ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا۔ چھوٹے بڑے خوبصورت مورتوں کو چُن چُن کر وہاں کے لوگ بچوں کو بطور کھلونے کے کھیلنے دیتے تھے کیونکہ وہ اُن مورتوں کو نہیں پوجتے تھے نا عبداللہ نامی ایک جہاز کے کپتان نے خیال کیا کہ چونکہ مشرق کے لوگ ایسے مورتوں کو مانتے اور پوجتے ہیں اگر میں ان کو وہاں لے جاکر بیچوں تو مجھے ضرور بھاری نفع ملے گا۔ اسی غرض سے اُس نے اُن کو اچھی قیمت دیکر مول اور شہر پیگو کے بندر پر لایا۔ لوگوں نے اپنے راجہ پیگو یعنی تسّا راجہ (۵۳-۴۳ ۱۳ء) کو جاکر یہ انمول مورتوں کی

آمد کی خبر دی۔ تو راجہ نے عبداللہ سے وہ مورتیں لے لیں اور عبداللہ کو بکثرت سیم و زر دیگر مال امال کیا اور معزز بنایا (شوے مہوڈو تھامائینگ صفحہ ۸۱۔ ہاروے صفحہ ۱۱)۔

۷۔ سیاست اور تجارت اور افواجِ برہما میں عرب ایرانی ہندی اور ارکانی اور برہما مسلمان

عرب اور عربی نسل مسلمانوں کی دلیری شجاعت، وفاداری، راستبازی، اور دیانتداری سے راجگانِ ارکان برہما اور تلائن خوش تھے اسلئے وہ انھیں جنگی سپاہیوں اور محل و دربار شاہی کے محافظوں اور باڈی گارڈ اور مشیران و اراکین سلطنت کے عہدہائے جلیلہ میں مقرر کرتے تھے۔ اور فوج بری اور بحری میں عرب اور عربی نژاد برہما وارکانی مسلمان علاوہ ہندی اور دیگر مسلمانوں کے کثیر التعداد شامل تھے اور دربارِ شاہی میں مسلمانوں کی بہرصورت قدر و عزت تھی اور ازروئے حقارت 'کالا' کا لفظ مسلمانوں کی شان میں نہیں بولا جاتا تھا جس طرح کہ فی زمانہ "کالا تنگاؤں" ہر انڈین یا پردیسی کی بابت عموماً بولا جارہا ہے (۱)

نوٹ :۔ (۱) کالا۔ کولا۔ کلا بمعنی پردیسی اور تنگاؤں بمعنی فرد حیوان مطلق ہے جس سے مراد پردیسی حیوان ہے۔

Marfat.com

الغرض راجگان بیگو ٹھاٹھوں مرتبان بیگان آدامنڈے آمرہ پورہ اور ارکان کے ایام حکومت میں مسلمانوں نے جو جو کاروائیاں کی تھیں اُن کا خود تاریخ شاہد ہے اور راہ کا لی اور برہما مسلموں کی خاندانی روایات سے بھی عیاں ہیں۔ اب یہاں چند مثالیں بطور شہادت دی جاتی ہیں:۔

(۱) چنانچہ "ٹھاٹھوں کے تلائن راجہ مانوہا کے عہد سلطنت میں بیاطہ اور بیاطوی دو بھائی (عرب) جہازی نے اپنا جہاز تباہ ہو کر ٹھاٹھوں میں آکر پناہ لی تھی۔ راجہ مانوہا اُن دونوں کی جسامت شجاعت اور طاقت کو دیکھ کر خوفزدہ ہوا۔ اور اُن کو جادوگر سمجھا تھا کیونکہ بیاطوی نے اپنے جادو کا کچھ کرتب بھی بتایا تھا۔ اسی سبب سے راجہ نے بیاطوی کو قتل کروا کے اس کے جسم کے اعضا کو جدا جدا کر کے شہر ٹھاٹھوں کے مختلف مقامات میں گڑوا دیا۔ راجہ کا خیال باطل تھا کہ کسی جادوگر کے اعضائے جسم کو اسی طرح گاڑ دینے سے شہر ٹھاٹھوں دشمنوں کے حملے سے محفوظ اور مامون رہیگا مگر جب اُس نے دیکھا کہ راجہ انور تھا معہ لشکر کثیر اُس پر چڑھ آیا اور شہر ٹھاٹھوں کو کسی صورت سے بھی وہ بچا نہ سکے گا تو اُس نے بیاطوی کے مدفون اعضائے جسم کو نکلوا کر دریا میں ڈالدیا۔ اسی وقت دریا کا پانی اچانک اُبل چڑھا۔ (بقول بزرگان جب شاہ شجاع دریائے ارکان میں ڈالدیا گیا تو دریا کا پانی اُبل کر اٹھا تھا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جادوگر نہ تھے بلکہ مرد خدا تھے جو جادوگر سمجھے جاتے تھے)

اور دوسرا بھائی بیاطہ نے کسی صورت سے بھاگ کر شہر گان کے راجہ انورتھا کے ہاں جاکر پناہ لی انورتھا نے اس کی قوی ہیکل شجاعت دلیری وفاداری اور تیز رفتاری سے خوش ہوکر اُسے اپنی رفاقت میں لے لیا اور وہ ہر روز ہر روز کوہ پوپا سنگ میں (شاید عبادت الٰہی کے لئے) جاکر محل شاہی کے لئے عمدہ چنبیلی کے پھول توڑ لاتا تھا۔ اور اسی اثنا میں اُس نے کسی مردم خور عورت سے (جس کو بیلو کہتے ہیں) شادی کرلی۔ اور اوس سے دو فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ بڑے کا نام شوے پنجی (یعنی سونے کا بڑا پھول) اور چھوٹے کا نام شوے پنگنے یعنی سونے کا چھوٹا پھول رکھا۔ اور یہ باپ اور بیٹے انورتھا کی فوجی خدمات میں اعلیٰ عہدے پر مامور تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب انورتھا نے یوتن اور شان کی لڑائی سے واپسی کے وقت بمقام وایندک ضلع منڈلے میں قیام کیا اور راجہ کو شوق ہوا کہ ٹاؤنگبو گوڈ اماجی ایک بت وہیں بنائے۔ اور اس غرض سے سپاہیوں اور افسروں کو حکم دیدیا کہ اینٹیں لالا کر وہیں جمع کریں جس پر شوے پنجی اور شوے پنگنے عذر کیا کیونکہ یہ کام اپنے والد کے مذہب کا خلاف تھا۔ اور اس پر راجہ بڑا خفا ہوا اور اسی حکم عدولی کی بنا پر وہ وہیں اُسی وقت قتل کئے گئے اور وہیں

Marfat.com

مدفون ہوئے برہما لوگ اُن کی ارواح کی پرستش کے لئے وہاں سالانہ میلہ کیا کرتے ہیں"۔ (تاریخ برہما از ہاروے صفحات ۳۲٬۲۴ و ۳۱)

(۲) علاوہ اس کے "راجہ انورتھا نے اپنے بیٹے جانزیٹہ کے ہمراہ ایک جنیزہ ہندی رسالہ علاقہ شان میں لڑنے کو بھیجا تھا انڈین کا ذکر انورتھا کے محافظانِ محل شاہی کی بابت جا بجا کیا گیا ہے مگر ان کی اصلیت قومیت درجہ اور رتبہ کا کچھ صاف پتہ نہیں چلتا ہے"
(ہاروے صفحہ ۳۱)

میرے خیال میں مسٹر ہاروے نے برہمی مؤرخین کے لفظ "کالا" کو جو ہر پردیسی کی شان میں مستعمل ہوتا ہے، ہندی یا انڈین ترجمہ کرتے ہوئے انورتھا کے عہد کے مسلمانوں کو انڈین بنا دیا ہے جو کہ درحقیقت عرب تھے۔ کیونکہ تاریخ ارکان اور برہما سے ثابت ہوتا ہے کہ شمالی ہند کے فاتحوں کی قومیں غوری اور مغلیہ ستہ گیارہ صدی عیسوی میں ارکان اور برہما میں نہیں پہنچی تھیں۔ بلکہ خود تاریخ ہند سے بھی ثابت ہے کہ سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان پر حملہ قریباً انورتھا کے زمانے میں واقع ہوا تھا۔ اس لئے برہمی مؤرخین نے جو اکثر بھوکی لوگ ہوتے تھے از روئے تعصب یا ناواقفیت حقیقت حال کے غلطی سے یوں اظہار خیال کیا ہوگا۔

(۳) "رحمان خان یا ریمان کان"۔ راجہ سولو (۱۰۷۸ء) کا جانی دوست ہمدم و ہم صحبت تھا۔ کیونکہ سولو نے رحمان خان کی ماں

سے دودھ پیا تھا اس لئے وہ رحمان کا رضاعی بھائی کہلاتا تھا۔ آخرکار جب سولو تخت نشینِ ملک برہما ہوا تو رحمان خاں کو پیگو کی گورنری ملی مگر بعد ازاں بسبب بغاوت رحمان قتل کیا گیا۔ (ہاروے صفحہ ۱۳۱)

(۴) شہر پیگو کو مرتبان کے تلائن راجہ "بنیااو" معروف بہ شین بھیو شین نے ۱۳۴۹ء میں اپنا دارالحکومت بنایا تھا اور اس کے بیٹے بنیا دے معروف بہ راجہ ڈریٹ نے باپ کے خلاف بغاوت کی اور رنگون کو کسی صورت سے اپنے قبضے میں لاکر باپ کی مدافعت کی اور اس جنگ میں ۱۳۷۰ء میں عرب اور ہندی جہازیوں نے جن کے جہاز اعلیٰ سامانِ حرب سے آراستہ تھے راجہ ڈریٹ کے جانبدار ہوکر لڑا اور تلائن راجہ کا شاہی جنگی بیڑہ اُن کے آگے ہیچ ٹھہرا۔ مگر آخرکار فتح باپ کو ملا۔ (تاریخ برہما از فیار صفحہ ۶۹)۔

(۵) ۱۳۸۵ء میں راجہ مرتبان بیاطبہ نے راجہ ڈریٹ کی چڑھائی کے خوف سے شہر مرتبان کو دو مسلمان (شاید عرب) افسروں کے حوالے میں چھوڑ کر غیر ملک کو بھاگا۔ اُن دونوں مسلم افسروں نے شہر کو بچانے کے لئے جان توڑ کر لڑا مگر راجہ ڈریٹ کے ہاتھ میں اُن کو شکست ملی" وجہ یہ تھی کہ راجہ ڈریٹ کی فوج میں کثیر التعداد عرب تھے۔ (فیار صفحہ ۶۹)

(۶) ۱۴۷۰ء میں نتیکن نامی روسی سیاح شہر پیگو میں آیا اور اس کا یوں ذکر ہے کہ "پیگو بڑا بھاری بندر شہر ہے۔ خاص کر

Marfat.com

ہندوستانی درویش وہاں آباد ہیں جن کے ہاتھ میں ملک برہما کی کل تجارت ہے"۔ (ہاروے صفحہ ۱۲۱)

(۷) سنہ ۱۴۲۳ء اور سنہ ۱۵۳۹ء کے درمیان بہت سے فرنگی سیاحان اور تجار ہیگو میں آئے تھے جن میں سے اٹلی کے دو سوداگر سنٹو اسیفانو اور لوڈویکوڈی ورتھیما تھے۔ سنہ ۱۵۰۵ء میں ورتھیما آیا اور اُس کا یہ بیان ہے کہ "مسلم (عرب) جہازران مکہ اور کمبے سے مخمل اور دیگر اجناس تجارت۔ ہتھیار اور افیون لاتے اور بورنیو اور اچین (سماترا) سے گلمرچ اور کافور لاتے ہیں"۔

(ہاروے صفحہ ۱۲۲)

اوپر کے بیانوں سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی درویش یا تجار سے مراد عرب یا عربی تژاد برہما مسلم یا عربی نسل ہندی مسلمان ہے جیساکہ سورتی جولیہ اور کاکا وغیرہ جنھوں نے برہما کی تجارت کو اب تک تاجدے اپنے قبضہ میں لا رکھا ہے

(۸) سنہ ۱۵۳۸-۳۹ء میں شہزادہ تکرو بتی اپنے والد راجہ بنیارن مرنے کے بعد پیگو کا راجہ ہوا۔ تبین شویتھی نے اُس پر دو دفعہ فوج کشی کی مگر فتح نہ پائی کیونکہ شان اور مسلمانوں نے بذریعہ بندوقوں کے اس کی مدافعت کی تھی۔ جب تبین شویتھی نے اپنی زیرکی سے سربرآوردہ (مسلم وبرہم) افسروں کو اپنے قابو میں لا سکا تو اُس کو شہر پیگو کی فتح نصیب ہوئی۔ (فیار صفحہ ۶۹)

Marfat.com

مرتبان کے مسلم تجار

(۹) ۱۵۴۱ء میں جب تبین شوتیھی نے مرتبان کو فتح کیا تھا تو مرتبان کے عرب مور ایرانی مالاباری حبشی اور سماٹرا والے وغیرہ سوداگروں کے اموالِ تجارت معہ سونا چاندی اور جواہرات بطور مالِ غنیمت لوٹے گئے تھے کیونکہ وہ تلائن راجہ کے طرفدار رہے تھے"۔ (ہارؤے صفحہ ۱۵۷)

اناؤک پلوں کی عرب فوج

(۱۰) ۱۶۱۵ء سے ۱۶۲۱ء تک شہر سگو کا راجہ اناؤک پھیلون معروف بہ مہا دھمّہ راجہ (یعنی بڑا دیندار راجہ) کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج میں چھ ہزار عرب مور تھے جنھوں نے سیریم کے پرتگیز گورنر ڈی برٹو کو شکست دی تھی۔

جہانگیر کا خط

اور اسی راجہ کے عہد سلطنت میں شہنشاہ جہانگیر کا ایک سفیر اور حاکم بنگال کا ایک ایلچی آئے۔ انھوں نے شہنشاہ موصوف کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فارسی خط راجہ ممدوح کو پیش کیا جس کو راجہ نے بڑی تعظیم وتکریم سے لے لیا۔ اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ ارکانی اور پرتگیزی لٹیروں کو جو جنوب مشرق بنگال پر صدمہ پہنچاتے تھے۔ سرکوبی کرنے میں راجہ ممدوح جہانگیر کی تائید کرے۔

سلطان اچین کی سفارت

علاوہ بریں سلطان اچین کی طرف سے ایک سفیر علی اسی عرصہ میں راجہ موصوف کی دربار میں بدیں غرض آیا تھا کہ پرتگیزوں کے خلاف لڑنے میں سلطان ممدوح کی وہ طرفداری اور تائید کرے۔

(فیار صفحہ ۱۳۲)

بتین شوتیھی کی مسلم فوج

(۱۱) بتین شوتیھی کے (۱۵۴۴ء) ارکان پر چڑھائی کرتے وقت

Marfat.com

اور ۱۵۴۸ء میں سیام پر حملہ کرتے وقت کثیر التعداد مسلمان فوج بری اور بحری میں شامل تھی۔ بلکہ باین نائونگ کے حملۂ سیام (۱۵۶۸ء) اور حملہ ارکان (۱۵۸۰ء) میں اور شہر پیگو کی بغاوت فرو کرتے وقت مسلم سپاہی لوگ جان توڑ کر لڑے تھے۔ (ہاروے صفحہ ۱۴۸ اور ۱۵۳ کاکس صفحہ ۶۶ و ۶۷)

(۲) بقول فرنگی مورخین "۱۶۰۰ء کے اواخر میں تاجران پیگو کو چین کالیکاٹ اور ملکا میں جاکر تجارت کرتے دکھائی دیتے تھے"۔ اور ۱۵۱۰ء میں جنرل البوکرک نے تین سو جوان تاجران پیگو کے ملکا میں لڑنے کے لئے لے گئے تھے جن کا ایک نمائندہ بطور کمشنر وہاں مقرر کیا جاتا تھا۔ (ہاروے صفحہ ۱۴۱)

(۳) ۱۶۰۴ء میں جب سلیم شاہ یعنی من رازاجی ارکان کا راجہ بنا تو اُس نے شہر سیریم (تھن لین) کو فتح کی تھی۔ اور جہازی بیڑے ارکانی مسلمان اور مگ شامل تھے

قدیم زمانے میں سیریم بڑی بارونق بندرگاہ تھا اور وہاں عمدہ جنگی اور تجارتی جہاز اہل عرب اور اہل فرنگ وغیرہ کے لئے بنتے تھے چنانچہ ۱۷۵۵ء میں بحیرۂ قلزم اور منیلا کے سارے جہاز سیریم ہی میں تیار ہوتے تھے۔ اکثر جہاز مسلم تاجروں اور ارمنی سوداگروں کے واسطے بنائے جاتے تھے۔ ۱۸۲۴ء میں جب انگریزوں نے سیریم کو قبضہ میں لایا تو کارخانے میں دو جنگی جہاز دو سو ٹن کی امام مسقط

کے لئے بنائے ہوئے ملے تھے ۔ (قیار صفحہ ۱۲۴ - ہاروے صفحہ ۳۵۳)

(۱۴) عالم پھیہ نے سارے مسلمانوں اور پورتگیز باشندوں کو ۱۷۵۶ء میں فوج میں جبراً بھرتی کیا تھا - اور ایوتھیا (سیام) کے محاصرہ میں مسلم گولہ اندازوں نے جنگی کشتیوں سے گولے برسائے ۔
(ہاروے صفحات ۲۳ و ۲۴)

(۱۵) راجہ شین بیو شین نے جب اپریل ۱۷۶۵ء میں شہر آوا کو اپنا دارالحکومت بنایا مسلم تاجروں اور دیگر قوموں کی رہائش کے لئے جداگانہ مخصوص محلے مقرر کر دیئے تھے ۔ (ہاروے صفحہ ۲۴۸)

(۱۶) بودو پھیہ کے ایام حکومت میں مسلم اور ارمنی سوداگروں نے سرکار انگریزی کے خلاف پروپیگنڈہ کا کام کیا (ہاروے صفحہ ۲۸۴)

(۱۷) جنگ سیام ۱۸۱۹ء میں ملایا کے سلطان قدہ نے سیام کے ساتھ لڑنے میں راجہ برہما کی تائید اور طرفداری کی تھی ۔
(تاریخ سیام از ووڈ)

(۱۸) بابت طرز حکومت برہما مسٹر ہاروے لکھتا ہے کہ رنگون کی آبادی ایک لاکھ تھی اور حکومت ظلم وستم کو روا رکھتی تھی ۔ چنانچہ ۱۸۱۲ء میں گورنر رنگون نے ایک مسلمان سوداگر سے پچیس ہزار روپیہ اس بنا پر لے تھے کہ اس سوداگر نے اپنے مخالف گورنر کو رنگون سے واپس بلا لینے کے لئے راجہ کو بولنے کی جرأت کی تھی ۔
چونکہ بودو پھیہ نے سنا تھا کہ دیگر ممالک کمپنیوں کے ذریعہ

Marfat.com

متمول ہوگئے ہیں۔ اس خیال سے وہ اجارہ داروں کو ہر قسم کے مال بطور اجارہ بیچا تھا۔ یہاں تک کہ ترکاریاں بھی بازاروں میں ایسی بکری ہوتی تھیں۔ کوئی کاروبار بغیر حکم شاہی کے نہیں چل سکتی تھی۔ راجہ نے کسی مسلمان سوداگر کو شہر رنگون میں تجارت کا اجارہ دیا تھا
(ہاروے صفحہ ۳۵۶۔ سلطنت برہما کا ایک باشندہ از ہاریم کاکس)

(۱۸) شہر امرہ پورہ کے راجہ بیگان من (۱۸۴۶ء) کے مسلم مشیران مونگیین اور من سات (بھائی صاحب) تھے۔ جو دشمنوں کی شرارت سے قتل کیے گئے کیونکہ راجہ ان پر بڑا مہربان تھا اور ان کے مشورہ پر چلتا تھا۔ (مختصر تاریخ برہما از کاکس صفحہ ۱۷۰)

(۱۹) مونگ شوئیڈوٹ راجہ بودوپھیہ کے ایام حکومت میں ارکان کا امیر البحر (ریون) اور رنگون کا افسر جنگی (اکک وُن) رہا۔ اور ۱۸۱۳ء میں ہندوستان کے نوابوں اور راجاؤں کے پاس سیاسی اغراض کے واسطے بھیجا گیا بلکہ راجہ باجیڈو کے واسطے وائسرائے ہند کے پاس سفارش نامہ اُس نے بھیجا تھا۔ وہ بڑا عظیم اور وفادار مشیران اور وزیروں میں سے تھا۔
(برہما مسلموں کی قدیم حالات از بھوجے صفحہ ۵۵)

(۲۰) من جی تھیلوا لیسر من جی تھیلہات جنگ سیام اور آسام میں مسلم سپہ سالار تھا۔ (برہما مسلموں کی قدیم حالات از بھوجے صفحہ ۶۲)

نوٹ:- (۱) سوئے تھک جی کا بھی راجہ کا خون بہا ہوا ایک اعتراض ہے۔ بورابہان صفحہ ۳۳ میں دیکھو

ا۱۸۱۲ء تا ۱۸۵۳ء

شہزادہ بیگان من ۱۸۴۶ء

شہزادہ بودو پھیہ ۱۷۸۱ء تا ۱۸۱۹ء

شاہ میانون میں

Marfat.com

(ا) بومن اُوٹھی (ب) اُوہاشم جس کو سگیہ میوک تیٹو کا خطاب ملا تھا (ج) اوئیک ملقب بہ منگلا امیوک یون اُوبو۔ اور (د) سوی تھک اُوسو ملقب بہ امیوک تٹ سوی تھکجی بڑے تجربہ کار مسلم افسران فوج تھے۔

(۲۱) من جی اُوڈون جس کا خطاب من جی مہا منلھا جودین کلاڈن تھا خصوصاً جارے مسلم باشندوں (پشدی اور برہما مسلموں) کے لئے حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس کو ہاتھی سواری اور دو زری چھتریاں پکڑنے کی اجازت ملی تھی۔

(۲۲) مُلّا اسماعیل جس کا خطاب اَگک وُن جو کرے میوزا تھا افسر جنگی کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن تھا۔ سورتی مسجد کا متولی رہا اور ہاتھی سواری اور سونے کا چھاتہ پکڑنے کی اجازت ملی۔ سرکار انگریزی سے خان بہادر کا خطاب ملا اور کچھ عرصے تک کے لئے سفیر ترکی کے عہدۂ اعزازی پر رنگون میں رہا۔

(۲۳) کپتان پھومیہ برہما راجہ کے جہاز کا کپتان تھا۔

(۲۴) آغا حسین شیرازی افسر محصول تھا۔

(۲۵) اوبھولا برہما راجہ کا پیشکار یا ناظم تھا۔

(۲۶) اُوشوئیھی برہما راجہ کا بڑا محاسب جنگی خانہ وغیرہ تھا۔

(۲۷) منگلے اموالِ بیرونی اور اندرونی کی قیمت مقرر کرنے والا افسر تھا

(۲۸) اوری راجہ پگان من کا مشیر اور رکن اعظم تھا۔

(۲۹) من اُو اسحاق معروف بہ مونگ مونگ جی پسر اوری بنگالہ کا

سوداگر اور متمول تھا۔ یہ راجہ بگان من کا بڑا معتمد مشیر رہا اور راجہ کو سیم و زر سے بھی تائید کرنے والا تھا (۱)۔

(۳۰) اُورن آونگ جن کو سری راجہ کا خطاب ملا تھا مشیران اعظم میں سے تھا اور دولتمندی کا خلعت فاخرہ پہننے کی اجازت ملی تھی۔ اور اُس کی بیوی ما ما جی بھی مقربان خاص میں سے تھی۔ وہ راجہ کو چاندی جواہرات اور شان کی جائے مہیا کرنے والا ملک التجار تھا۔

(۳۱) اوسین ملک التجار اور مقربان خاص میں سے تھا جس کو تاج زرّین (باون نرلے) عطا کیا گیا تھا۔

(۳۲) حاجی اُوبھو اور حاجی اوعبد اللہ متولیانِ مسجد جون بلی منڈلے اور ریشمی کپڑوں کے بڑے معزز تجار تھے۔

(۳۳) جوہری اُوپھو میہ راجہ من دون اور راجہ تھیبو من کے عہد حکومت میں لعل و جواہرات کا بڑا سوداگر تھا۔ منڈلے رنگون اور بنگال میں جوہری مشہور تھا۔

(۳۴) اوسا تبو اور اُوشوے یان آمرہ پورہ کے راجہ بگان من کے عہد میں بڑے سوداگر اور معتمدین اور مقربان خاص راجہ کے تھے

(۳۵) مولوی اُوپن صاحب نے بنگال اور بمبئی میں تحصیل علم کی تھی اور راجہ منڈون اور تھیبو من کے ایام حکومت میں وزیر آلات حرب کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن تھے

نوٹ: (۱) نمبر ۲ سے ۲۹ برہما مسلمانوں کی قدیم حالات اور سیا بھو بے صفحات ۵۵ سے ۶۲

(۳۶) جلیل القدر و معزز برہما مسلم خواتین میں سے حسب ذیل مقربانِ خاص تھیں :-

(ا) کھن میا جی دختر اورن آونگ تاجر (ب) کھن سین (ج) کھن جی۔ (د) ماما شوے جاگیر دار (ہ) ذو بائت (و) سین ماما جوہری۔ (ذ) ماما تھی جوہر اور کپڑے راجہ کو مہیا کرنے والی۔ (ح) ماما سِن۔ اور (ط) ماماسی۔ (۱)

معزز برہمی خواتین

(۳۷) ارکان کے مُسلم وزراء۔

بقول ملک الشعرائے ارکان سید شاہ علاول رحمہ کے (۱) ماگن (مغن) ارکان کے مگ راجہ تھاڈو من یا من رازاجی معروف بہ سلیم شاہ (۱۶۰۰ء) من کھامنگ (حسین شاہ) (۱۶۱۲ء) اور سندہ سودھمہ (۱۶۵۲ء) کے ایام حکومت میں وزیر اعظم تھا۔ وہ صدیقی تھا اور بڑا علم دوست قدر دان وقدر شناسِ اہل علوم و فنون۔ پارسا اور خیر خواہِ قوم تھا۔ وزارت ارکان اس کو بطور آبائی میراث ملی تھی۔ ارکانی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اس نے متعدد کتب فارسی کے ترجمے بزبان بنگلہ شاہ صاحب موصوف کے ذریعہ کروائے تھے جیسا کہ پدماوتی۔ ذوق قلندر ہفت پیکر اور شہر ملوک بدیع الجمال وغیرہ اور شاہ شجاع کی ارکان میں تباہی کے بعد بہر صورت شاہ صاحب ممدوح کی حمایت اور اعانت کی۔

مسلم وزراء ۱۶۰۰ء تا ۱۶۵۲ء مغن۔ سلیمان اور مجلس

(ب) سلیمان اور (ج) مجلس یا مجلس قطب اور (د) سید موسیٰ بھی

نوٹ :- (۱) برہما مسلموں کے قدیم حالات از سیا پھوچے۔ ص ۵۵ تا ۴۷۔

Marfat.com

سترہ صدی عیسوی کے اوائل میں معزز وزرائے دربار ارکان گزرے تھے۔ اور یہ بھی حفظِ شریعت اور ارکانی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور صلاحیت کے خواہاں تھے۔ کیونکہ انھوں نے سید صاحب موصوف کے ذریعہ تحفۂ نصیحت ستی مینا اتندریما اور سکندر نامہ وغیرہ کے ترجمے یا تصنیف کروائے تھے۔ مذکورہ بالا ہر کتاب میں تاریخ ارکان کی کچھ جھلک نظر آتی ہے (۲)۔

کہتے ہیں کہ اُن مسلم وزراء پر یہ فرض تھا کہ حسب رسم حکومت ارکان نئے مگ راجہ کی تخت نشینی کے وقت نیک عدل گستری کے لئے راجہ کو وہ حلف دلاتے تھے اور اسلامی خطاب دلواتے یا اسلامی نام علاوہ مگھی نام کے کثیر التعداد زبردست ارکانی مسلم رعایا کی تسلی خاطر کے لئے رکھتے تھے (۱)۔

اشرف خاں راجہ سدھ سو دھمہ (۱۶۵۲ء) کے عہد حکومت میں سپہ سالار تھا جس کو راجہ نے تلوار گھوڑے ہاتھی وغیرہ عطا کئے گئے اُس نے ایک مسجد بنوائی جس کا خطیب سید قاضی عالم شاہ تھے جن کے فیض روحانی سے عربی رومی مغل اور پٹھان قومیں ارکان کی مستفیض ہوئیں

دستی مینا از دولت قاضی صفحہ ۳ تا ۵ (۲)

(۳) قیم کا ریلھا۔ بلدی پاڑہ کا بومن۔ بندر کا علیہ یا نگ سترہ اور اٹھارہ صدی عیسوی میں ارکان کے مسلم سپہ سالار تھے۔ علیہ یانگ

نوٹ:۔ (۲) قول بزرگان ارکان۔

کی مسجد پختہ اب تک بندر مین قائم ہے۔

(۳۹) اکیاب کے حاجی علی خان اور اکرم علی انیس صدی کے اوائل مین ارکان کے صوبے دار گزرے تھے۔ حاجی علی خان معروف بہ بُدو بُدھیہ کی بنائی ہوئی پختہ مسجد اکیاب میں موجود ہے۔

(۴۰) شوے بنیا راجہ باجیڈو کے ایام حکومت میں ارکان کا وزیر مال افسر ٹکسال (سو پنیزان۔ سو یعنی جابی اور پنیزان کے معنی مالک ہے) قصبہ بندر مین اُس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے۔ جس کے کنارے اس کی پختہ قبر موجود ہے۔

(۴۱) عبدالکریم معروف بہ شجاع قاضی قصبہ تیم ساده پاڑه کا باشنده تھا۔ ۱۷۸۴ء مین جب راجہ بودو پھیہ نے ارکان کو فتح کرلیا تھا تو شجاع قاضی برہمی فوج کی رہنمائی کرکے تائید کی تھی جس کے صلے میں وہ اچیرانگ (اسی ین) یعنی قاضی یا حاکم جنوبی ارکان کے لئے مقرر کیا گیا وہ شہر رامری مین کچھ عرصہ تک مقیم رہا بعد ازاں اپنے وطن تیم کو بارونق شہر بساکر اپنا دار الحکومت بنایا۔ علاوہ حکومت کے وہ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ اوجی سوداگر (جو اس کمترین کا پرنانا تھا) اُس کا بڑا شریک تجارت اور مشیر اعظم تھا اور جن مین اس کا مشیر ساده پاڑہ مین اس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد اور پختہ تالاب جس میں ایک من آب زمزم ڈالا گیا تھا اب تک ویرانہ حالت میں موجود ہیں اور جن کے چاروں اطراف مین پختہ دیوارین ہیں اور مسجد کے

کنارے اس کی پختہ قبر موجود ہے۔ (وس تی تے تاریخ ارکان موسوم بہ روشنگ بنجالی بزبان بنگلہ تصنیف کروائی تھی۔ راجہ باجی ڈڈ کے عہد سلطنت میں جب مسلمانوں پر بڑی سختی اور دباؤ پڑنے لگی تو اس نے اپنے مشیر اوجی کے ذریعہ انگریزوں کو کلکتہ سے بلوا کر ارکان کا راج لینے میں بڑی تائید کی مگر بعد ازاں بشبہ بغاوت گرفتار ہو کر علی پور جیل کلکتہ میں مقید ہوا اور آخر کار بذریعہ اپیل قید سے مخلصی ملی کہتے ہیں کہ اس کی بہت سی بیویاں تھیں مگر بڑی بیوی کسی برہما مسلم وزیر کی بیٹی تھی۔ اس کی بہت سی اولاد تھی۔ سرکار انگریزی نے اس کے بیٹوں کو ضلع اکیاب میں قصبہ جات کے حکام (کیونک) مقرر کئے تھے۔ انتظام و انضباط حکومت کے لئے اُس کے پاس کافی تعداد مسلم فوج غوری اور مغل تھی۔

مسٹر روبرٹسن جنگ اول برہما کے سیاسی حالات میں شجاع قاضی اور اوجی کی بابت حسب ذیل بیان کرتا ہے کہ :۔

(۱) شجاع قاضی (SOOJA KAZEE) اس صوبہ (ارکان) کے مسلمانوں کا رئیس الاعظم (CHIEF) تھا۔ اُس کے ساتھ ہمارے خفیہ خط و کتابت جاری رہے تھے اور وہ ہندوستانی زبان اچھی جانتا تھا۔ اور وہ ارکان کے ذی اقتدار اور صاحب حکومت اشخاص میں سے تھا۔ اس کے ساتھ میں اکثر بات چیت کرتا تھا جب دونوں ہمارے قبضے میں آئے۔ اُس نے ہم سے پوچھا کہ آیا ہمیں ارکان میں رہنے کا خیال ہے۔ جب اُس سے کہا گیا کہ شاید یہ امر ممکن ہے

Marfat.com

تو وہ ہم سے یوں بولا کہ "میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ اس ملک کی آب وہوا کے اثر سے آپ کے لوگوں کی نصف تعداد ضرور موت کے پنجے میں گرفتار ہوگی"۔ بعد ازاں ملکی حالات سے ایسے اچھے پورے واقف کار شخص کا تنبیہ ہمارے ڈاکٹر لوڈویک لویس گرانٹ کی رائے کے مطابق صحیح ثابت ہوا۔" (فرسٹ برہمیس وار-از رویرٹسن صفحہ ۹۸)-

(ب) اور بابت اوجی رویرٹسن لکھتا ہے کہ "ایک مگ (اراکانی) تاجر اوگھی (یعنی اوجی OGHEE) نامی نے ارکان سے دریائے ایراودی کو بذریعہ درہ تلاک (یا ڈلاک) جانے کا رستہ بتاتے ہوئے یوں بیان کیا کہ اس کے ساتھ پندرہ لوگ تھے اور گیارہ منزل از راہ تلاک خشکی اور تری چل کر بمقام سنبھوجون دریائے ایراودی کے ساحل پر وہ پہنچے اور اس سفر میں فی کس گیارہ سیر چاول خوراک کے لئے ضرورت پڑی"(۱) (فرسٹ برہمیس وار از رویرٹسن ضمیمہ اوّل صفحہ ۱۲۵)-

بقول بزرگان ارکان اوجی مسلم سوداگر ملک التجار ارکان تھا۔ راجہ بودوپیہ نے اس کو تاج زری (رباذن نہ لے) عطا کیا تھا جس کو پہن کر بلا روک ٹوک دربار شاہی اور محل میں داخل ہو سکتا تھا اور وہ چاٹگام ڈھاکہ کلکتہ پیگو۔ منڈلے آوا اور بنکاک وغیرہ شہروں تک تجارت کرتا تھا۔ اور تری کی راہ کو بذریعہ جہاز جیسے برہما گنوٹھیتے

نوٹ:- (۱) قدیم زمانے میں اہل بنگال ارکانی مسلمانوں کو مگ بلاتے تھے کیونکہ وہ مگ لباس پہنتے اور مگھی زبان بولتے تھے۔ اس وقت بھی ارکانی اور برہما مسلم مہاجرین کو بنگال میں برہما بلائے جاتے ہیں

ہیں اور خشکی کے رستوں (درہ اَن اور ڈالک) کو بذریعہ غلاموں کے اموالِ تجارت عبور کر کے لے جاتا تھا۔ راجہ اور بیگماتِ شاہی کے لئے حسبِ دلخواہ نایاب چیزیں مختلف مقامات کی بطور سوغات نذر کی جاتی تھیں اور وہ اُسے سیم و زر اور خلعتِ فاخرہ دیگر مال آمال کرتے تھے۔ قصبہ سادہ پاڑہ میں اوجی کا پل اب تک قائم ہے۔ وہ پاڑن کے لئے عرصۂ دراز ہمارے خاندان کے ہاتھ میں رہا ہے مگر اب ضائع ہو گیا ہے۔

امر بالا کی مزید تشریح کرتے ہوئے مسٹر کاکس لکھتا ہے کہ شہر کوما (ایراودی پر) ارکان سے بنگال جانے کے خشکی کے راستے پر واقع ہے جہاں سے ارکان ستر میل کا فاصلہ ہے اور ارکان کے ایک قاصد کا بیان ہے کہ اگرچہ پہاڑی راستہ دشوار گزار ہے مگر جو سوداگر ڈھاکہ اور کلکتہ سے اموالِ تجارت لاتے ہیں وہ چھکڑوں ہاتھیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے ذریعہ ارکان یوما کے پہاڑی راستوں کو عبور کر کے ارکان سے آٹھ روز میں جھین بین منو کی راہ سے آمرہ پورہ پہونچ سکتے ہیں۔ اور اچھے موسم میں کلکتہ سے آمرہ پورہ بیتالیس دن میں جا سکتے ہیں۔

(سلطنت برما کے ایک باشندہ کا جرنل" از ہارم کاکس صفحہ ۳۰ و ۲۰۵)

(۴۲) ا۔ بندر کے ستر جہازی ۔ ب۔ وحفظ الدین معروف بہ غم یم ج دولت خاں اور د۔ موسیٰ معروف بہ جو کہ مشہور مسلم تجار تھے۔

(قول ترگان)

Marfat.com

(۴۳) اٹھارہویں صدی عیسوی کے آواخر میں تیم کے۔ اسحاق جوہری اور شو مابنگال اور آوا کے سوداگر مشہور تھے۔ (قولِ بزرگانِ ارکان)

مسلمانوں کو فوجی خدمات کے صلے میں جاگیریں ملنی اور مسلم بستیاں

یوں تو ارکان سے تناسرم تک جابجا مسلم بستیاں صدیوں سے آباد ہیں مگر مسٹر ہاروے اپنی تاریخ برہما میں سولہ سترہ اور اٹھارہ صدی عیسوی کی مسلم بستیوں اور جاگیروں کی بابت حسبِ ذیل ذکر کرتا ہے۔

"۱۵۳۹ء اور ۱۵۹۹ء میں شہر سگو کو مدافعت کرنے والے مسلمان گرفتار ہوئے تھے وہ ارکان میں لڑنے کے لئے بھیجے گئے تھے چنانچہ ۱۵۴۷ء میں تبین شوتیھی نے شہر میوہاؤنگ (ارکان) پر حملہ کرتے وقت اور ۱۷۰۷ء میں راجہ سنے کے افسروں نے سنڈوے پر چڑھائی کرتے وقت اُن مسلمانوں کو لڑنے کے لئے ساتھ لایا تھا۔ اور وہ مسلمان معہ ڈی برٹیو کے ہمراہی مسلمانوں کے (جو سیریم کے محاصرے میں ۱۶۱۳ء میں گرفتار ہوئے تھے) و نیز اکتے ڈکے مسلمان جہازیوں کے (جو بعدازاں پکڑے گئے تھے) ملک برہما کے مختلف مقامات میں بسائے گئے تھے۔ یعنی مینڈو (ضلع شو بو میں) بینیا اور کنلو (ضلع سگائنگ میں) ینڈو (ضلع میدین میں) اور لیان (ضلع چو کسے میں) وہ لوگ اقامت گزیں ہوئے تھے جن کو فوجی خدمات یعنی اُن کے آبائی پیشہ تیر اندازی اور گولہ اندازی کے عوض جاگیریں دی گئی تھیں۔"

Marfat.com

(ہاروے صفحہ ۳۴۸)

کہتے ہیں کہ شہر منڈوے کے بانیان مولٰنا محی الدین خطیب مسجد میدِ قاضی شوبے دا قاضی قاضی شویدوں اور قاضی بنوا صاحبان تھے۔ اور اس شہر میں بارہ مسجدیں راجگان برہما کے عہد میں بنائی ہوئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ موتی مسجد سن بھو مسجد۔ میوکوں مسجد۔ کوتر و مسجد۔ منگلا مسجد۔ تھنگ بلی مسجد۔ علے گائین مسجد۔ مالوے مسجد۔ نیگائین مسجد میوکون کھوبے مسجد۔ او نبوے یک مسجد اور دو کوزا مسجد۔ (۱)

اور بقول بزرگان ارکان اکثر مسلمانوں کو فوجی خدمات کے صلے میں ارکان میں بھی جاگیریں ملی تھیں اور انیس صدی عیسوی کے اوائل میں پچاس فی صدی گرانٹیں (زمینداری یا پروزی) مسلمانوں کی تھیں جواب غیر قوموں کے قبضے میں چلی گئی ہیں۔ قیم کا سلیمان معروف بہ اوفکے چودھری۔ قیو قیو کا چھکفا پروزدگنگ۔ منگڈو کے فتح علی بلی اور جعفر علی چودھری اور عبدالغفور چودھری وغیرہ مشہور زمیندار گزرے ہیں چھن بن مسلم بستی نڈوے سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے جس کو سالوجہ اور شاہ عالمگیر نے راجہ بودو پھیہ کے عہد سلطنت میں بسائی تھی۔ سالوجہ کو سالوجہ چھاؤں کی جاگیر ملی تھی اور زادی رنگ زادی بین کی مسلم بستی (سنڈوے میں) عبدالرحمٰن مصری نے دہلی کے اسی اشخاص لاکر بسائی تھی (۱)۔

کہتے ہیں کہ قیم کے سادہ پاڑہ یا سادات پاڑہ یا وہ پاڑہ کو دو بھائی

(۱) [illegible]

(۱) [illegible]

Marfat.com

عرب تجار ہدیٰ اور مدرح نے بسایا تھا۔ بستی تو ہدیٰ کے نام سے مشہور ہوئی اور ایک تالاب مدرح نے کھدوایا تھا اور وہ مدرح کے نام سے موسوم ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں بھائی سیّد تھے کیونکہ سرکاری دفتر میں وہ بستی اب تک سادہ یا سادات پوا لکھی جاتی ہے اور اس بستی کے مسجد کے کنارے سیّد صاحب کی قبر موجود ہے۔ اور قیم کے جالیہ پاڑہ کو مراتیو کیونک نے بسایا تھا جہاں اس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد ویرانہ حالت میں موجود ہے اور شانخری برانگ بستی کو سیّد موسیٰ نے بسایا تھا جہاں سیّد موسیٰ کا ایک راستہ ہے۔ یہ تینوں بستیاں سولہویں صدی عیسوی کے بہت آگے بسائی ہوئی ہیں۔ چند سال گزرے کہ متڈلے کا ایک بھوتجی قدیم نوشت جات کے پرچے لے کر شانخری برانگ میں آیا اور اسی بستی کے مولوی عبدالخالق نامی شخص سے ملاقات کر کے کہا کہ بودوبھیہ کی حملہ آور برہمی فوج نے اموال کثیرہ اس بستی سے لوٹ کر لے چلی جن میں پرانے نوشتے بھی تھے۔ اسماعیل گنگ جو کہ بڑا رئیس تھا اور سیّد موسیٰ کا ذکر ان میں کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بڑی مسلم بستی ایک دفعہ ویرانہ ہو جائیگی مگر پھر آباد ہو جائیگی اور اس میں دو خزانہ دفینہ موجود ہیں۔ ایک تو پتھر کا مگر مچھ طلسماتی ممبیا کے پہاڑ کے مغربی کنارے پر ہے اور دوسرا تو تین ہاتھ لمبے پتھر کے نیچے بہت سے سونے بھرے ہوئے دو جالے یا مٹکے ہیں۔ اور جب یہ بستی دوبارہ

نوٹ:۔ برہما لوگوں کے قدیم حالات اتھ چھپے۔ صفحات ۳۲ و ۳۳ کو دیکھو۔

آباد ہو جائے گی تو وہ اتنا بڑے دفینہ ضرور کسی خوش قسمت کو ملجائیگی

۹ مسلمانوں کو قربانی منع کرنا اور بدھ مذہب کی پیروی کرانا

مدت مدید و عرصہ نامعلوم تک اپنے دیگر برادران وطن اہل بدھ کے ساتھ مل جل کر رہنے سہنے کے سبب سے مسلمانوں کی اخلاقی اور ایمانی قوت پر اہل بدھ کی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت کے نے ایک طرف سے بڑا اثر ڈال رکھا تھا اور دوسری طرف سے حکمائے دوران اور شاہان زمان کے بڑا اثر سخت قانونی دباؤ اور بھی صدمہ پہنچا رہا تھا جس کے باعث عربی اور مغلیہ نسل کے کثیر التعداد مسلمان مرتد بھی ہو گئے ہیں اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل تاریخی اور مقامی خالات پیش کئے جاتے ہیں :

(۱) چنانچہ راجہ باین ناؤن (رین ناؤنگ ۱۵۶۰ء) نے اپنے ملک میں بدھ مذہب کو پھیلانے کی غرض سے و نیز بظاہر اپنی ساری رعایا کو ایک مذہب کے پیرو بنانے کے خیال سے اپنے قلمرو میں کل مسلمانوں کو جانوروں کا ذبح کرنا اور قربانی کرنا یکقلم منع کر دیا تھا اور پیر دیسیوں کو جو برہما میں مقیم تھے کم از کم بدھ مذہب کے تین اصول کی پیروی کرنے کی ترغیب دلائی تھی ۔ (تاریخ برہما از فیار صفحہ ۱۱۰)

(۲) اور ۱۷۹۰ء میں راجہ بودوپھیہ نے مسلمانوں کی ایمانی قوت کو آزمانے کے خیال سے علمائے اسلام دمنڈلے اور آمرہ پورہ وغیرہ کے کو

بلوایا تھا اور راجہ کے آگے اُس وقت سور کا گوشت دھرا ہوا تھا۔ راجہ نے حکم دیا کہ کھانا قبول کرو ورنہ تلوار گردن پر چلے گی۔" اوس وقت علماء نے سور کا گوشت کھانا مجبوراً اپنی جان بچانے کے لئے قبول کیا۔" (ہار وے صفحہ ۲۷۶)

لیکن اِس امر کو علما و فضلا ارکان اور برہما نے تردید کی اور کہتے ہیں کہ سور کا گوشت کھانے سے انکار کرنے پر قریباً چالیس علماو فضلاءِ زمان قتل کئے گئے تھے جن میں مولانا محمد روشن۔ محب اللہ۔ شمدار اور عثمان صاحبان تھے اور جس کے باعث انواع واقسام کی غضب الٰہی برہما میں نازل ہوئی۔(۱) اور اس خبر نے برہما اور ارکان کے سارے مسلمانوں میں ایک ہل چل مچادیا تھا کیونکہ اوس وقت ارکان برہما کے ماتحت ہوچکا تھا۔ (قول بزرگانِ ارکان)

الغرض مذکورہ بالا اُمور پر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مظالمانہ حرکات سے عام مسلمانوں کی ایمانی قوت اور تخیل میں ضرور ضرر پہنچا تھا جسکے باعث اکثر کمزور خیال مسلمانوں نے اپنے دین کو ترک کیا ہوگا جیسا کہ سایہ ڈوبستی (سنڈوے میں) اسلے ڈاؤن اور سنے (رامری میں) وغیرہ کے کثیر التعداد مسلمان مرتد ہوچکے تھے۔ (قول بزرگان)

نوٹ:۔(۱) برہما مسلموں کی عرضی برہما راجہ کی خدمت میں۔ برہما مسلموں کے قدیم حالات صفحہ ۴۲) از سیا بجوجے۔

Marfat.com

(۱۰) عربی نسل مسلمانوں کے قدیم رسومات پہچان زبان اور لباس

بقول بزرگان ارکان عربی نسل مسلمانوں کی سب سے بڑی رسم یہ تھی کہ جب تک کوئی مسلم نوجوان بغرض تجارت اپنا وطن چھوڑ کر بذریعہ خشکی اور تری تین بار سفر نہ کرتے تو وہ مرد کامل نہیں سمجھا جاتا تھا اور کسی مسلم کنواری لڑکی سے ایسے جوان کی شادی نہیں ہوسکتی تھی اور عوام الناس اور لڑکیوں کے والدین ایسے جوان کو بزدل اور نامرد اور نکما سمجھتے اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے یہ رسم اور خاندانی فخر بمثل جاوا والے مسلمانوں کے انیس صدی عیسوی کے آواخر تک ارکان میں رائج تھے۔ اور اسی طرح برہما کے بڑے شہروں میں بھی یہی رسم تھی۔ شریف خاندان کی نا کتخدا لڑکیوں کی شادی کے واسطے کفو اور ذاتی شرافت کا پاس و لحاظ اب تک تا حدے دیکھا جاتا ہے۔

چونکہ عرب لوگ جس ملک میں جاکر مقیم ہوتے تھے اس ملک کی زبان اور طرز معاشرت جلد سیکھتے اور اختیار کر لیتے تھے اور جس طرح سندھی مدراسی اور ملے مسلمان اپنی دیسی زبان عربی حروف میں لکھتے ہیں اسی طرح قدیم ارکانی مسلمان برہما اور بنگال کے سرحد پر رہنے کے سبب سے برہمی اور بنگالی ملی جلی زبان بولتے ہیں اور اپنے قومی شجروں اور کتب دینی اور قصائص (پوتھی) وغیرہ عموماً عربی حروف میں لکھتے اور لکھواتے تھے مگر سنڈوے اور برہما کے

مسلمان عموماً یہی زبان ہی بولتے اور لکھتے ہیں۔ اب جا بجا اُردو سکول قائم ہونے کے سبب سے اُردو بھی اچھی طرح بول سکتے ہیں اور پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

روانیہ اور زیر بادی مسلمان عموماً برہما لباس پہنتے ہیں مگر روانیہ لوگ عموماً سفید پگڑی یا گھمباؤں باندھتے ہیں اور ٹوپیاں پہنے کے عادی نہیں ہیں ہاں اب اُردو تعلیم یافتہ لوگ ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں۔

اگرچہ غوری فاتحوں اور شاہ شجاع کے مغلیہ فارسی زبانداں مسلمانوں کے ارکان میں آنے سے ارکانی مسلمانوں روانیہ کی زبان میں فارسی ہندی اور بنگالی الفاظ بکثرت شامل ہو گئے ہیں مگر اُن کے کلام سے اب تک عربیت کی بو آتی ہے۔ چنانچہ مخاطب کے جواب میں جی اور ہاں کے مقام میں وہ لبیک۔ لبتے یا ابوّے یا ابو بولتے ہیں۔ پانی کو مئے یا میں میں اور کھانے کو نعم یا نام نام اور کھڑے ہونے کو قم قم خصوصاً بچوں کو زبان سکھاتے وقت بولے جاتے ہیں۔ اور بچوں کو ابتدا ہی ماں باپ اس قسم کے اشعار سکھائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ۔

" قم قم قمرا بگو موش بنغیل تیرا "

اور پیالہ کو قدح۔ قینچی کو مقراض یا مرقاض۔ برتن کو صحن یا پاسن زنجیر کو صیقل۔ جلدی کو رفرف۔ لاٹھی کو عصا یا عشا اور بڑی بہن نانی اور دادی کو آبو وغیرہ بگاڑے ہوئے عربی الفاظ یا محاورہ

Marfat.com

اب تک بولا کرتے ہیں۔ بلکہ ارکانی مسلم زبان میں بہت سے مگھی یا رہمی الفاظ شامل ہوگئے ہیں چنانچہ۔ جون (چمچہ)، پھلا (گلاس)، مونگ (باجرہ تھالی نما)، بون (ڈھول دف نما)، لکھوانگ (   )، پلانگ بوتل (ریتیاگ ناؤ لمبی کشتی تماشہ کی)، ہنگپوے (کشتی کھینے کا ڈنڈا)، آلن (جھنڈا)، شو (انعام)، پونگ (ڈھیر)، جانگ سٹے (جھونپڑی)، تمیاونگ (حصہ مکان پانی رکھنے کے لئے)، انگوے (ڈوچھی) (سرکاری روپیہ قرض کا)، کرنگسا (خزانہ کا رجسٹر)، چھک چھانگ (فوراً)، پیانگ (سستی)، پھیانک (کرنا یا ہونا خراب کرنا یا ہونا، کھود دینا)، ڈٹیک دینا، کھونگ (کودنا)، فرد کرنا (توڑ ڈالنا)، لہانگ کرنا (کرانا)، قرض ادا کرنا، تھوک یک (مکان کے شہتیر)، تنک لھوا (درخواست)، جاری کرانی، اکیانگ۔ اچین (عادت)، وغیرہ مستعمل ہیں۔ اور ان کی زبان کو نووارد چاٹگامی اور بنگالی لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

اور اسی طرح رہمی اور مگھی زبان میں بھی اسلامی الفاظ نے رفتہ رفتہ جگہ پائی ہے۔ چنانچہ طعام کو تھمانگ یا تھمین۔ قلم کو کلنگ یا کلاون۔ ناظر کو نازی۔ وکیل کو وکی۔ دیوان کو دیوان۔ خزانچی خدالیی۔ زبان کو دلوان۔ قینچی کو کچی۔ برہما اور مگ لوگ بولتے ہیں اور اسی طرح بابا ماما دھوبی اور جنازہ حلوا وغیرہ بہت سے الفاظ شیر و شکر ہو گئے ہیں۔

عربی نسل ارکانی اور برہما مسلمان اردو مولود شریف کی بجائے عربی مولود خصوصاً برزنجی شریف پڑھنا یا پڑھوانا پسند کرتے ہیں گو کہ اس کا مطلب وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے اجداد کے قلمی نسخے

Marfat.com

ہوتے ہیں اور خصوصاً مردہ کے چالیسہ کے فاتحہ کے وقت اُس کا پڑھوانا باعث مزید خیر و برکت یقین کرتے ہیں جس کو فی زمانہ کے بعض علما کے حکم بدعت پر عمل کر کے ترک کر رہے ہیں۔ اور اس مقام پر ارکان کے عربی مولود شریف پڑھنے کے قواعد و ضوابط کا درج کرنا قارئین کرام کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا جو اس کمترین کو حاجی عبد الغفور امام بنارسی کے اٹھارہ صدی عیسوی کے قدیم نسخے سے دستیاب ہوا ہے۔ اور اس کی اصل عبارت یوں مسطور ہے:-

"قواعد مولود النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۰ چون خواندن بر حکم استادن ۰ ماضی در کیفیات و محیات و مقامات و جمیع ارکان با مول ما یذکر یا یذخواندہ تا م سامعات و حاضران و زد ۷ یا ش حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفرحی و منشرحی شود ترتیب بدین اول چون ابتدا کند تہلیل با آیات کلام مجید یعنی یر درگاہ لقصیح فی من ۷ التی ۰ الملیح بعدہ تسلیمات بر نبی علیہ الصلوٰۃ بعد در معام غزال و پنجگاہ ۰ و راست شروع کندہ لقد جاءکم رسول الخ ۰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلو علیہ و سلمو تسلیما ۰ دعواھم فیھا سبحانک اللھم وتحیتھم فیھا سلام و اٰخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العالمین ۰ بعد ابتدا مولود شریف

در مقام راست و نیچگاہ نکند تا اهتمام ، بر صنعت اسبادن در نوع نماد کرده، وهذه نسخة حررة بعض ما يطلع فيه احيانا والحمد الله رب العالمين ؟ "

عربی نسل مسلمان اپنے بچوں کے نام اکثر عربی رکھا کرتے ہیں سونامیاں کالا میاں وغیرہ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ ہاں برہما نام بھی اسلامی نام کے علاوہ عموماً رکھتے ہیں تاکہ غیر مسلم اسکولوں اور سرکاری عہدے میں بلا روک ٹوک وہ داخل ہو سکیں اور ترقی کے زینے پر چڑھ سکیں جیسا کہ عبدالحمید کا عرف لھامنگ رجوآئی سی ایس بنا ہے)

اہل برہما کو کیا سکھایا؟

حالات مذکورہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے اسلام نے اس سرزمین برہما میں قدم رکھا تھا تب سے برہما کی تجارت سیاسی حالت اور فوجی قوت اور علوم و فنون میں نئی روح پھونک دی چنانچہ علاوہ دیگر امور کے مسلمانوں نے اہل برہما کو علم کیمیا علم معدن اور فنون ات جنگ سکھائے تھے جو ذیل کے حالات سے ظاہر ہوتے ہیں :-

علم کیمیا اور علم معدن کی بابت مسٹر کاکس جو برہما میں عرصہ تک مقیم تھا لکھتا ہے کہ "مجھے یقین آتا ہے کہ برہما میں علم کیمیا گری اور علم معدن مسلمانوں نے ایجاد کی تھی اور وہ مسلمان جو یہاں

بسے تھے یا بطور سیاحت آئے تھے اہل برہما کو کیمیا گری کا سبق سکھایا اور شوق دلایا تھا اور اس کے علاوہ علم معدن بھی سکھایا تھا یعنی لعل و یاقوت سونا چاندی وغیرہ معدنیات نکالنے کا طریقہ ذہن نشین کرایا تھا اور کیمیا گری کے عمل کے واسطے اہل مغرب نے نوشادر وغیرہ اہل برہما کو فروخت کر کے بہت سا نفع اوٹھایا تھا میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس احمقانہ فن کیمیا گری کے موجد عرب تھے مگر وہ (عرب) ضرور اس فن کے زندہ کرنے والے تھے" (سلطنت برہما کے ایک باشندہ کا جرنل از کاکس)۔

بابت فنونات جنگ کی تعلیم کے اس مقام پر یہ بتانا کافی ہے کہ سنہ پندرہویں صدی عیسوی کے آواخر میں سب سے پہلے مسلمان جہازیوں نے برہما میں لڑتے وقت توپوں اور بندوقوں کا استعمال کیا تھا جو معاوضہ پر فوجی خدمات کرتے رہے اور سنہ ۱۷۵۲ء تک عالم بھیہ کے ایام حکومت میں کرتے رہے (ہارنے صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱) علاوہ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں نے برہموں کو بذریعہ خندق لڑنے کا طریقہ سکھایا تھا جس کے سبب سے عربی نسل برہما مسلموں کا قومی نام میڈ و مشہور رہوا۔ میے بمعنی مٹی اور ڈو یا ڈو بمعنی کھودنا ہے جس سے مراد مٹی کھودنے والا یا خندق کے ذریعہ لڑنے والی قوم ہے)۔

(قول بزرگان)

کہتے ہیں کہ برہما اور ارکان کے عربی نژاد مسلم تجار بڑے

جوہر شناس تھے اور خصوصاً منڈلے پیگو اور ارکان میں ایسے ایسے مسلم جوہری اور صراف موجود تھے کہ اندھیرے میں ٹٹول کر اچھے اور کھوٹے سکے اور جوہر کو پرکھ لے سکتے تھے چنانچہ اسحاق نامی جوہری (قیم کا) جب ۱۸۳۰ء میں کلکتہ میں جوہر فروخت کرنے کے لئے گیا تھا تو کلکتے کے کسی ہندو جوہری جوہروں کے خرید و فروخت کی بابت کچھ حقارت آمیز بات اُس سے بولا تو اوس نے وہاں کے دیگر مسلم جوہریوں کو بلا کر اپنی جوہر شناسی کی ایسی کمالیت دکھائی تو وہ سب دنگ رہ گئے۔ (قول بزرگان)

علاوہ بریں مسلمانوں نے اہل برہما کو گھی کے پلاؤ بریانی وغیرہ عمدہ لذیذ کھانا پینا اور سر کے لمبے لمبے بالوں کا کتروانا اور لمبے ناخنوں کو تراشنا سکھایا تھا۔ اسلامی تہذیب کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی تہذیب اور فیشن نے اور بھی اُن کو کامل شوقین اور شائستہ بنا دیا ہے۔

۱۲۔ بدر مقامات اولیاء اللہ اور علمائے کرام اور اشاعت اسلام کا بیان

ساحلِ برہما پہ ہیں بدر مقامی مسجدیں
تاجروں اور غازیوں کی سیرگاہیں تھیں وہاں
تبلیغِ دینِ ہدیٰ کو حسب کماے نبی

آئے تھے یاں وہ بزرگان ہادیان وکاملان

تھے بدر شہ پانچ پیر وشاہ منعم شہ حسن

شہ علاول اور بہت سے تھے جو اقطاب زماں

ہے نہیں خالی زمانہ اور زمین ابدال سے

بہر ارشادِ خلق اور انتظام ہر زماں (از مؤلف)

اس کے قبل بیان ہو چکا ہے کہ "بعد دسویں صدی عیسوی کے گو کہ برہما بدھ مذہب کا ملک تھا۔ مگر اسلام جا بجا پھیلا ہوا تھا۔ ۱۲۰۶ء میں ایمن میں اسلام جاری ہوا تھا۔ آسام سے ملایا تک ساحل سمندر کے کنارے پر عجیب قسم کی مسجدیں موجود تھیں جو آنحضرت صلعم کی رسالت کے پچاس سال کے اندر بنائی گئی تھیں اور جن کو بدر مقام یا بدر مکان کہتے ہیں۔ ان بدر مقاموں کو مسلمان بدھ اور چینیا یکساں معزز سمجھتے اور مانتے ہیں اور مسلمانوں کے اثر سے ارکان کے بدھ مذہب والی عورتیں مگنیاں، پردہ کا لحاظ کرتی ہیں۔ (ہاروے صفحہ ۱۳۷)

اب اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بدر مکانات یا بدر مقام کی مسجدیں ضرور عرب جہاز رانوں تاجروں۔ سیاحوں اور غازیوں کی سیر اور سفر کی منزل گاہیں یا قیام گاہیں تھیں جیسا کہ فی زمانہ کوئلہ کے اسٹیشن ساحل بحریہ قائم ہیں۔ بقول بزرگان وہاں کوئی نہ کوئی بزرگ اللہ والے بغرض ارشاد وتبلیغ دین حق اور مصیبت زدوں کی حمایت اور پناہ دہی کے لئے ہر دم مقیم رہتے تھے۔ مگر

Marfat.com

اب ہر بدر مقام یا بدر مکان مسجد نظر نہیں آتی ہے جیسا کہ مسٹر ہاروے نے بیان کیا۔ کہیں مسجد اور کوئی پتھر اور کہیں چلّہ خانہ دکھائی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بدر مقام درحقیقت بدر شاہ سے منسوب ہے اور بدر شاہ جزیرہ نمائے ہند و چینی میں آئے ہوئے ایک زبردست اولیائے متقدین اور سادات میں سے تھے اور صاحب کرامات تھے اور وہ سطح سمندر پر عبادت کرتے ہوئے جن جن مقاموں پر قیام کیا تھا وہی بدر مقام ہوئے۔ کہیں پتھر پر پہاڑ کے اور خندق کے اُن کے نقش قدم یا نقش دست دیا چھوڑ گئے۔ چونکہ اُن کا فیض عالمگیر تھا ہند و مگ برہما اور چینا وغیرہ بھی اب تک اُن کو مانتے ہیں وہاں موم بتیاں جلاتے فاتحہ اور زیارت کرواتے ہیں۔ مگر کتب مشائخ میں اُن کا ذکر نہ ہونے کے سبب سے بدر شاہ کی موجودگی کو فی زمانہ کے اکثر علمائے دین گویا ایک خیالی قصہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم آجکل قوم ہار کے اصول قرآنی پر یقین کریں اور قول امام ربّانی مجدد الف ثانی جناب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کو تسلیم کریں تو اس کا جواب اثبات میں ہونا لازم ہے کیونکہ آپ اپنے مکتوبات شریف میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و انابت از سیئات نتیجۂ فیوض قطب ارشاد و قطب ابدال در ہمہ وقت و ہر کار و خلو عالم از و متصور نیست کہ نظام ہماد مربوط است اگر گی از افراد قطب میرو دیگرے بر جائے نصیب میشود"

اور بعض بدر مقامات جو اگلے زمانے میں ساحل سمندر پر واقع تھے آج کل سمندر سے بہت دور خشکی میں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے لمع قیم اور سنڈوے وغیرہ کے مقامات۔ جہاں طالبانِ راہِ حق کا ہجوم رہتا تھا اور سالانہ کم از کم دو ایک بار ارکانی مسلمان مرد اور عورتیں اُن کی زیارت کیا کرتے تھے مگر آج کل علمائے دین کے حکم بدعت پر عمل کر کے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کہیں بعض خود پرست ملاؤں نے اپنے حلوہ روٹی گرم کرنے کے لئے جھوٹی قبریں بدر اولیا اور سلطان بایزید وغیرہ کے نام کی بنا کر لوگوں کو سجدے کروا کے کفر و ضلالت کے مرتکب بناتے ہیں (دیکھو صفحہ ۵۲ میں اکیاب کا بدر مقام)

مخفی نہ رہے کہ علاوہ بدر مقاموں کے ملک برہما میں بہت سے اولیائے کرام متقدمین کے مزار ہیں جو ارشاد و ہدایات کے لئے ضرور یہاں آئے تھے۔ اس لئے اُن بزرگوں کا کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

(۱) چنانچہ سیرم میں پانچ پیرؒ کی درگاہ شریف ہے جہاں سالانہ ایک بار عرس دسمبر مہینے کے آخیر میں بڑے وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے خلق اللہ کا بڑا ہجوم اور قوالی و فاتحہ خوانی کا دھوم رہتا ہے۔ جابجا شب و روز چند روز تک دکانیں کھلی رہتی ہیں اور برہما کے ہر گوشہ سے حاجتمند لوگ وہاں جایا کرتے ہیں۔

(۲) سنڈوے میں مولانا شاہ فضل الحق غازی خیر آبادی کا پختہ مزار بلیڈنگ مسجد کی پہاڑی پر واقع ہے۔ جن کو بعد

غدر کے انگریزوں نے یہاں نظربند کر رکھا تھا۔

(۳) شہر اکیاب میں شاہ منعم شہید معروف بہ بابا جی کی درگاہ شریف ہے جو برہما راجہ کے عہد میں بشبہ بغاوت مقتول ہوا اور وہاں سالانہ عرس ہوتا ہے۔

(۴) حیدر علی شاہ معروف بہ کھارو شاہ۔ نور اللہ شاہ معروف بہ کیلا شاہ اور عزالدین شاہ مشہور عزلہ شاہ کے مزار بھی اکیاب انجمن اسلامیہ کے قبرستان میں ہیں۔

اکیاب کا بدر مقام سمندر کے کنارے دریائے کلاڈن کے مغربی دہانے کے اونچے ٹیلے پر واقع ہے کہتے ہیں کہ قریباً ڈھائی سو سال گزر چکے کہ مانک اور چاند دو بھائی چاٹگام کے سوداگر راس نگریس سے ہلدی کے مال تجارت لدے ہوئے جہاز سے اکیاب میں آکر پانی کے واسطے اترے اور اون کا جہاز بدر مقام کے چٹانی ساحل پر لنگر ڈالا ہوا تھا۔ پانی لینے کے بعد ایک شب کو مانک نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا جس میں بدر شاہ نے اس سے یہ کہا کہ جہاں سے تم نے پانی لیا وہاں ایک غار (چلہ خانہ یا عبادت خانہ) عبادت الٰہی کے لئے بناؤ۔ مانک نے جواب دیا کہ ”میرے پاس ایسی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ یہ کام کر سکوں اور اب میں کس طرح آپ کی اس آرزو کو پورا کروں۔“ بدر شاہ نے فرمایا کہ تمہاری ساری ہلدی سونا ہو جائیگی اور تم اس سے سعادتیں اچھی طرح ضرور بنا لو۔“ جب صبح ہوئی مانک یہ دیکھ کر بڑا حیرت

Marfat.com

زدہ ہو گیا کہ اس کی ساری ہلدی سونا ہو چکی ہے" تب اوس نے اپنے بھائی چاند سے خواب کا سارا معاملہ بیان کیا اور مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ بعد ازاں دونوں بھائیوں نے ساتھ مل کر ایک کنواں کھدوایا اور ایک غار یا چلّہ خانہ بنوایا۔ جو اب بدر مکان کے نام سے مشہور ہے۔

درحقیقت وہاں ایک چٹان پر ایک قدم مبارک ہے جو بدر اولیا کے قدم مبارک سے منسوب ہے۔ اور یہ پندرہ ۱۵ انچ لمبا اور آٹھ انچ چوڑا ہے جس کے اوپر ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ وہاں لوگ موم بتیاں جلاتے اور زیارت کیا کرتے ہیں۔

دوسرا ایک چلّہ خانہ کا غار ہے جو خاص چٹان کو کھود کر بنایا گیا ہے اور جس کا صرف ایک ترچھا دہانہ جنوبی طرف ہے۔ اور یہ قدم مبارک کے شمال کی طرف واقع ہے۔ جس میں حاجتمند لوگ روپے پیسے بطور نذر ڈالتے ہیں۔ اس کے اوپر ٹین کی چھت والا کشادہ مکان بلا دیوار بنا ہوا ہے۔

تیسرا غار محراب نما دوسرے چلّہ خانہ کے اوپر کی چٹان پر بنا ہوا ہے جسکے دو کھلے دہانے یا دروازے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک عمدہ آرام گاہ یا عبادت خانہ ہے جسمیں سے خلیج بنگالہ کی بڑی موجوں کا دلکش نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے باہر کا حصہ ۹ فیٹ ۱۰ انچ چوڑا اور ۱۱ فیٹ ۶ انچ لمبا اور ۸ فیٹ ۶ انچ اونچا ہے۔ اور یہ کچھ تو خاص

Marfat.com

پتھر اور کچھ اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔

اور چوتھا غار نیچا ایک مستطیل شکل کا ہے۔ جو چٹانوں کے بیچ میں بنا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ایک پختہ مسجد ایک گنبد والی اونچے چبوترے پر بنی ہوئی ہے۔ جس کی سیڑھی پتھر اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے۔ مسجد کا بیرونی حصہ ۲۸ فیٹ ۶ انچ لمبا اور ۲۶ فیٹ ۶ انچ چوڑا ہے۔ مسجد کی دیوار پر اگلے زمانے میں کمشنر صاحب ارکان کا فرمان آویزاں رکھا جاتا تھا۔ اس فرمان کے مطابق ایک شخص حسین علی نامی اس بدرمکان کا متولی مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ ۱۸۲۵ء میں حسین علی نے انگریزی فوج کی مدد کی تھی۔ اور اس کی اس اچھی خدمت کے صلے میں بدرمکان کی خیرات اور نذر کے پیسے اپنے تصرف میں لانے کا اُسے اختیار دیا گیا تھا۔ اور ۱۸۴۹ء میں آرسی۔ ریکیس اکیاب کے مجسٹریٹ صاحب نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ حسین علی بدرمقام کا حوالہ لے اور مامن اُونگ نامی فقیرنی کو وہاں عمارت بنانے کی اجازت دی جائے۔ اس فقیرنی نے موجودہ مکانات بنوائے اور ایک تالاب کھدوایا جس کا کل خرچ دو ہزار روپیہ تک ہوا۔

حسین علی کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ متولی بدرمکان کا ہوا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی بہن نورجمال متولی ہوئی اور نورجمال عبدالکریم وکیل اکیاب کی بیوی تھی۔

Marfat.com

الغرض وہاں ہر
قوم کے لوگ جاکر زیارت کرتے ہیں فاتحہ کرتے اور موم بتیاں جلاتے ہیں۔ اور وہاں سالانہ ایک دفعہ بڑا میلہ محرم کی دسویں تاریخ کے روز ہوا کرتا ہے۔ اور ہر قوم کے لوگ شریک ہوتے ہیں! ور تعزیئے اور تابوت بھی اس کے کنارے سمندر میں ڈالدیئے جاتے ہیں[1] اور اس بدر مقام سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پہ بہت قدیم مسلمانوں کا گورستان ہے جو اب کمشنر ارکان کے بنگلہ کے احاطہ میں واقع ہے اور بدر مقام کے متصل ایک بہت بڑا پتھر بشکل انسان یا جن موجود ہے۔ جس کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک حجام تھا جو بدر شاہ صاحب کو حجامت بنانے کے لیے آیا تھا۔ اس کی کسی گستاخی کے سبب سے شاہ صاحب نے بد دعا کی تو وہ پتھر بن گیا۔

(۶) سید شاہ علاول رحمتہ اللہ علیہ راجگان ارکان تھا ڈدمن اور سنڈہ سو دھمہ (سورج تین) کے ایام حکومت سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کے درمیان میں ارکان کا شیخ اعظم اور ملک الشعراء گزرے تھے۔ جو کہ صاحب کشف کرامت تھے۔ وہ فتح آباد بنگال میں پیدا ہوئے اور سادات صحیح النسب میں سے تھے۔ اور میوہاؤنگ کے قصبہ بندر میں آکر اقامت گزیں ہوئے اور اپنی باقی زندگی تبلیغ دین اور

نوٹ :۔ دیرہا گزیٹیا اکیاب ڈسٹرکٹ جلد اوّل صفحہ ۳۸۔ اور قول بزرگان۔

ارشاد و ہدایت اور تصنیف کتب میں صرف کی۔ اور اُن کا مزار قصبۂ میوکنگ (نیا شہر) فیو تھوٹون شپ میں ہے۔ مدت تک اُن کی قبر کا خاص نشان کوئی بتا نہ سکتا تھا۔ مگر اب کئی سال گزرے کہ ہندوستان سے ایک بزرگ آئے جن کو شاہ صاحب مرحوم نے بشارت میں اشارہ کیا کہ اپنی قبر کے نشان ایک پتھر کو (جو سرہانے پڑا تھا) پھر قائم کردے اُس بزرگ شخص نے حنذل کے مولوی عمر صاحب (جو علاول شاہ کے خاندان سے تھے) کے ذریعہ وہیں جاکر پتھر کو اپنے ہاتھ سے گاڑ دیا ہے پر اول شاہ۔ جلال شاہ۔ محمد شاہ۔ بہادر شاہ وغیرہ آپ کے خاندان کے مشائخین ارکان میں گزرے تھے۔ اور اب حافظ محمد لقمان صاحب اکیاب میں ہیں۔ سید شاہ علاول نے بہت سی کتابیں ارکان میں تشریف لانے کے بعد تصنیف اور تالیف کی تھیں جن کا ذکر صفحہ ۴۷ میں کیا جا چکا ہے اور جو ارکان اور بنگال میں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔

کہتے ہیں کہ شاہ شجاع اور اُس کے اہل و عیال کے ارکان میں قتل کئے جانے کے بعد بشبہہ بغاوت سید شاہ علاول رحمۃ اللہ علیہ نظر بند رکھے گئے اور اُن پر شاہی حکم مزایہ صادر ہوا کہ پتھری قلعہ میوہاؤنگ کے بڑے تیخانے کے بتیاں جلائے اور بتوں کو علی الصباح دریا سے پانی لاکر غسل کرائے۔ تیمیں اس حکم کے شاہ صاحب اُن ستاروں بتوں کو اشارہ کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ چل کر دریا

میں غسل کریں تو سارے چھوٹے بڑے بت آپ کے ساتھ چلتے اور دریا میں غسل کرنے کے بعد اپنے اپنے مقام پر واپس جا کر بیٹھے رہتے تھے۔ کسی شخص نے اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو سنائی تو راجہ بڑا خفا ہوا اور اپنے وزیر اعظم مغن یا ماگن کو بلا کر یہ معاملہ سنایا۔ مغن نے شاہ علاولؒ کے کشف و کرامت کے حالات بیان کر کے راجہ سے آپ کی رہائی کی سفارش کی۔ راجہ نے ایک ہزار روپیہ بطور جرمانہ شاہ صاحبؒ سے طلب کیا جس کو وزیر موصوف نے ادا کر دیا اور آپ کو قید سے چھڑا لیا۔ اور اس روپیہ کو شاہ صاحبؒ ممدوح نے بذریعہ تصنیفات اور تالیفات کتب ادا کیا تھا۔ اور بتخانے کی بتیوں کو باہر سے پھونک کے ذریعہ روشن کر دیتے تھے۔ اور بتخانے کے اندر کبھی داخل نہیں ہوتے تھے۔ (قول بزرگان قدیم ارکان)

حسن شاہ نامی چند بزرگان کامل اکیاب میں گزرے۔ ایک منگڈو کے قادر پاڑہ کے مولوی حسن شاہ تھے جو تارک الدنیا ہو گئے دوسرا قصبہ قیم کے حسن شاہ جو اس کمترین کے نانا کے چچازاد بھائی تھے صاحب کرامت تھے۔ اُن کا چلہ خانہ تھانہ پہاڑ پر ہے جس کے کنارے اُن کا مزار ہے اُن کی ڈاڑھی ٹخنے تک لمبی تھی اور آپ شیر پر سوار ہو کر جنگل سے بعد عبادت الٰہی مکان پر آتے تھے۔ اور تیسرے حسن شاہ اُن کے دادا تھے جو قصبہ بندر کے غوری النسل مشائخ میں سے تھے۔

میونگھوے کا بدر مقام گل مل شاہ نامی ایک ہندوستانی بزرگ کا قیام گاہ تھا۔ کہتے ہیں کہ گل مل شاہ کا ایران یا ہندوستان کے کسی شاہی خاندان سے رشتہ تھا اور تارک الدنیا ہو کر اسی مقام پر آکر قیام کیا تھا اور آپ بڑے صاحب کشف و کرامت تھے۔

لائی فقیر منڈلے کے شاہ صاحب بڑے صاحب کرامت تھے اور شجاع قاضی نے ان کو منڈلے سے لاکرانی ایک بار ساٹھی کے ساتھ شادی دلائی اور اون کا مزار تیم کے بدر مقام کے قریب واقع ہے۔

مرحوم میانجی صاحب قصبۂ حلیم پاڑہ ممبا میں ایک بزرگ تھے اور ان کا مزار اس بستی کی مسجد کے متصل واقع ہے۔ اور منشی عبدالنبی صاحب بڑا واعظ تھے جو کیمبھوین اُن کا مزار ہے وہ مگھی زبان میں ایسی تقریر کرتے تھے کہ مگ لوگ شوق سے سنتے اور دنگ ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے صاحبانی مان نامی پتھر کو جو شکل انسان بمقام مہاٹمی شہر میو ہاونگ کے قریب واقع تھا۔ توڑ کر مسلمانوں کو شرک اور بدعت سے بچایا تھا کیونکہ مسلمان اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے وہاں فاتحہ کرتے موم بتیاں جلاتے اور سونے کے ورق چسپاں کرتے ہوئے انڈے اور پیلے وغیرہ بھی بھینٹ چڑھاتے تھے جو مطلق شرک اور بدعت تھی۔ کہتے ہیں کہ قدیم زمانے میں لوگوں کو بوقت میزبانی درخواست کرتے پر وہاں سے میزبانی کے سامان برتن پیالے وغیرہ بھی دستیاب ہو سکتے

Marfat.com

جو بعد ضیافت واپس کر دینا پڑتا تھا۔

مولانا عابد شاہ حسین صاحب حسینی مصنف کنز المومنین اور دیگر کتب حیدر آباد سے تشریف لا کر امرہ پورہ (دار الخلافہ برہما) میں سکونت گزیں ہوئے تھے اور آپ کا مزار وہیں ہے۔ آپ بڑے صاحب کشف و کرامت تھے اس لئے راجہ بودو پھیرا آپ کے بڑے معتقدین میں سے تھا۔

مولوی اُونو یونس صاحب مصنف سراجِ شرعی تھے اور دار العلوم ہندوستان میں انہوں نے تحصیل علم کی تھی۔

خلیفہ اُوشوے لون صاحب راجہ منڈون مِن کے عہد میں بڑا واعظ تھے جن کو منڈون مِن نے مکہ شریف میں ایک تختہ سرائے (مسافر خانہ) برہما مسلم حاجیوں کے لئے تعمیر کرنے کے کام میں بطور ایلچی بھیجا تھا۔ اور وہ مسافر خانہ وہاں اب تک قائم ہے۔

مولوی یرا بائیک صاحب منڈون مِن کے ایام حکومت میں مشہور عالم گزرے تھے۔

کابل مولوی صاحب منڈلے میں اشاعت و تبلیغ کرتے ہوئے گزرے تھے[1] مولانا شہاب الدین صاحب معروف بہ او کالا منڈلوی زبردست برہما مسلم علما میں سے تھے جن کی عالمانہ برہمی تقریر سن کر برہما لوگ دنگ رہ جاتے تھے اور اُن کا فرزند ارجمند مولانا عبد الرحمٰن صاحب مرحوم نے

نوٹ:۔ (۱) برہما مسلموں کے قدیم حالات از بھوچے۔ صفحہ ۶۰ و ۶۱۔

Marfat.com

شہر سندوے سے کفر و ضلالت کی گھٹا دور کردی تھی اور سندوے کے قدیم زیر بادی اور میڈو مسلمانوں کو راہ حق پر لا کر سنت جماعت سوسائٹی کا ایک مدرسہ قائم کردیا تھا جس کا یہ کمترین چھ سال تک مدرس اوّل رہا۔ مگر افسوس کہ اُن کی آمد کے قبل سایہ ڈو بستی کے سارے مسلمان مرتد ہو چکے تھے جس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اون کی زبان میں کوئی واعظ وہاں نہیں آیا تھا تاکہ اونھوں کو راہ راست پر لا سکے۔ اور جو خود پرست اور بے حیثیت ملا لوگ تھے اونہوں کو صرف اس بنا پر کفر کا فتویٰ دیا تھا کہ وہ لوگ وقتاً فوقتاً برہموں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے جن کے سبب سے ذات کا کھانا بمثل رسم ہنود طلب کیا جاتا تھا جب ذات کا کھانا بسبب غریبی کے وہ نہ دے سکے تو اون کے ساتھ ترک موالات کئے گئے اور مجبوراً سارے بستی والے مسلمانوں نے دین اسلام کو ترک کرکے بدھ مذہب کو اختیار کرلیا تھا۔

قیم کے سید سلطان صاحب نے نبی بنس (آل نبی) اور شب معراج کی تصنیف کی تھی اور مولوی عبدالکریم قاضی نے رُو شنگ پنجالی یعنی تاریخ ارکان شجاع قاضی کے نام میں تصنیف کی تھی علاوہ اس کے راحت القلوب عبداللہ کے ہزار سوال۔ تور نامہ سد صوبالتی اور ورنغ مجلس (انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے حالات) بنگلہ نظموں میں لکھے تھے اور مولوی اسماعیل نے سراجیہ اور شرح لفیہ کا ترجمہ بنگلہ میں کیا تھا۔

بندر کے قاضی محمد حسن نے داستان امیر حمزہ - دیوالال متی اور
حیدر جنگ کا اوّل حصہ تصنیف کی تھی اور مولوی زین الدین اور نصر اللہ
نے حیدر جنگ کا باقی حصہ لکھا تھا - اور مولوی عبد المطلب نے کیدانی رجو
فقہ کا نچوڑ ہے) لکھ کر فقہ کے بحر عظیم کو کوزے میں بھر دیا تھا - اور دولت
قاضی نے ستی مینا کا اول حصہ لکھ کر انتقال کیا اور سید شاہ علاول
نے باقی حصہ تصنیف کر کے تکمیل کی تھی - اور ابو الحسن پنڈت نے ادہم
کی لڑائی لکھی ہے - اور قیم کے اسماعیل امام ثاقب نے مولانا عبد العلی
درّی کے ارشاد کے مطابق بلقیس نامہ لکھا ہے - اور سید مسعود
شاہ جی قاضی بندر ارکان کے مشہور شیخ زماں گزرے تھے -

القصّہ بے شمار اولیائے کرام و مشائخین و علمائے عظام
کے مزار برہما اور ارکان کے شہروں اور قصبوں اور ویرانیوں
میں موجود ہیں طوالت کے خوف سے اون کا ذکر نہیں کیا گیا - اُن
میں سے بعض عرب غوری اور مغلیہ خاندان کے بزرگ تھے چنانچہ
شاہ شجاع کے ہمراہ آئے ہوئے سادات توالی اور بدھ ارکان اور
برہما میں اشاعت اور تبلیغ اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے گزر
گئے تھے - کہتے ہیں کہ اون بزرگوں کے ارکان میں تشریف لانے کے
قبل یہاں کے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ دس بیس بستیوں میں
ایک فاتحہ دینے والا ملاجی جو عموماً خواندکار بولا جاتا ہے میسّر نہیں
ہو سکتا تھا اور دور دراز کی بستیوں رقیم - بندر اور خندل کے

کسی ملا جی کے پاس لوگ جا کر فاتحہ کو بانس کے چونگے کے منہ میں بند کر کے اپنے مکان میں واپس آ کر چونگے کا منہ فاتحہ کی چیزوں پر کھول دیتے تھے جس سے فاتحہ خوانی کی رسم آبائی کے ادا ہونے کا یقین کیا جاتا تھا۔ الغرض انیسویں صدی عیسوی کے قبل اُن بزرگوں کی اولاد ہی اشاعت و تعلیم و تربیت کرتی رہی جو دارالعلوم دیوبند دہلی وغیرہ میں جا کر تحصیل علم کر کے دستار بندی اور اسناد قابلیت حاصل کر کے آتے تھے اور بعض صرف چاٹگام اور کلکتہ کے مدرسہ عربیہ عالیہ سے جماعت اولی پاس کر کے واپس آتے تھے اور برہما کے ہر گوشہ میں جا کر پند و نصیحت اور تعلیم و تدریس کے کام میں مصروف رہتے تھے اور اب تک سینکڑوں ارکانی طلبا بنگال اور ہندوستان میں جا کر اچھے قابل علما بن کر آتے ہیں۔ مگر فی زمانہ بعض انگریزی تعلیم یافتہ اشخاص دنیاوی ترقی کے خیال سے اور برہمیوں یا مگھوں کو شادی کرنے کے سبب سے اپنے دین حق کو چھوڑ کر بدھ مذہب قبول کر رہے ہیں جیسا کہ مسٹر یا کھے سابق وزیر اعظم برہما و مرحوم ممبر شعبہ مسلم تھا اب بدھ مذہب والا کہلاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص کے حلقہ اسلام کے باہر چلے جانے سے عام مسلمانوں کو باعث حسرت ہے مگر کیا کریں بقول شاعر ؎

تہیدستان قسمت را کند کے رہبر کامل

لیکن خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انیسویں صدی عیسوی کے

آواخر سے اُردو زبان کے اسکول اور دینی مدرسے شہروں اور دیہاتوں میں قائم ہوتے گئے اور ہندوستان اور بنگال کے ہر حصّہ سے کثیر التعداد علما و فضلا اور ہر فن کے ماہرین انگریزی کے ہر گوشے میں اسکول مدرسے دار الیتامیٰ اور جمعیۃ العلماء کے ادارے کھولنے لگے اور چند اخبارات شیر فاروق اور پیام مسلم وغیرہ شائع ہونے لگے بلکہ قرآن مجید اور دینیات کی کتابوں کے ترجمے اُردو، برمیس اور انگریزی میں ہونے کے سبب سے آجکل کے سارے مسلم تعلیم یافتہ لڑکوں لڑکیوں مردوں اور عورتوں کو دینیات سیکھنے اور اسلامی ممالک کی خبروں سے آگاہ ہونے کا اچھا موقع اور وسیلہ مل گیا ہے جو ہمارے اجداد کو میسّر نہ ہو سکا۔ مگر ہمیں بہت افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان اپنے بچّوں کو علم دینیات سکھانے میں تغافل کرتے ہیں اور بچوں کو شروع ہی سے غیر مسلم اسکولوں میں داخل کراکر برمیس اور انگریزی ہی سیکھنے پر مائل کرتے ہیں۔ جس کے باعث ایسے بچے مسلم کہلانے سے عار کرتے ہیں بلکہ ارکان و احکام شریعت کی پابندی کو ہیچ سمجھتے ہیں اور جب کہیں ان کو حکومت ملتی ہے عام مسلمانوں اور علمائے دین کو بنظر حقارت دیکھا کرتے ہیں۔ خدا اون کو ہدایت کیجے

دین سے بدظن ہوئے گو علم حاضر سب پڑھے — تمسخر کرتے ہیں ارکان شرع کی وہ نکتہ چینیاں
کیا حلال اور کیا حرام ان کے آگے یکساں — پاکی ناپاکی کا کرتا کون تمیز و امتحاں
پیروی احمدِ مختار کا ہے کیا نشاں؟ — نورِ ایماں دل میں ہو سکتا ہے کیونکر امتحاں
تا زرجمی اور زربادی تو ہو تیار اسے — گر کرے وہ پیروی پیشوائے کاروان

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس کفرستان برہما میں اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اولیائے کرام کی کرامات سے اور مسلم تاجروں کی فیاضی سخاوت اور غربا پروری اور ہمدردی ساتھ غیر مسلموں کے اور مسلمانوں کی شادی غیر مسلم عورتوں کے اور غیر مسلم بچوں کی پرورش اور حمایت کے سبب سے حلقہ اسلام میں بہت سے لوگ داخل ہوئے اور ہوتے ہیں اور خصوصاً اس بیسویں صدی کی اشاعت اسلام کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ دیگر ابنائے وطن کے دل میں تعصب پیدا ہو رہا ہے۔

۱۳ عربوں نے ملک برہما کو کیوں فتح نہیں کیا جبکہ وہ ملایا اور جزائر شرق الہند کو فتح کر چکے تھے؟

چونکہ مشرقی دنیا میں عربوں کی خاص اغراض تجارت اور اشاعت اسلام سے تھیں نہ کہ جہانگیری۔ اگر کوئی قوم ان امور میں مانع نہ ہوتی اور سختی اور بدسلوکی سے اُن سے پیش نہ آتی وہ اس پر حملہ نہ کرتے تھے۔ سندھ پر عربوں کے حملہ کرنے کا خاص سبب یہ تھا کہ سندھ کے راجہ نے عرب تاجروں کی حق تلفی کی اور ایذا پہنچائی تھی اور ملایا اور شرق الہند کو قبضہ میں لانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ مصالحہ جات (جو وہاں کی بڑی پیداوار ہے) کی تجارت غیر اقوام کے ہاتھ میں نہ جائے کیونکہ اہل چین اور اہل فرنگ اُن کے حریف تھے و نیز

Marfat.com

وہاں کے ہندو راجے عربوں کی تجارت اور تبلیغ دین میں خلل انداز نہیں ہوتے تھے۔ اور برہما میں سوائے چاول اور لکڑی کے مصالحہ جات پیدا نہیں ہوتے تھے جو اُس وقت اہلِ مغرب کے لئے سب سے زیادہ ضرورت تھی اور جس کو بیچکر عرب لوگ بہت سا نفع اٹھاتے تھے۔ مگر برہما اُن کے لئے کھلا میدان تھا اور راجگان برہما تلائن اور ارکان بھی عرب اور عربی النسل مسلمانوں کی وفاداری ملنساری اور بہادری سے خوش تھے اور اشاعت دین حق کے بھی مانع نہ تھے۔ بلکہ عربی نژاد برہما مسلموں کو فرزندان برہما کے زمرے میں شامل کر کے اعلےٰ عہدیدار مشیران اور ارکین سلطنت مقرر کرتے تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ بلکہ سلاطین ملایا (قدہ اور ترنگانو) اور راجین راجگان برہما کے ساتھ دوستانہ اور ہمدردانہ تعلقات رکھتے تھے (جس کا بیان صفحات ۴۲ اور ۴۳ میں کیا گیا ہے)

فصل سوم

طبقۂ دوم

ایرانی نسل مسلمان

سولھویں صدی عیسوی کے قبل ایرانی مسلمان سیاح اور تجار (جن میں سے بعض موالی بعض سنی اور بعض شیعہ ضرور تھے) عربوں کے قدم بہ قدم چل کر ملک برہما اور ارکان میں آتے رہے چنانچہ ابن خرد ازبہ سلیمان اور دیگر مسلم و فرنگی سیاحوں کے بیانات مذکورۂ الصدر سے (جو صفحات ۲۳ تا ۲۵ میں لکھے گئے ہیں) ظاہر ہوتا ہے کہ چودہ صدی عیسوی میں اصفہان بڑی تجارتی منڈی تھا جہاں سے مغربی تجار از راہ ہرمز خلیج فارس۔ سورت۔ گولکنڈہ۔ مچھلی پٹم اور تناسیرم ملک سیام اور چین کو جاتے تھے۔ بلکہ مرتبان کے گودام میں ایرانی تاجروں کے اموالِ تجارت ۱۵۱۴ء میں حملۂ پردم کے وقت لوٹے گئے تھے

(ہارورے صفحہ ۱۵۷)

علاوہ بریں سفرنامۂ نیکولو ڈی کنٹی سیاح وینس (اٹلی) سے عیاں ہے کہ "سیاح موصوف پندرہ صدی عیسوی کے اوائل میں بغرض تجارت دمشق میں آیا تھا اور وہاں سے بصرہ گیا جہاں سے

نوٹ:۔ موالی۔ اکثر ایرانی۔ ترک اور یونانی جنھوں نے اسلام قبول کیا عرب خاندان کا

وہ ایرانی تاجروں کے ہمراہ گیے اور سیلون پہونچا اور پھر وہاں سے بنگال گیا اور پھر بذریعہ جہاز ارکان آیا جو رکھانگ کے نام سے بھی مشہور تھا اور ارکان سے وہ اپنے ایرانی احباب (تجار) کے ساتھ کوہ ارکان یوماکو عبور کرکے مشرقی جانب دریائے ایراوڈی کو پہنچا جس کو اوس نے ڈاوا کہا ہے اور بالآخر ۱۴۳۵ء میں شہر آوا میں داخل ہوا جہاں اوس وقت راجہ "مونمین ماہا" حکمران تھا سیاح موصوف نے اس ملک کا نام "مہاچین" بتایا جس کو اُس نے ضرور اپنے ایرانی یا ہندی ہمراہیوں سے سنا ہوگا۔ نیکولو شہر ٹنگو کے رستے سے ساحل سمندر پر آتے ہوئے شہر سگو میں بھی آپہونچا تھا۔" (پندرھویں صدی کا انڈیا از میجر ہیکلوٹ سوسائٹی)

الغرض ایرانی تجار بغرض تجارت ملک برہما اور ارکان میں لیے تھے چنانچہ (ا) آغا حسین شیرازی راجہ مندون کے عہد حکومت میں اشرف محصولات تھا اور (ب) آغا صادق (ج) علی اصغر (د) مشاط حسین (ہ) آغا نمازی وغیرہ بتھاودی کے تجار تھے جنہوں نے غریب برہما مسلم سوداگروں کی اولاد کے لئے برہما راجہ کے پاس عرضی پیش کی تھی۔ (کونبنگ سٹ جلد سوم صفحہ ۳۱۹)

کہتے ہیں کہ شہر رنگون اور اکیاب کی مغل گلیاں ان قدیم ایرانی تاجروں کی قیام گاہیں تھیں جو اب تک اسی نام سے مشہور ہیں۔ اور اُن کی اولاد کثیر التعداد برہما کے شہروں میں اب تک موجود ہے۔ بعض شیعہ اور مغل کے نام سے مشہور ہیں اور بعض زیر بادی اور روانیہ کے ساتھ شادی کرکے زیر بادی اور روانیہ کہلاتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہی

شمار کئے جاتے تھے اور اُن کو مولی کہتے ہیں۔ ہسٹری آف سراسین از سید امیر علی صفحات ۵۰۱ و ۵۰۶

Marfat.com

امر ہے کہ ہندوستان سے بہت سے تعلیم یافتہ شیعہ اور مغل آ کر اون سے مل گئے ہیں اور اُن کو گمراہی سے بچا رہے ہیں۔

مدت سے برہما اور اراکان میں رہنے سہنے کے سبب سے وہ برمی اور اراکانی زبان بولتے ہیں۔ مگر بعض فارسی زبان سے بھی نا آشنا نہیں ہیں۔ اونھوں نے اپنے آبائی مذہب لباس اور پیشہ تجارت کو نہیں چھوڑا ہے اور بعض لوگ برہما لباس بھی پہنتے ہیں۔ مرد مغلیہ پگڑی یا سیاہ ٹوپی سر پر دیتے ہیں اور عورتیں سیاہ رومال عموماً بتقریب محرم پہنتی ہیں۔ سرکاری عہدے میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو اکثر برہما نام رکھا کرتے ہیں۔ ایرانی نسل برہما مسلمان زراعت اور کاشتکاری کے عادی نہیں ہیں اس لیے وہ شہروں کے سوا دیہاتوں میں بہت کم رہتے ہیں۔ اور صاف اور گورے رنگ کے ہوتے ہیں اور اکثر متمول اور خوشحال ہیں۔ رنگون مولمین اور سنڈوے وغیرہ میں اُن کے امام باڑے موجود ہیں۔ جہاں بڑی دھوم دھام کے ساتھ فاتحہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے اور تابوت اور تعزیئے بنائے جاتے ہیں مگر اس موقع پر ہندوستان کی طرح یہاں سنّی اور شیعہ کا کوئی فساد نہیں ہوتا ہے۔ اور سنیوں کے ساتھ اون کا بہر حالت اتفاق ہے۔ خدا ہمیشہ اتفاق سے رکھے!

مگر افسوس فی زمانہ بعض تعلیم یافتہ لوگ صرف دنیاوی عزت اور نام حاصل کرنے کے واسطے و نیز غیر مسلم عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے سبب سے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر بدھ مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں جیسا کہ اوبا چھے بی لئے سابق وزیر اعظم برہما

Marfat.com

فصل چہارم

طبقۂ سوم

ترکی یا تاتاری نسل مسلمان یا پانتھے مسلمان

اِس طبقہ کے مسلمان ترکی یا تاتاری مغلوں کی نسل سے ہیں جو عموماً پانتھے یا چینا مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور یہ لوگ بھی ملک برہما کے قدیم باشندوں میں سے ہیں جو یونین سے آکر یہاں سکونت گزیں ہوئے تھے۔ (۱)

تیرھویں صدی عیسوی کے اوائل میں تاتاری مغلوں نے میسوپٹےمیا یعنی دیار شام اور عراق سے بحرالکاہل تک فتح کرلیا تھا بلکہ یورپی روس اور پولینڈ کو بھی تسخیر کی تھی۔ چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں اور قبلہ خاں وغیرہ بڑے بڑے زبردست مغل شہنشاہ گزرے تھے۔ قبلہ خاں شہنشاہ چین تھا اور کہتے ہیں کہ وہ بدھ مذہب کا پیرو تھا مگر اس کے سارے رشتہ دار اور اکثر ماتحتی بادشاہ ایران ترکستان اور اعراق وغیرہ کے مسلمان تھے۔ اس لئے اراکین سلطنت

نوٹ: (۱) امپیریل ہندوستان اسٹیٹ گزیٹیا جلد سوم صفحہ ۱۶۔ جلد اوّل صفحہ ۳۷۶۔

Marfat.com

کے عہد ہائے جلیلہ میں بعدو سرحد کی محافظت کے لیے اپنے زیر دست
مسلم تاتاری حکام اور فوج کثیر متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ سرحد چین
یعنی یونن میں اُس زمانہ سے اب تک اُن ترکی یا تاتاری مسلمانوں
کی اولاد آباد ہو رہی ہیں۔ جنھوں نے ملک برہما کو فتح کیا تھا (۲)

تاتاریوں کا ملک برہما کو فتح کرنا

چونکہ زمانہ قدیم سے برہما ملک چین کا باجگزار اور ماتحتی صوبہ
شمار کیا جاتا تھا اور ۱۰۸۰ء سے ۱۲۸۷ء تک پگان برہما کا دارالسلطنت
بنا ہوا تھا جہاں بڑے بڑے راجے گزرے تھے اور بے شمار بتخانے
موجود ہیں۔ تیرھویں صدی عیسوی کی شروع سے اس شہر کو زوال
آیا کیونکہ راجہ اور تھا کے خاندان میں سے "نراسیہاپتی" معروف بہ
"ترکیبے من" یعنی ترکوں کے حملہ سے بھگوڑا (راجہ) نے ۱۲۴۸ء میں
شہر پگان کا راجا بنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ راجہ بڑا عیاش تھا۔ اس
کی فوج کی تعداد چھتیس لاکھ تھی۔ اور وہ تین سو قسم کی ترکاریاں
روزانہ طعام میں کھاتا تھا اور اس کے حرم میں تین ہزار لونڈیاں
تھیں۔ اور اس کی سلطنت مغرب کی طرف مجیٹھ گیری (اراکان)
(اور بنگالہ) یا بنگالہ تک اور سمت مشرق میں دریائے سالوین کے مغربی
حد تک اور شمال میں علاقہ یونن اور مویانگ کے شہر کو زن تک
اور جنوب میں اسین اور مرتبان تک وسیع تھی۔
اور قریب اُسی راجہ کے عہد حکومت میں قبلہ خان نے سنہ کے

نوٹ (۱) ہسٹری آف سراسین از سید امیر علی (۲) [illegible] ہسٹری آف دی ورلڈ [illegible]

چین کو فتح کر لیا تھا اور ۱۲۵۳ء میں علاقہ یونن کو نرا سیہاپتی سے چھین لیا تھا اور اپنا ترکی جنرل عریان قدائی کو ۱۲۵۴ء میں یونن کا پہلا حاکم مقرر کیا۔

طلب خراج کی درخواست

۱۲۷۱ء میں قبلہ خان نے نرا سیہاپتی سے سونے اور چاندی کی کشتیاں بطور رسمی خراج طلب کیا تھا کیونکہ راجہ انور تھا اس قسم کے تحفے بطور خراج شہنشاہ چین کو بھیجتا تھا اور اس کے علاوہ برہما کے شاہی خاندان سے کوئی ایک شہزادہ کو شہنشاہ چین کے دربار میں حاضر ہو کر آداب شہنشاہی بجالانا پڑتا تھا اور مغلیہ سلطنت کی اطاعت قبول کرنے کی غرض سے اس کے ساتھ خط بھی روانہ کیا جاتا تھا جس کی پیروی کرنے سے نرا سیہاپتی نے انکار کیا۔ اور اوس غرض سے کئی سفیر چین سے راجہ مذکور کے دربار میں بھیجے گئے تھے مگر کوئی واپس نہ ہوا کیونکہ وہ سب شہر پگان میں قتل کیے گئے تھے وجہ یہ تھی کہ سفیروں نے اپنی جوتیاں دربار شاہی میں نہیں کھولیں جو برہما راج میں خلاف رسم آداب شاہی تصور کیا جاتا تھا۔ اس پر قبلہ خان بڑا خفا ہوا اور اپنے سپہ سالار اور حاکم یونن نصر الدین کو جو سید عاجل بخاری وزیر اعظم چین کا بیٹا تھا اور آخیر دم ۱۲۹۲ء تک یونن کا گورنر رہا اور چند چینی کے ہر مہم میں شریک ہو کر جوہر قابلیت بنایا تھا، حکم دیا کہ بارہ ہزار مسلم تاتاری فوج کو لے کر فوراً برہما پر فوج کشی کرے۔ اور بتعمیل اس حکم کے نصر الدین نے کثیر التعداد فوج

نوٹ:۔ (۱) نصیر الدین کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے پانچ کے نام اس کی سوانح عمری میں بتائے گئے۔ اور وہ یہ ہیں:۔ (۱) بیان وزیر مال جس نے اپنے دادا کا

لے کر حملہ کر دیا۔ اور سرمارکو پولو لکھتا ہے کہ:-

نصر الدین بڑا لائق بہادر سپاہی اور بہت اچھا تجربہ کار سپاہ سالار تھا۔ اور اس کی فوج بھی بہت ہوشیار اور جانباز تھی جو حملہ مدافعت کے لئے ہر قسم کی تدبیریں فوراً کرنے کے قابل تھی اور اس کے ہمراہ صرف بارہ ہزار ترک سوار تھے اور صوبہ زردندان کے میدان "ووچین" پر ۱۲۷۷ء میں دشمن (برہموں) کے مقابلے میں بڑھ آئے۔

ادھر راجہ نراسیہاپتی کے دو ہزار ہاتھی سوار اور ساٹھ ہزار پیدل فوج مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے اور میدان ووچین دونو لشکروں کے درمیان گھمسان لڑائی ہوئی جس کو تاریخ برہما میں جنگ "نگاسنجان یا نشنجان" ۱۲۷۷ء کہتے ہیں (۱)۔

چینیوں نے اس جنگ میں بہت سے برہما کے قلعوں کو علاقہ بھاموین توڑ کر " خاک میں ملا دیا تھا اور بہت کثرت خون کیا اور شہر کو زین کو چھین کر یونن سے ملا لیا۔ اور برہموں نے ہر چند کوششیں کیں کہ تاتاریوں کے گھوڑوں کو زخمی کرکے نکمے کر دیں مگر نصر الدین نے اپنی زیرکی اور ہوشیاری کو کام میں لا کر اپنے سارے گھوڑوں کو قریب کے جنگل میں چھپا رکھا تھا اور سب سواروں کو پیدل تیر اور کمان کے ذریعہ لڑنے کا فوراً حکم دیدیا۔ تو تاتاریوں کے تیر کے نشانے ہاتھیوں کی سونڈھوں اور ٹانگوں پر ایسے ٹھیک ٹھیک کرنے لگے کہ سارے

نوٹ ۱: یہ لقب اختیار کیا تھا (۲) عمر (۳) جعفر (۴) حسین اور (۵) سعدی اور مالزنامی ایک بیٹا صوبہ ذوچی کا گورنر تھا۔ تاریخ چین از ڈی احسن صفحہ ۲۶۵-۲۶۸

(۱) افغانستان صفحہ ۳۶ اور ارفنسے صفحہ ۲۴ تا ۱۱۔ سفرنامہ سرمارکوپولو جلد صفحات ۱۰۱ تا ۱۰۲

Marfat.com

ہاتھی اپنے سواروں اور سپہ سالاروں اور دیگر افسروں کو لے کے چنگھاڑتے ہوئے دُم دبا کے بھاگ گئے اور ہاتھی سواروں کی یہ ابتر حالت دیکھ کر ساگری پیدل برہمی فوج بھی تتر بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئی اور تاتاریوں نے اس قدر قتل عام شروع کر دیا تھا کہ مارے خوف کے راجہ نراسیہاپتی اپنے اہل و عیال اور ارکین و مشیران سلطنت کو ساتھ لے کر شہر پگان سے بسین کی طرف بھاگ گیا اور روپوش ہو رہا تھا اور یوں اپنے دار الخلافہ پگان کو گویا تاتاریوں کا حوالہ کر دیا اور کسی قسم کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا اور پگان کے سارے لوگ مارے خوف قتل کے کانپنے لگے۔ اور ادھر تاتاری لشکر جرار شہر میاوا اور دیگر بلاد برہما کو قبضہ کرتا ہوا برہموں کے تعاقب میں شہر پگان (جس کو چینا لوگ "مین" بولتے تھے) تک آپہونچے اور بلا روک ٹوک شہر کو بعد قتل و غارت کے قبضہ میں لائے اور نراجہ نراسیہاپتی کی تلاش میں ترک مو زترک کی راس) علاقہ پروم تک گئے۔ اور واپسی کے وقت شہر پگان سے بہت سے اموال غنیمت سیم وزر وغیرہ لے کر اس شہر کی آئندہ حکومت کا اختیار اور حوالہ کسی برہما افسر کو دیکر جنرل نصر الدین نے اپنا ترکی جھنڈا اس مشہور بت خانے والے شہر میں گاڑ کر فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتا بہ کمال مسرت اپنے ملک کو واپس چلا گیا مگر یاد رہے کہ اس جنگ میں اگرچہ کمک کے لئے بہت سے شان اور چینی سپاہی بھی بعد از آں اُن تاتاریوں کے ساتھ آکر لڑنے میں شریک ہوئے تھے لیکن لڑنے کا اصل کام اُن تاتاری مسلم فوج ہی نے ادا کیا تھا اور اُن مسلمانوں کی جانبازی کے طفیل سے اور قبلہ خاں کے پوتے کی شجاعت کے سبب سے

Marfat.com

وہ فتح نصیب ہوا۔

الغرض تاتاریوں نے اس لڑائی میں اس قدر کشت و خون اور قتل و غارت کیا تھا کہ مدتہائے دراز تک برہما اور ستان ان تاتاریوں کے نام سے خوفزدہ ہو گئے تھے اور ملک برہما چین کا باجگزار بنا رہا۔ اور یونن اور زرد زندان چین کے قبضے میں چلے گئے اور قبلہ خان نے اپنے بیٹے ستیمور کو صوبہ زرد زندان کا حاکم یا گورنر مقرر کر رکھا (۱)

مطابق تاریخ برہما جنگ مذکورہ ہوا ہو کے نیچے دریائے ملے کے کنارے بمقام نشنجان (نگا سنجان) سر مارکوپولو کی تاریخ سے سات سال بعد واقع ہوئی تھی۔

علاوہ بریں ۱۲۹۸ء میں سلطنت پیگو چین کے ماتحت صوبہ کی طرح رہا جس کو چینی زبان میں کلاہ (KULAH) کہتے تھے۔ اور اس کے راجے وارد وغیرہ بحیثیت گورنر چین مانے جاتے تھے (۲)

اور تاریخ برہما سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ عظیم کے بعد بھی چند بار چینیوں نے وصول خراج اور دیگر سیاسی اور اور تجارتی فسادات کے طے کرنے کی غرض سے برہما پر چڑھائی کی تھی۔ لیکن جنگ مذکورہ کے قریباً چار سو سال کے بعد خاندان تاتاری کے آخری شہنشاہ یونلے نے اپنی کثیر التعداد فوج اور حاکم یونن کے ساتھ آکر برہما میں پناہ لی تھی۔ جس کی بابت سر آرتھر فیار لکھتے ہیں کہ "۱۶۵۸ء میں یونلے نامی منچوریا کا ایک تاتاری مغل شہزادہ ہمارے

نوٹ :۔ (۱) سفر نامہ مارکوپولو جلد دوم۔ صفحات ۸۴ ۸۸ ۸۹ اور ۱۰۱ تا ۱۰۲
(۲) تاریخ برہما آرتھر فیار۔ صفحات ۱۱۰ تا ۱۱۱

Marfat.com

چین کو قریب قریب فتح کر کے نانکن میں آکر شہنشاہ چین کہلایا تھا۔ مگر چینیوں نے اُس کو تاخت و تاراج کر کے چین سے خارج کر دیا تھا۔ اُس نے گرز یونن کو اپنے ساتھ لے کر بھامو میں آیا اور راجہ برہما کو ایک سو دیسہ سونا بطور نذرانہ دیکر یہ چاہا کہ اُس کو اپنے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے ساتھ برہما میں رہنے کی اجازت دے۔ بالآخر اُسے رہنے کی اجازت ملی اور علاقہ سگائینگ میں آکر سکونت اختیار کی۔

چونکہ اُس عرصہ میں ملک برہما آپس کی خانہ جنگی کے باعث کمزور ہو چکا تھا جس کی اچھی خبر اُن مغلوں کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہو گئی۔ آخر کار یونن کے ہمراہی مغلیہ فوج نے برہما میں قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کر دیا اور بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا تھا حتیٰ کہ وہ شہر آوا (راجدھانی) کو فتح کرنے پر مستعد تھے۔ مگر اُس وقت ایک مستقل مزاج راجہ مہایا ویرہ دھمہ تخت نشین ہوا تھا جس نے کسی صورت سے اس حادثہ بغاوت اور قتل و غارت کو فرو کر دیا تھا اور بہت سے مغل سپاہیوں کو فریب سے قتل کر ڈالا تھا اور "یون لے" کو بھی اپنے وعدے کا خلاف ورزی کر کے چینیوں کو حوالہ کر دیا۔ جو راجہ برہما کے اخلاق پر بدنما دھبہ پڑ گیا"۔ (۱)

اس مقام پر اس امر کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کے قریب تین چار سال کے بعد دہلی کا مغلیہ شہزادہ شجاع معہ اہل و عیال اور کثیر التعداد مغلیہ فوج ارکان میں آکر پناہ گزیں ہوا۔ اور ارکانی راجے نے اپنے وعدے کے خلاف شجاع کو معہ اہل و عیال قتل کیا اور اس کی ہمراہی فوج مغلیہ نے بعد ازاں تخت ارکان کو تہ و بالا کر دیا۔ اور بہت سے

نوٹ۔ (۱) تاریخ برہما از سر آرتھر فیاد صفحات ۱۳۶ تا ۱۳۹۔

Marfat.com

لوگ بھاگ کر برہما کی طرف جا بسے تھے جس کا بیان فصل ششم میں مفصل طور سے کیا جائیگا۔

بقول ڈولڈے بوتلے کی بیوی اور بچوں کو آوا میں رہنے کی اجازت راجہ نے دی تھی مگر بعد ازاں وہ سب عیسائی بن گئے۔ (دنیا صفحہ ۱۳۹)

اگرچہ فی زمانہ اکثر لوگ تاآریوں کے برہما کے قدیم باشندہ ہونے کا شبہ کرتے ہیں مگر چین حصوصًا یونن اور برہما کے قدیم تعلقات پر اگر غور خیال کیا جائے تو ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بھی قدیم برہما مسلمان ہیں جس کی تصدیق اور ثبوت کے لیے اپر برہما اور شان اسٹیٹ گزیٹیا حصہ دوم کے جلد اوّل اور سوم کا بیان کافی ہے اور وہ حسب ذیل ہے:-

(۱) پانتھے } یونن سے پانتھے لوگ ضلع موگاک (روبی مائنز) میں آ بسے ہیں از دیگر پانتھے نوکری کے لیے آتے ہیں۔ خاص کر وہ لوگ اپنے گھوڑوں اور خچروں کو وہاں کرایہ پر دیکر پیسے کماتے ہیں۔

(جلد سوم صفحہ ۱۶)

(۲) پانتھے (ہوئی ہوئی) کے قافلے جنوبی علاقہ شان اسٹیٹ بمقام کنگ خام (چاین خاں) شان میں تیار کردہ کاغذات مول لے اور منڈلے میں جاکر فروخت کرتے ہیں۔ (جلد اوّل صفحہ ۳۰۶)

القصہ فی الحال چینا مسلمان برہما کے بڑے شہروں میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ اون کی شکل و شباہت چینیوں سے ملتی جلتی ہے وہ چینا لباس پہنتے اور چینی زبان بولتے ہیں مگر جنھوں نے برہما میں شادی کی آنکی اولاد برہمی زبان بولتے اور برہما لباس پہنتے ہیں۔ وہ اکثر تجارت پیشہ ہیں اور سرکاری نوکری میں قلیل التعداد لوگ ہیں۔ خاص پانتھے کا امتیاز کی

Marfat.com

ٹوپی یا سیاہ چپٹی ٹوپی سے ہوتا ہے۔

---

(۱) باسوپھیو راجہ ارکان کا سکہ" کلمہ شریعت والا یعنی کلمہ شاہ کا سکہ"۔

(۱)

(۲)

(۲) منگ ینگ (من بین)، راجہ ارکان کا فارسی سکہ"

فصل پنجم

طبقۂ چہارم۔ ہندی النسل قدیم (غوری اور مغلیہ) مسلمان اور تابع ارکان کا کچھ بیان

اس طبقہ کے قدیم مسلمان فاتحانِ ہند کی قوموں میں سے ہیں۔ اور اُن کے دو فرقے یکے بعد دیگرے ارکان میں آکر بسے تھے اور بعد از ان برہما کے مختلف مقامات میں جا کر مقیم ہوئے تھے۔ اور وہ لوگ (۱) غوری النسل مسلمان یعنی پٹھان (۲) مغلیہ نسل مسلمان (مغل) تھے۔ جن میں سے اوّل شاہ شجاع اور اُس کے ہمراہ اور پیچھے آنے والی مغلیہ فوج کی اور دوم۔ شاہ ظفر بہادر شاہ مغلیہ شہنشاہِ ہند جس کو انگریزوں نے بمقام شہر رنگون برہما میں نظر بند کر رکھا تھا۔ اب یہاں اُن دونوں فریق کا جداگانہ بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ غوری النسل مسلمان (پٹھان قوم) اور غوری پٹھانوں کا ارکان کو فتح کرنا

فاتحِ ارکان ولی خان یا غوری پٹھان
چھین لیا برہما سے اُن نے تختِ ارکانِ بیگمان

برلب دریائے لیمو اور کلاڈن سے تا ناف
تھے نیسے غوری مسلمان بہرِ امن ارکان
سندیخان مسجد پرانی - ہمعصر النجمرہ کا
یادگارِ فخر و شانِ عہدِ غوری بے گمان
شہر میو ہاؤنگ پتھری قلعہ میں ہے وہ ایملک
بے مرمت وہ ہے قائم - کیا عجب پختہ مکاں!
غلبۂ اسلام ارکان میں صدیوں تک رہا
آمدِ فوجِ شجاع سے آ گئی پھر جان میں جان
کیا نہ تھے بدھ بھی ہمارے نام پہ شیدائیاں؟
جوں علی خاں کلمہ شاہ اور بھی تھے دیگر راجگاں
کیا نہ تھی فارسی سرشتۂ ارکان میں ؟ بھائیو!
کیا نہ سکوں پہ تھا روشن کلمہ نورِ ایماں؟ (از مولف)

القصہ بندرہویں صدی عیسوی کے قبل عرب النسل ہندی مسلم تجار کے سوا شمالی ہند کے فاتحوں کی قومیں ارکان اور برہما میں غالباً نہیں آئی اور نہیں بسی تھیں - کیونکہ اول وہ برہما کو غیر مہذب اور وحشی ملک سمجھتے تھے دوم وہ سمندری سفر کے عادی نہ تھے اور سوم ہندوستان میں ہر دم جنگ و جدال اور بغاوت کا ہنگامہ گرم رہا اور ہمیشہ ملکی فتوحات اور امن و امان قائم رکھنے اور اشاعت و تبلیغ دین حق کرنے کی طرف انکی خاص توجہ مائل رہی - مگر اسی عرصہ میں صوبۂ بنگال میں غوری پٹھانوں کی مستقل حکومت قائم ہو چکی تھی جس کا دارالسلطنت شہر غور تھا - اور احمد شاہ اور نذیر شاہ وغیرہ نامی حکمران گزرے تھے - اور اس طرف

Marfat.com

ملک ارکان میں راجہ نرامکھلا معروف بہ من سوم (سوموں) شہر لنگریت پایہ تخت میں حکمران تھا۔ لنگریت دریائے لیمبو کے مغربی کنارے اور شہر مونگ کے مشرقی سرحد پر واقع تھا جس کو ارکانی لوگ لنگریت ٹانگ بھی بولتے ہیں اور چوک پنڈ ٹنگ۔ کھرٹ پادین اور ویسالی وغیرہ اس کے قبل ارکان کی راجدھانیاں بن چکے تھے (جس کا بیان آخری صفحات تجرہ راجگان ارکان میں دیکھئے)

۱۴۰۶ء میں برہما کا ایک بڑا راجہ من کھاؤن نے (جس کو ارکانی لوگ منگ خنگ بولتے ہیں) ارکان کو فتح کر لیا تھا اور ارکانی راجہ من سوم نے شکست پا کر بنگال کی طرف فراری ہو گیا اور سلطان غور کے پاس جا کر پناہ لی تھی۔ اور راجہ منکھاؤن نے اپنے داماد کمارو کو انورتھا کا خطاب دے کر ارکان کا حاکم اعلیٰ (گورنر) مقرر کر رکھا تھا۔ اور من سوم کا بیٹا جنوب کی طرف بھاگ گیا اور شہر سنڈوے سے گذر کر پیین میں جا ٹھہرا۔ اور اس عرصہ میں پیین میں تلائن راجہ پیگو کا راجہ ڈریٹ کی فوجی حالت ارکان کی دیکھ بھال کے لئے منتظر رہی کیونکہ تلائن اور برہما کے دونوں راجے ملک ارکان کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے تھے۔ ارکانی شہزادہ نے راجہ ڈریٹ سے درخواست کی کہ اپنے آباؤ اجداد کے تاج و تخت برہموں سے واپس لینے میں اس کو کمک اور مدد دیں۔ اور راجہ ڈریٹ نے (جس کی فوج میں مسلمان بھی تھے) ارکانی شہزادے کی عرضی فوراً منظور کی اور پیین کی مقیم افواج بری اور بحری کو ارکان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا اور عرصہ قلیل میں افواج تلائن سنڈوے ,امری اور ارکان کو فتح کر کے شہر لنگریت پر قابض ہو گئیں اور ارکانی شہزادے کو اپنے آبائی تخت و تاج کا مالک بنا دیا اور حاکم

نوٹ:۔ چوک پنڈ ٹنگ دریائے کلادن کے کنارے راجہ نرابرجی کا پایہ تخت تھا

Marfat.com

ارکان اور تھا کو اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ گرفتار کرکے شہر پگو میں بطور جنگی قیدی کے لے گئے اور انور تھا کو راجہ ڈردیٹ نے قتل کر دیا کر اسکی بیوی کو (جو راجہ منکھاؤن کی بیٹی تھی) بطور رانی اپنے حرم میں لا رکھا۔ جس کی خبر پاکر منکھاؤن آگ بگولہ ہوگیا علاوہ ازیں منکھاؤن کے ایک بھائی نے ولی عہد سلطنت برہما نہ بنائے جانے پر خفا ہوکر منکھاؤن کے ہاں سے بھاگ کر راجہ ڈردیٹ کے پاس آکر پناہ لی تھی۔ اب ان باتوں سے منکھاؤن بہت بڑا پریشان اور سخت بےچین رہا۔ اور انتقام لینے پر آمادہ ہوگیا۔ آخر کار برہما اور تلائن کے مابین بہت سے جنگ و جدال ہوئے اور ارکان پر کبھی برہما قابض ہوتے رہے اور کبھی تلائن۔ اور قریباً بیس سالوں تک ارکان میں یہی حالت جاری رہی۔"

(تاریخ برہما از آر تھرفیار صفحات ۷۲ و ۷۳)

کہتے ہیں کہ اس فتنہ و فساد کے زمانے میں بہت سے عربی نسل مسلمان مقتول ہوئے اور مقید ہوکر آوا اور پیگو میں لے جائے گئے اور مختلف اضلاع میں بسائے گئے اور بہت سے لوگ بخوشی اپنے رشتہ داروں کے پیچھے چل کر برہما کی طرف سکونت گزیں ہوئے اور بہتوں نے چاٹگام کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور اس کو پہلی ہجرت کا زمانہ کہتے ہیں اور ان مہاجرین کی اولاد برہما میں پلھانگ کلا اور چاٹگام میں روانگیہ کہلاتی ہے۔ (قول بزرگان)۔

"برہما اور تلائن کے فتنہ و فساد کی اصل وجہ دریافت کرنے کے لئے ہمیں اس مقام پر قدیم ارکانی تاریخ کا مشاہدہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۰۲۳ء میں راجہ لیہ منگنان کو اپنے آباواجداد کا تخت

ارکان تلاش راجہ پیگو کی مدد سے حاصل ہوا تھا اور آسی وقت سے ارکان پیگو
کے ماتحت رہا تھا۔ اُس راجے نے شہر بارین کو اپنی راجدھانی بنائی تھی
اور اسی اثنا میں عرصہ دراز تک ارکان امن وچین میں رہا۔ اور کسی بڑے
واقعہ وحادثہ کا ذکر تاریخ ارکان میں پایا نہیں جاتا ہے حتی کہ شہر پگان کو
تاتاری مغلوں نے تیرہویں صدی عیسوی میں فتح کر لیا اور چودھویں صدی
عیسوی میں اہل شان نے ارکان پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ تک ارکان
کو اپنے قبضہ میں رکھ کر حکومت کی تھی اسلئے ضلع اکیاب میں شان دنگ
اور شان کیوا نامی بستیاں و شہر تلاش لیدا ور تلاش کوئن (حلقہ تلاش) مقامات
ہیں جن سے قوم شان اور تلاش کی عملداری کا پتہ ونشان چلتا ہے۔ الغرض
چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ارکان راجگان پیگو اور برہما کے جھگڑے
میں پھنس گیا کیونکہ میاونگمیہ کے باغی گورنر کا بیٹا شہر سنڈوے میں آکر پناہ گزین
ہوا تھا اور وہاں سے راجہ پیگو کو وہ حوالہ کیا گیا وہ گورنر راجہ برہما کا حلیف
تھا اور راجہ پیگو کا مخالف۔

قریبًا اسی عرصہ میں ارکانی راجہ من سہوم نے سلطان بنگال کے
ساتھ دوستانہ خط وکتابت جاری کر رکھا تھا اور تحفہ جات بھی بھیجتا
رہا تاکہ اوس کو برہما کے ساتھ لڑنے میں بنگال کی تائید ملے۔

اور بمطابق تاریخ برہما ارکان کا راجہ لاوارث مرا اور روسائے
ارکان نے راجہ من چیسوا کو تخت وتاج کا حوالہ کیا اور راجہ چیسوا نے
اپنے ماموں سوموبجی کو اپنا ماتحتی دیا جگہ اور راجہ بنا کے ارکان بھیجا مگر تاریخ
ارکان بتاتی ہے کہ ملک ارکان کی بہت سالوں تک ابتر حالت رہی اور
اسکے بعد دیگرے غاصب راجے ارکان کے حکمران بنتے رہے بالآخر نرامکھلا من

سوم راجہ بنا جس کو راجہ منکھا ون رین سی منگسوا راجۂ برہما نے ارکان سے خارج کر دیا تو وہ من سوم بنگال کو بھاگ گیا۔

من سوم بنگال جانے کے بعد سے بنگال اور ارکان کے دوستانہ تعلقات دو سو سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہے۔ اُس وقت بنگال کے مسلمان بادشاہ خود مختار تھے اور شہنشاہ دہلی کے تابع اور محکوم رہتے اور اُن کا دارالحکومت شہر غور رہا۔ اس لئے ارکان اور بنگال کے تاریخی حالات اور واقعات اس کے بارے میں متفق ہیں تاریخ ارکان بتاتی ہے کہ من سوم چوبیس سال تک بنگال میں رہا تھا اور اسی اثنا میں شاہ دہلی نے سلطان بنگالہ پر حملہ کیا تھا اور اُسی معرکہ میں اس جلاوطن راجہ من سوم نے اپنا جوہر مردانگی بتایا تھا و نیز سلطان بنگال کی دیگر بڑی بڑی جنگی خدمات ادا کی تھیں۔ جس کے صلہ میں اُس کا تخت آبائی واپس لے دینے کا وعدہ دیا گیا مگر تاریخ ہند سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس عرصہ میں شاہ دہلی نہیں لڑا بلکہ در حقیقت جونپور کا بادشاہ ابراہیم شاہ نے بنگال پر یورش کی تھی اور بہت سے لوگ قید کر کے اپنے ساتھ لے چلا۔

اور اس طرف ملک ارکان پر برہما اور تلائن کا میدانِ رزم بنا ہوا تھا اور آخر کار راجہ ڈریٹ کے قبضے میں ۱۴۲۳ء تک رہا اور وہ ارکان کا راجہ یا گورنر مقرر کرتا رہا۔ اور ادس طرف بنگال میں احمد شاہ سلطان بنگال ۱۴۲۶ء میں لاولد مرا اور ارکین سلطنت نے نذیر شاہ کو بنگال کے تخت و تاج کا مالک بنا دیا اور نذیر شاہ نے سوم کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ اوس کو اپنا ملک واپس لے دے گا۔

اور بمطابق تاریخ ارکان من سومون کی جلاوطنی کے چوبیس سال

اصغر شاہ ندوی

کے بعد سلطان نذیر شاہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اوّل ایک سپہ سالار
ولی خان نامی کو کثیر التعداد (قریباً بیس ہزار) غوری لشکر جرار اور من سوم
کے ساتھ اس مہم کے واسطے روانہ کیا تھا اور جنرل ولی خان نے سنہ ۱۴۳۰ء
میں سارے ارکان کو فتح کر لیا اور شہر لنگریت پر قابض ہو گیا اور بلا من راجہ
کا قائم مقام راجہ یا گورنر اپنی شکست خوردہ فوج کو لے کر دم دبا کے بھاگا اور
پھر ارکان کا نام نہیں لیا۔

مگر ولی خاں نے سوموم کے کسی مخالف ارکانی رئیس کے مشورہ اور لالچ
پر عملدرآمد کر کے من سوموم کو قید کر رکھا تھا اور خود ارکان میں حکومت
کرنے لگا۔ راجہ سوموم کسی تدبیر سے قید سے بھاگ کر بنگال گیا اور نذیر شاہ کو
اس سانحہ، وعدہ خلافی اور بدسلوکی کی شکایت گوش گزار کی جو ولی خان نے اس
کے ساتھ کیا تھا۔ اور نذیر شاہ نے حقیقت معاملہ کو سمجھ کر دوسری دفعہ اور
کثیر التعداد فوج من سوموم کے ساتھ ارکان بھیجدی اور انھوں نے ساری
مخالفت کو دور کر کے من سوموم کو سنہ ۱۴۳۰ء میں اپنے آبا و اجداد کا تخت حوالہ
کر دیا اور من سوموم نے شہر لنگریت کو چھوڑ کر سنہ ۱۴۳۳ء میں اپنی نئی راجدھانی
شہر مروہانگ کی بنا ڈالی اور یہ شہر تقریباً ساڑھے چار سو سال تک یعنی ۸۵ء
تک ارکان کا دار الصدر رہا۔ اور من سوموم کے مسلم جان نثار رفقاء کے
سفر غوری پٹھانوں نے سندی خان مسجد میروہانگ میں تعمیر کی تھی اور
ملک الشعرائے ارکان عدوما یونے (شاید اصل مسلم نام عبد المعنی ہوگا)
"کیمانگ من تھمی ایجین" یعنی "ارکانی شہزادی کی مدح" نامی تاریخی
نظم اس کے عہد میں تصنیف کی تھی۔

اور راجہ من سوموم نے بھی سلطان غوری سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ

سلطان بنگالہ کا ماتحتی دباجگزار راجہ بن کر رہے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ بلا امتیاز قوم و مذہب حکمرانی کرے گا۔ اگرچہ بظاہر ارکان کا یہ ماتحتی تعلق اور رشتہ عرصہ دراز تک نہ رہا مگر اسی وقت سے درحقیقت ایک عجیب قسم کی حالت ارکان میں قائم اور جاری رہی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ارکان کے بدھ مذہب والے راجے اپنے ارکانی مگھی نام کے علاوہ اسلامی نام اور خطاب بھی اختیار کرتے رہے بلکہ وہ اپنے سکّے بھی کلمہ شریف اور فارسی حروف کے ٹھپے مار کر جاری کرتے تھے۔ شاید یہ دستور العمل من سموم کے حسب وعدہ اور ارکان اور چاٹگام کی ساری مسلم رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے عمل میں لائی گئی تھی"۔ (۱) اسی سبب سے عموماً ارکانی مسلمان اسلامی نام کو چھوڑ کر برمانام رکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تاریخی بیان اور مقامی حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غوری فوج زیر کمان جنرل ولی خاں ارکان میں آئی تو وہ شہر چاٹگام میں بھی ضرور اقامت گزیں ہوئی تھی جہاں ایک پختہ مسجد ولی خاں کی بنائی گئی تھی جو اب تک قائم اور ولی خان مسجد کے نام سے مشہور ہے معلوم ہوتا ہے کہ شہر چاٹگام کی پٹھان ٹولی بستی اُن غوری پٹھانوں سے منسوب ہے جہاں بعد ازاں دوسرے پٹھان لوگ آکر بس گئے تھے۔ اور ارکان میں غوریوں کی پہلی قیام گاہ بوتھیڈاونگ کا شمالی علاقہ ضرور تھا جو گودلنگی کے

نوٹ:۔ (۱) تاریخ برما از قیاد صفحات ۷۲ تا ۷۷ اور اذہاروے صفحہ ۱۳۹ کہتے ہیں کہ چاٹگام درحقیقت شط الغم عربی نام تھا جہاں القرن اور مقال اور رحمہ دھونسی الی اور رامو بستیاں تھیں اور مغل ٹولی اور پٹھان ٹولی بستیاں مغلوں اور پٹھانوں کی تھیں جہاں انکی اولاد اب تک موجود ہیں۔

نام سے اب تک مشہور ہے اور جس کو ارکانی لوگ کلا نجان (مسلمانوں کا تعلق)
بولتے ہیں۔ اور وہاں کے گھنے جنگلات میں اب تک اُن کی قدیم مسجدوں کے
کھنڈرات موجود ہیں جو "وونگی مسجد" کے نام سے مشہور ہیں۔ اور دوسری قیام
گاہ شہر میوہاونگ کے مشرقی اور شمالی علاقہ جس کو مسلمان لوانگ ۔ ژگونگی
بولتے ہیں۔ جہاں علاوہ بند نجان مسجد اور عالم لشکر مسجد اشجاع کی مسجد
دیگر قدیم مسجدوں کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنرل ولی خاں نے ارکان کو فتح کرنے کے بعد من سوم
کو بند کر کے ارکان میں اسلامی سلطنت قائم کی تھی اور اپنے غوری سپاہیوں
کو منگڈو سے رامری اور سنڈوے تک مختلف فوجی مرکزوں میں حفاظت
اور امن و امان قائم کرنے کے واسطے مقیم رکھا تھا۔ اور ارکان میں فارسی
کو سرشتے میں داخل کرنا اور مسلمانوں کے انصاف اور عدالت کے لئے
قاضی کا تقرر ضرور اُسی کے عہد سے جاری ہوا تھا جس کو خود من سوم
اور دیگر راجگان ارکان نے بھی بحال رکھا تھا بلکہ سرکار انگریزی نے
بھی بیں صدی عیسوی کے قبل ارکان کے سرشتوں میں فارسی کو جاری
رکھا اور سرشتہ قضائی کو اب تک قائم رکھا ہے چنانچہ دولت قاضی۔
مالے قاضی، عوا قاضی، نتھات قاضی، عبد الکریم، محمد حسن، عثمان قاضی، مجد لجیا
قاضی، مولوی عبد الغفور، محمد یوسف اور مولوی روشن علی، نور محمد وغیرہ مشہور
قاضی گذرے ہیں۔

اور جب من سوم [illegible] تو اُس نے اپنے غوری سپہ
سالار کے مشورے سے سنہ ۸۳۲ ہجری [illegible] دارالحکومت شہر میوہاونگ کی
بنا ڈالی [illegible] اور ارکانی

Marfat.com

مسلمان "پتھری قلعہ" اور رونانگ" کہتے ہیں۔ چونکہ شہر لنگریٹ یا لنجیٹ اوس کے لئے منحوس بدشگون اور غیر محفوظ مقام سمجھا گیا جہاں اُس نے اپنی سلطنت کھوئی تھی اور ہر طرح کی مصیبتیں جھیلی تھیں میوہاؤنگ اس کی نسبت زیادہ محفوظ اور مامون مقام خیال کیا گیا اور بندرہ [illegible] ارکانی عقیدہ کے مطابق دکھائی دیئے۔ کیونکہ وہ پہاڑوں کی قدرتی دیوار سے محدود اور شہر پناہ کی پتھری قلعہ اور عمیق نہروں کے ذریعہ سے بہت محفوظ اور مضبوط ثابت ہوا۔ علاوہ اس کے دریائے کلادن کے مشرقی کنارے پہ واقع ہونے کے سبب سے اچھا خوشنما شہر اور تجارتی منڈی بنا ہوا تھا اور اس کی آبادی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی اور وہ قریباً چار سو سال تک بعد ازاں ارکان کا پایہ تخت بن رہا۔ اور قصبہ بندر اوس کی بندرگاہ رہا۔ یہ شہر میدو کی طرح ارکانی مسلمانوں کا مرکز تھا جہاں عربی غوری اور مغلیہ نسل مسلمانوں کے بڑے بڑے محلے موجود تھے۔ روام۔ ادحمن بدان پاڑہ۔ معلم پاڑہ۔ سمبھو چھیک (جہاز گھاٹ) اور سیھوتی پاڑہ۔ کمار (لوہار) پاڑہ۔ وغیرہ مسلم بستیاں تھیں جواب سب کے سب ویرانہ ہو گئی ہیں۔ اور جہاں سات پختہ مسجدوں (علیہ باشنگ مسجد۔ شوے بنیا مسجد۔ علاول مسجد (جس کو انک فکنا بلے یا مغربی مسلمانوں کی مسجد کہتے ہیں) اور حمزہ خواندکار کی مسجد وغیرہ کے کھنڈرات رہ گئے ہیں۔ مؤلف نے بچشم خود دیکھا کہ وہاں اس وقت مسلم قبرستانوں میں مگوں نے مکان بنالے ہیں اور مسجدوں کے کھنڈرات میں بھی بیٹھا لے اور غلاظت کا ڈھیر بنا رکھا ہے جس کو مقامی مسلمانوں کو منع کرنے کی ہمت نہ آئی۔ الغرض کہتے ہیں کہ شہر میوہاؤنگ کی حفاظت اور مدافعت کیلئے

Marfat.com

بھی ایسی تدبیر کی گئی تھی کہ قدیم عربی بستیوں میں اور مگ بستیوں کے قرب
جوار میں غوری پٹھان کثیر التعداد بسائے گئے تھے (اور وہ بڑی بڑی بستیاں
شہر میو اونگ کی چاروں اطراف اور دریائے لیمو۔ منگان کلاڈن اور
مایو (کلا پنچان کا دریا) کے دونوں کنارے اور دریائے ناف کے مشرقی
ساحل پر واقع تھیں جن میں سے بعض ابتک قائم ہیں۔ جیسا کہ سرا اور بندر
کوانگ۔ راجار بل۔ بلدی پاڑہ (باربین) نیگڈہ وکمباؤن۔ شتنار یات
بلع تو طوانگ۔ بٹنگ۔ تنا ٹمڈ نگ۔ پیادانگ۔ داس پاڑہ۔ موزنکلو کے
بو ملون ہولی خنگ۔ حلیم پاڑہ۔ پوران پاڑہ۔ ستا پاڑہ (سچا پاڑہ) قطلی پاڑہ
بیک پاڑہ۔ جبیلی۔ قیم اور پاڑہ بجنہ (بارہ تالاب والا) دریائے لیمو کے دونوں
کنارے واقع ہیں اور چیچیہ۔ پاڈو۔ جولہا پاڑہ۔ منج۔ کجا۔ منجو نگ ڈو آسک
تنا نخری پر انگ۔ راجا پاڑہ اور بالو ڈونگ دریائے منگان کے قرب وجوار
میں واقع ہیں۔ حنیذمہ (سنبھو) میجو رکل۔ فیتی پر انگ۔ قائم پر انگ۔ شتولی
پر انگ۔ ستگفرو۔ اکیاب۔ ڈبلے۔ آنک جہان گرین۔ قاضی پاڑہ۔ نیب دہ
روانگیہ پاڑہ۔ رمزو پاڑہ۔ آمباڈی۔ قیو قتو۔ خندق (خندل)۔ بہار پاڑہ
(علی جون) کھو پاڑہ۔ رخندل پاڑہ (بازار) پھلواڑی۔ ٹنگ نگ۔ نیزنگ۔ بلان
پاڑہ۔ میو کٹنگ (تنا شہر) وغیرہ بستیاں دریائے کلاڈن کے دونوں
کنارے پر ہیں۔ اور نیز مغربی سرحد کی حفاظت کے لئے مقامی اکیار
راجا ربل روشن پیانگ۔ جو پیانگ۔ سمیلا۔ روانگیہ ڈونگ۔ علی خنگ۔ منجنگ
سو بے فرنگ ڈونگ۔ مرو چینگ۔ کھوا چینگ (سنگائن کھوا جنگ) اور
گولنگی اور لوا ڈونگ وغیرہ (جن کو کلا پنچان کا علاقہ کہتے تھے) دریائے مایو
کے سواحل پر واقع ہیں۔ اور منگڈو تاپ (منگڈو) ٹٹ۔ منگڈو کا قلعہ

مغربی سرحد کی حفاظت ۔ غوری پٹھان

کے یون شیپ کو قدیم زمانہ میں ناف کا علاقہ کہتے تھے جس میں ولی ڈنگ - قاضی پاڑہ - بلی بازار - ناگپورہ (ناکھورہ) - بُدھا شقدار - پاڑہ - کوّا بیل - نخنگ، شجاع پاڑہ (جو شاہ شجاع کی قیام گاہ یا منزل گاہ تھا) شقدار پاڑہ - کازی پاڑہ - حبی پاڑہ - راجا بیل - نور اللہ پاڑہ - علی سانجو اور باجرہ وغیرہ قدیم بستیاں ابتک قائم ہیں - اور جنوبی ارکان کی محافظت کے لئے ضلع سنڈوے میں شہر سنڈوے (۱) شوسے جون بین - چھان بین - نسزبع بین - جینگڈ آنک - تھنڈے (سعدے) اور سایہ ڈوو وغیرہ مسلم بستیاں اور ضلع چوکپیو میں رامری - چوکنیمو - سنے - چوکپیو کا جالیہ پاڑہ مہرلون (امری بون) وغیرہ قدیم بستیاں اب تک قائم ہیں -

کہتے ہیں کہ ارکان سے بنگال جانے کی شاہراہ بذریعہ خشکی درہ آنک - اور علی خنگ (منگڈو اور بوتھیڈنگ کے درمیان) گو لگی - درہ گزندیہ دگر جینیہ، رامو (رحمو) اور چاٹگام تھی -

بقول مسٹر روبرٹسن (جس نے ۱۸۲۴ء میں ارکان کو فتح کرکے انگریزی سلطنت کی بنا ڈالی تھی) منگڈو یا منگڈو وتٹ یا ٹاپ - لواڈنگ (درہ علی خنگ کے مشرقی دہانہ پر) چھان کرین یا شانخرین (دریائے کلاڈن کے مشرقی کنارے پر) یا لوڈنگ (شہر مسیا کے مغرب میں) چھو تنگ بیلا یا چنبلی (دریائے لیمیو کے دہانہ پر) اور مہا ٹھی (لنگریٹ اور شہر موہنگ کے درمیان) ارکان کی فوجی چھاؤنیاں اور مورچے تھے جہاں انگریزوں

نوٹ :- (۱) ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد پٹنہ بہار اور بنگال کے دائم الحبس قیدیاں سنڈوے میں لائے گئے تھے جن کی اولاد گو کہ قلیل التعداد ہے مگر خوشحال اور اعلی تعلیم یافتہ ہے اور چاٹگامی اور پنجابی و ہندوستانی کی اولاد کثرت ہے - قدیم زمانے میں سنڈوے اور چڈبا ارکان کا کالا پانی تھا - مگر انگریزوں نے بھی انڈمان کے قبل ان کو ویسا ہی استعمال کیا تھا -

کا رہی فوج کے ساتھ خفیف مقابلہ ہوا تھا (فرسٹ برمیز وار) (اندر ڈرس)

مذکورہ بالا بستیوں میں انیس صدی کے اواخر سے چاٹگام کے کثیر التعداد مسلمان آکر بس گئے ہیں اور غوری اور مغلیہ نسل مسلمانوں (جو عموماً روانیہ کہلاتے ہیں) کی تعداد گھٹ گئی ہے جن کے اجداد ارکانی مگوں کے دوش بدوش ہر حملہ آور کے ساتھ لڑکر اپنا وطن کی حفاظت کرتے رہے چونکہ غوری پٹھان بڑے قدآور زوردار اور بہادر تھے جن کی قوت بازو اور وفاداری پر راجگان ارکان نازاں تھے اور جن کے شریک جنگ ہونے کے باعث ارکانی راج بڑا وسیع ہوگیا تھا اور ہر معرکہ میں ارکان کو فتح ملتی رہی حتی کہ شمال مغرب کی طرف چاٹگام اور ڈھاکہ تک اور جنوب میں سیریم تک ارکان کی سلطنت قائم ہوگئی تھی۔ جس طرح ارکانی اور بہار لجے مسلمانوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے برتاؤ کرتے رہے مسلمان رعایا بھی اپنے راجاؤں کے نام و عزت کے لئے بیدریغ اپنی جانیں دینے پر مستعد رہتی تھیں اس لئے راجگان ارکان کے ہر حملہ میں بہت سے ارکانی مسلمان مقتول اور مفقود ہوگئے تھے۔ اور بہت سی مسلم بستیاں اوجاڑ ہوگئیں جیسا کہ بارہ بحیرہ ضلع راجاپاڑہ۔ بیتا نحرن پرانگ اور ڈوبے بابوڈونگ وغیرہ۔

القصہ غوری مسلمان ارکان کے قدیم عربی نسل مسلمانوں کے ساتھ بذریعہ شادی بیاہ مل جل کر ایک قوم بن گئے ہیں جن کا فرق اور امتیاز کرنا غیر ممکن ہے اور وہ سب اب روانیہ یا روانگیہ وغیرہ کہلاتے ہیں اور ان کا خاندانی شجرہ عربی فارسی یا بنگالی زبانوں میں لکھا ہوا ہر خاندان کے بزرگوں یا ملاجیوں کے پاس ہوتا تھا جو بوقت فاتحہ خوانی برائے ثواب رسانی بر ارواح مردگان، شادی بیاہ اور تقسیم میراث وغیرہ کے

کام آتے تھے۔ جن کو اُن کی اولادوں نے بوجہ بے علمی بے پروائی اور کوتہ اندیشی کھو ڈالا یا دیمک کا حوالہ کر دیا یا تو برہما حملہ آوروں نے لوٹ کر برباد کر دیا تھا۔

غوری پٹھانوں کی زبان فارسی اور بنگالی تھی اس لئے ارکانی مسلمان یہ دونوں زبانیں اچھی جانتے تھے مگر بنگالی کو عربی حروف یا ہندی حروف میں (جس کو رواںگیہ بنگلہ کہتے ہیں) لکھتے تھے جس کا استعمال اس وقت معدوم ہو چکا ہے کیونکہ اُردو نے ان کا مقام لے لیا ہے۔ اس لئے ارکانی مسلمان عموماً فارسی عربی اُردو بنگالی اور رکھی سے ملی جلی زبان بولا کرتے ہیں اور برمی زبان بھی جانتے اور اسکول میں سیکھتے ہیں۔ جس طرح کہ ہر سرحدی قوم کی بولی اور زبان دانی کا قاعدہ و اصول عام ہے۔

الغرض راجہ من سوم نے شہر میوہاؤنگ میں صرف چار سال حکومت کرنے کے بعد ۱۴۳۴ء میں انتقال کیا اور اس کا بھائی من کھاری معروف بہ علی خاں اُسی سال میں تخت نشین ہوا۔ کہتے ہیں کہ اُس راجے نے بنگال کی اطاعت زیادہ عرصہ تک قبول نہیں کی اور اُس نے راموتک سارا علاقہ قبضے میں لایا تھا اور پچیس سال حکومت کر کے ۱۴۵۹ء میں وفات پائی۔ اُس کے ایام حکومت میں مشرق کے خطرناک دشمنوں (برہما اور تلائن) کے حملہ سے ارکان محفوظ رہا۔ اور اُسی سال میں (۱۴۵۹ء) اُس کا بیٹا باسو پھیو معروف بہ کلمہ شاہ ارکان کا راجہ بنا۔ اُسی عرصہ میں بنگال کا بادشاہ بربک شاہ تھا جس نے اپنی سلطنت کی حالت کو بہتر بنا دیا تھا۔ باسو پھیو نے کلمہ شریف والے سکے ارکان میں جاری کیے تھے اس لئے وہ کلمہ شاہ کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ اپنے اہل وطن کا مایہ ناز تھا اور تئیس سال

Marfat.com

حکومت کر کے اپنے بیٹے دولیہ کے ہاتھ میں بحالت بغاوت مارا گیا۔
سنہ ۱۴۸۲ء میں اُس کا بیٹا دولیہ اُس کا جانشین راجہ ہوا۔ گو کہ شاہان
بنگال کی کمزوری کے سبب سے چاٹگام ارکان کے ماتحت رہا مگر نصف
صدی تک راجگان ارکان کو بغاوت نے ستایا اور متعدد راجے قتل کیے گئے
یعنی دولیہ دس سال حکومت کر کے مرگیا اور سنہ ۱۴۹۲ء سے سنہ ۱۵۳۰ء کے درمیان (دولیہ اور دیگر راجے)
میں باسو پیو، بیناؤنگ، سینگ گاتھو، من رازا، گنا، برحئے، من سوا تھو تھا
یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے تھے۔

بالآخر ایک بڑا لائق نوجوان منگ بنگ یا من بین نے جس کو ارکانی
زنگ شاہ اور منگباگری کہتے ہیں۔ سنہ ۱۵۳۱ء میں عنان حکومت اپنے ہاتھ (من بن (زنگ شاہ))
میں لے لی۔ اُس کے ایام سلطنت میں پہلے پہل فرنگی جہاز ارکان میں
پہنچے تھے اور اُن جہازوں نے ساحل بحر کے کنارے کی بستیوں پر لوٹ
اور غارت کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ من بن نے تین تھو تھی کی فتوحات کی
خبریں پا کر اپنے پایۂ تخت شہر میوہاونگ کی مدافعت کی ایسی عمدہ تدبیر عمل
میں لائی کہ علاوہ سات پتھری قلعے کی دیوار دنیا کے بہت گہرے خندقوں
اور نہروں کا جال وہاں پھیلا دیا گیا جس کو جوار کے پانی کے ذریعہ ایک لمحہ
میں بھر پُر کر دیا جا سکتا تھا۔ اتفاقاً سنہ ۱۵۴۴ء میں مشرق کی طرف سے حملہ (تین تھو تھی کا حملہ ارکان)
آور برمی فوج کثیر آ کر سنڈوے کو قبضہ کر لیا اور دو سال تک سنڈوے
کو قبضے میں رکھا۔ ارکانیوں نے ہر چند جان توڑ کر اُن کی مدافعت کی مگر
دشمنوں کو پیچھے نہ ہٹا سکا۔ حملہ آور فوج کی سیل رواں شمال کی طرف
اُمڈ آ رہا تھا۔ اسی اثنا میں تین تھو تھی بھی بذات خود بھاری فوج
کے ساتھ (جس میں پرتگالی اور مسلمان شامل تھے) میدان جنگ میں

Marfat.com

آ نمودار ہوا۔ اراکانی تاب مقاومت نہ لا سکے۔ راجہ تین شو تھی پسر عزت تمام اپنی افواج بری اور بحری کو لے کر شمال کی طرف کوچ کر گئے شہر میو ہاؤنگ کے سامنے ڈیرہ ڈالا اور دیکھا کہ حملہ کے ذریعہ شہر کو فتح کرنا از حد دشوار ہوگا کیونکہ شہر کو بہت ہی مضبوط پتھری قلعہ اور عمیق نہروں اور خندقوں سے محفوظ کیا گیا تھا اور ناکہ بندی کے ذریعہ سے بھی فتح کرنے میں بہت دیر لگے گی۔ تین شو تھی نے اپنی بربادی اور شکست کی علامت کو محسوس کر کے صلح کے شرائط کو بخوشی قبول کرنا ہی قرین مصلحت سمجھا تاکہ اس کی پسپائی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہو۔ اور من ین بھی ایسے زبردست دشمن کے پنجے سے اپنی جان و عزّت اور ملک کو بچانے کا آرزومند تھا اور دشمن کے تعاقب کر کے حیران اور پریشان کرنے سے باز آیا۔

اسی جنگ و جدال کے اثنا میں ٹپرہ کا راجہ "جھیک یا ساک" نامی چاٹگام پر فوج کشی کر دی اور رامو تک زیر حراست لا چکا تھا مگر بعد ازاں من ین نے اُس کو خارج کر کے اپنا ملک بچا لیا۔ اور چاٹگام میں اُن کے سکّے سلطان چاٹگام کے نام سے فارسی میں مضروب ہوتے تھے۔ اُس نے ۱۵۵۳ء تک حکومت کر کے انتقام کیا۔

من ین کے عہد سلطنت میں بابر نے ۱۵۲۶ء میں مغلیہ سلطنت کی بنا ہندوستان میں ڈالی تھی اور اُس وقت سلطان نصرت شاہ پسر سید حسین شاہ بنگال کا بادشاہ تھا جس کو شیر شاہ افغان نے خفیہ قتل کر کے عنانِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی اور چھ سال حکومت کی تھی اور تیئس سال کے بعد شہنشاہ اکبر کے جنرل نے بنگال کو فتح کر لیا۔ اسی عرصہ میں بنگال کی بے پناہ اور ابتر حالت ہی چسکے

باعث ارکانی لوگ رفتہ رفتہ سو سال تک یعنی سنہ ۱۵۰۰ء کے نصف سے سنہ ۱۶۰۰ء تک مشرقی بنگال کے مالک بن گئے۔"

القصہ من بین مرنے کے بعد تین راجے گزرے۔ آخر کار سنہ ۱۵۷۱ء میں من پھالنگ معروف بہ سکندر شاہ ارکان کا راجہ بنا اور بائیس سال حکومت کر کے سنہ ۱۵۹۳ء میں راہی ملک عدم ہوا اور اس نے چاٹگام، نواکھالی اور ٹیپرہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں رکھا تھا۔

اس کا بیٹا من رازاجی موسوم بہ سلیم شاہ سنہ ۱۵۹۳ء سے سنہ ۱۶۱۲ء تک انیس سال حکومت کی تھی۔ اس کے عہد میں پرتگیزوں کا ارکان میں خوب دخل تھا۔ اور ارکانیوں نے پیگو کو فتح کی تھی۔ اس کا بڑا لائق اور عقلمند وزیر اعظم مہا پنیا جو بڑا مشہور عالم واللہ ہے) تھا جس نے عمدہ قوانین بنائے تھے جو کہ "مہا پنیا جو پیاٹھوں" کے نام سے مشہور ہے اور وہ سارے برما اور ارکان میں مقبول خاص و عام تھا۔ اس راجے کو تھاڈو دھمہ راجہ بھی کہتے ہیں۔

من کھامنگ جس کا اسلامی نام حسین شاہ تھا راجہ من رازاجی کا بیٹا تھا اور سنہ ۱۶۱۲ء میں وہ سریر آرائے تخت ارکان ہوا اور یہ نوجوان راجہ ارکانیوں کا ہیرو بنا ہوا تھا۔ اس نے باقرگنج اور ڈھاکہ کو فتح کی تھی جس پر ارکانی لوگ "وسطی دنیا کی فتح" ہونے کا فخر کرتے ہیں۔ اس فتح کا سبب یہ تھا کہ شاہ جہاں نے اپنے والد جہانگیر کے خلاف بغاوت برپا کر کے ابراہیم خان حاکم بنگالہ کو مار ڈالا اور یوں گویا بنگال کا جنوب مشرقی حصہ کسی کا محکوم اور تابع نہ تھا اور اس موقع کو غنیمت جان کر منکھامنگ نے بلا توقف اس علاقہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور وہ دس سال حکومت کر کے سنہ ۱۶۲۲ء میں راہی ملک عدم ہوا۔ ارکانی لوگ اس راجے کے نام

Marfat.com

کو اب تک پیار اور فخر کے ساتھ لیا کرتے ہیں۔

اس راجہ کے ایام حکومت میں پرتگیزی قزاقوں نے جزیرہ سونڈیپ کو قبضے میں لاکر لوٹ اور غارت کا ہنگامہ سواحل بنگال اور ارکان پر برپا کر رکھا تھا اور کبھی کبھی ارکانی راجوں کے ساتھ مل کر لوٹتے اور مال غنیمت کے شریک ہوتے تھے۔ آخر کار ۱۶۱۵ء میں پرتگیزوں نے گنزالیس کے ماتحت گوا کے پرتگیز وائسرائے کی حمایت سے ارکان پر فوج کشی کی اور دریائے کلادن میں پرتگیزی جہازی بیڑے کو شکست فاش ملی اور امیر البحر ڈون فرانسیس مارا گیا اور گسیرڈی ابریو گرفتار ہوا اور باقی ماندہ جہاز گوا کو بھاگ گئے۔ اور بعد ازاں منکھامنگ نے جزیرہ سونڈیپ (ڈیانگا) کو فتح کر کے پرتگیزوں کا صفاچٹ کر دیا۔ مگر پرتگیز لوگ دریائے میگنا کے قرب وجوار میں سکونت گزیں ہو گئے۔ پرتگیزوں کی قزاقی سے ارکانی لوگ سبق آموز ہو کر ساحل خلیج بنگال پر ویسی ہی لوٹ رہے۔ اسی سبب سے سلطنت مغلیہ اور سلطنت ارکان کے سرحد یعنی دریائے مگنا اور برہمپترا کے بیچوں بیچ میں بڑی موٹی اور لمبی زنجیریں بشکل دیوار سلطنت مغلیہ کی طرف سے نصب کی جاتی تھیں۔ جب کسی پرتگیزی قزاق سے بنگال میں پوچھا جاتا کہ تم کو ارکانی راجہ سے کیا تنخواہ ملتی ہے تو وہ فی البدیہہ کہتا تھا کہ سلطنت مغلیہ ہماری تنخواہ ہے"۔

اور ۱۶۲۲ء میں سری سودھمہ پسر منکھامنگ تخت نشیں ہوا مگر اس کی تاجپوشی نجومیوں کی رائے کے مطابق ۱۶۳۵ء میں قرار پائی۔ اس کے ساتھ اور بارہ ماتحتی راجاؤں کی تاجپوشی بھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوئی۔ اس کے محل کے محافظوں میں سے شمالی ہند کے مسلمانوں

Marfat.com

(پٹھان اور مغل) ان کے علاوہ ملاین برہما فرنگی گولنداز اور جاپانی سپاہی بھی تھے۔ اُس راجے نے ہولین اور پیگو پر بھی حملہ کیا تھا اور ۱۶۳۸ء میں انتقال کیا۔

اُس کے مرنے کے بعد اُس کی بیوی ناٹ شین مے کا عاشق نراتی جی نے ۱۶۳۸ء سے ۱۶۴۵ء تک آٹھ سال بادشاہی کر کے رحلت کی۔

اس مقام پر راجگان ارکان کا ذکر ملتوی کر کے دیگر ضروری باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اور باقی مشہور راجاؤں کے حالات فصل ششم اور فہرست راجگان ارکان آخر حصہ میں ملاحظہ فرماویں۔

کہتے ہیں کہ غریب کسانوں کو بنگال سے پکڑ کر ارکانی لٹیرے جہاز والے ارکان میں لاتے تھے اور ان قیدیوں میں سے اکثر اعلیٰ شریف خاندانی لوگ اور سادات صحیح النسب بھی شامل تھے اگر معاوضہ کا روپیہ (عموماً بیس سے ستر روپیہ تک) ادا کر سکتا ان سے مخلصی ملتی تھی ورنہ بطور شاہی خادموں یا غلاموں کے ارکان میں رکھے جاتے تھے۔ بقول بزرگان ارکان ایسے خدام داس پاڑہ (غلاموں کی بستی) اور میدیا راٹگ میں بسائے گئے تھے جہاں اُن کی اولاد اب تک "داین" کے نام سے مشہور ہے گو کہ وہ رد انگیز کہلاتے ہیں مگر شرفا اُن کے ساتھ بذریعہ شادی بیاہ اختلاط کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔

فروری ۱۷۲۷ء میں ایک ہزار آٹھ سو بنگالی گرفتار کر کے ارکان میں لائے گئے تھے جن میں سے ایک چوتھائی کو راجے نے اپنی خدمت کے لیے رکھ لیا اور باقی لوگوں کو فروخت کر دیا اور اکثر مسلم امرا اور رؤسا اور تجار ایسے بیچاروں پر رحم کر کے معاوضہ دیکر آزاد کر لیتے تھے۔ بعض

Marfat.com

قیدی مدت معینہ تک اپنے مالک کے پاس کام کر کے معاوضہ کے روپیے ادا کر کے اپنے ملک کو واپس ہوتے تھے اور کوئی کوئی تو بخوشی اپنے محسن کے پاس رہ جاتے تھے اور پروردہ بچوں کی طرح برتاؤ کئے جاتے تھے۔ الغرض ارکانی مگ لٹیرے قیدیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا کرتے تھے۔ اُنکی ہتھیلیوں کو چھید کرکے بہت سے لوگ دائمی حالت میں مارے فاقہ اور سختی کے مرجاتے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ جب سے مغلوں نے دہلی اور بنگال کو اپنے قبضے میں لایا تھا۔ پٹھان لوگ اپنی جان اور عزت بچانے کے لئے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے اور بہت سے پٹھان ارکان میں آکر سکونت گزیں ہوئے تھے۔ جیساکہ مسٹر ہاروے اور سر جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں کہ شمالی ہند کے مسلمان (پٹھان) محافظینِ تخت و محل شاہی و نیز دربارِ ارکان کے عہدہائے جلیلہ میں متعین تھے جن کی سفارش اور کوشش سے شاہ شجاع معہ اہل و عیال ارکان میں لائے گئے تھے (ہاروے صفحہ ۱۴۵- تاریخ اورنگ زیب جلد دوم)

چونکہ غوری اور مغلیہ علماء و فضلاء اور مشائخین کرام رفتہ رفتہ ارکان میں آبسے تھے ارکان کی ہر بڑی مسلم بستی میں عربی اور فارسی کے مکتب اور مدرسے قائم کئے گئے تھے جہاں علاوہ مسلم طلباء کے ارکانی مگوں۔ (بدھ مذہب والے) کے بچے بھی فارسی اور عربی سیکھا کرتے تھے۔ اور اچھے لائق فارسی داں بن جاتے تھے جیساکہ "سکے تھا ڈو سے منصف" اور "آؤ نگ ژبی" وکیل وغیرہ اچھے فارسی داں مگ گزرے ہیں۔ کیونکہ اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر تک ارکانی سررشتوں میں فارسی

ارکانی مگوں کا ظلم

مدرسوں کی افزائش

Marfat.com

زبان مستعمل ہوتی تھی جو قدیم اسناد اور ٹیٹے وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ مسٹر رو برٹسن لکھتا ہے کہ یہ فارنجات یا احکام جو ثابت رہائی گورو (یعنی برہما راجہ کا) اٹھارہ جن کو انگریزوں نے کلکتہ میں نظر بند کر رکھا تھا) دو کالم یا خانے میں لکھے جاتے تھے۔ پہلے خانے میں اصل عبارت برہمی زبان میں لکھی جاتی تھی۔ اور دوسرے خانے میں اس کا ترجمہ فارسی زبان میں لکھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ زبان ہم کو آتی ہے۔ بلکہ شہر آوا کے دربار شاہی میں بھی بعضوں کو معلوم ہے اور فارسی کا مترجم دربار آوا میں ایک ایرانی تھا جو راجہ کو فارسی خانہ کی عبارت کا مطلب برہمی زبان میں سناتا تھا۔

اور ارکان کے برہما گورنر یا حاکم اعلیٰ کے پاس کوئی درخواست پیش کرنی پڑتی تو اول فارسی میں مضمون لکھا جاتا تھا اور بعد ازاں کسی کک منشی کے ذریعہ اس کا ترجمہ برہمی زبان میں کرا کر درخواست پیش کی جاتی تھی (فہرست برہمی وار از روبرٹسن صفحہ ۱۵۹)

اور اسی طرح راجہ برہما اور وائسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئے تھے اُن میں ہر برہمی سن اور تاریخ کے ساتھ ساتھ اسلامی سنہ ہجری اور تاریخ بھی برہما راجے کے خطوط میں دیئے گئے تھے۔ (سفارت آوا)

قومی یادگاریں

علاوہ برمقامات کے مسلمانان برہما کی قومی یادگاریں اُن مسجدوں کے کھنڈرات ہیں جو تنا سرم سے ارکان کے درمیان جا بجا پائے جاتے

Marfat.com

ہیں اُن میں سے بعض عربوں کی بنائی ہوئی بعض غوری پٹھانوں اور مغلوں کی تعمیر کردہ پتھروں اور اینٹوں سے بنائی ہوئی ہیں۔ سوائے پانچسو تیرہ سالہ سند یخان مسجد میوہاؤ ننگ جو غوریوں کی بنائی ہوئی ہے اور اکیاب کے بدر مقام کی مسجد کے جو عربوں کی تعمیر کردہ اور حال میں مرمت کی گئی ہے دیگر مسجدیں اچھی حالت میں نہیں ہیں اور ٹوٹ پھوٹ کر پتھروں کا ڈھیر بن گئی ہیں۔

سند یخان مسجد:- قریباً ۱۴۳۳ء میں بن سموم کے ہمراہی غوری پٹھانوں کا سپہ سالار سند یخان نے ایک پختہ پتھری مسجد شہر میوہاؤنگ کے مشرقی کنارے محلہ اندر کو اننگ میں تعمیر کی تھی۔ جو سند یخاں (شاید صمد خاں ہوگا) مسجد کے نام سے مشہور ہے اور اب تک بلا مرمت اور بلا حفاظت اچھی حالت میں قائم ہے۔ قریباً سو دو سو سال تک یہ مسجد گھنے جنگل کے اندر بلا استعمال پڑی رہی مگر بیسویں صدی کے اوائل سے چاٹگام کے کثیر التعداد مسلمان وہاں آکر بس گئے ہیں اور ایک سنجی ول چاٹگامی سوداگر نے مسجد کی گنبدوں کے اوپر سے ٹین کی چھت دیکر برسات کے پانی گرنے سے بچالیا اور نماز پڑھنے کے قابل بنادیا۔ اس مسجد کی دیواریں چھ ہاتھ چوڑی ستائیس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ اونچی ہیں اور گنبد کی بناوٹ اور صنعت عجیب ڈھنگ کی ہے۔ اس مسجد کے جنوب مشرقی گوشے میں ایک پختہ چلہ خانہ ہے اور احاطہ کے چاروں طرف پختہ دیوار ہے جس کے گرد اگرد کچی کھائی ہے۔ چلہ خانہ کے سمت جنوب میں پانچ چھ گز لمبی ایک پختہ قبر اچھی حالت میں موجود ہے۔ اور مسجد کے احاطے کی مشرقی جانب ایک بڑا عمیق تالاب ہے جس میں ایک پختہ سیڑھی وضو بنانے کیلئے

Marfat.com

موجود ہے۔ اور تالاب کے اندر سے مسجد کی بنیادی دیوار تک لوہے کی دو زنجیریں بڑی موٹی اور لمبی مضبوطی کے ساتھ لگائی گئی تھیں جو کسی حالت میں نہیں نکالی جا سکتی تھیں اور جس کا راز سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے مگر وہ زنجیریں اب کئی سال سے گم ہو گئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسجد اور تالاب کی مرمت کے لئے بہت سا دفینہ مال اس تالاب میں ہے جس کا پانی اب تک اراکانی مسلمان برائے تبرک و دفع امراض لیا کرتے ہیں اور بیل بھینس ہرگز خراب نہیں کرتے ہیں۔ اس مسجد کے خطیب صاحب نے مجھ سے کہا کہ "اگر بیل بھینس یا بکری اس مسجد کے اندر جانے کی کوشش کرتا تو کوئی شیر اچانک آ کر اس کو مار ڈالتا ہے بلکہ بلا وضو مسجد میں داخل ہونے اور سونے کی کسی کو مجال نہیں ہے اور مارے خوف کے اب تک وہاں کوئی رات کو نہیں رہتا ہے"۔ اب یہ پانچ سو لہ سالہ مسجد جو دہلی کی شاہجہانی جامع مسجد سے تقریباً سو سال قبل تعمیر کردہ اور الحمرہ کا ہمعصر ہے اس اسلامی عملداری کے فخر و شان کی زندہ تاریخی یادگار ہے جس پر اراکانی مسلمان بطور قومی یادگار کے نازاں ہیں۔

اور قریباً دو میل سمت مشرق میں سید عالم اور دیگر رفقائے شاہ شجاع کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے جو عالم لشکر مسجد کے نام مشہور ہے۔ اور اس کے متصل ایک پختہ چلہ خانہ بھی ہے۔ اس مسجد کے لئے بڑا قطعہ اراضی وقف کیا گیا تھا جو سرکاری فضول زمین (WASTE LAND) میں شامل ہو گیا ہے (۱)

نوٹ :- (۱) برہما ریسارچ سوسائٹی جنرل جلد اول
ستی مینا از علاول دولت قاضی ص ۵۔

افسوس ہے کہ مسلمانان برما اور ارکان مذکورہ دونوں مسجدوں کی مرمت اور حفاظت اور آباد کرنے کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے ہیں۔ گو کہ نووارد چاٹگامی مسلمان اس کے کوشاں ہیں۔

علاوہ آن مسجدوں کے جو صفحات ۴۸، ۴۹، ۵۴، ۵۵، ۶۸ اور ۱۰۳ ابالا میں کی گئی ہیں۔ دریائے لمیو کے کنارے پوران پاڑہ میں دو نخبتہ غوری مسجدوں کے کھنڈر ہیں اور دریائے کالاڈن کے مغربی ساحل پر دھنیہ ڈیبے کی مسلم بستی کے کنارے ایک نخبتہ مسجد کا کھنڈر ہے اور خندل میں ایک نخبتہ ویرانہ مسجد ہے۔ یہ سب مسجدیں ضرور سولہویں صدی عیسوی کی ہیں۔ اور دیوان پاڑہ اکیاب کی مسجد بھونگی چونگ کے احاطے میں شامل کی گئی تھی (۱)۔ اور شہر اکیاب کے ناظر پاڑہ میں موسیٰ دیوان نے ۱۲۵۸ھ ہجری میں بنائی تھی اور وہ اچھی حالت میں ہے۔ علاوہ ان کے بدھ صیا کی نخبتہ مسجد بمقام جالیہ کھالی اور سر حسن کی نخبتہ مسجد بمقام سوے برا۔ پولیس لائن مسجد بمقام باڈری جھپک اور بدیع الدین منشی کی نخبتہ مسجد بمقام محلہ باڑہ اور بلٹن کی نخبتہ مسجد جس کو حاجی عبد الحمید میاں نے بنائی ہے یا انیسویں صدی عیسوی کی عمارتیں ہیں۔ اور شہر اکیاب کے بیچ میں محمد بخش نامی ہندوستانی کی جامع مسجد ۱۳۲۹ھ میں بنائی ہوئی ہے جس میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ فرش پر بچھائے گئے ہیں اور وہ اچھی با رونق حالت میں ہے جیسا کہ رنگون کی سورتی مسجد۔ بنگالی مسجد چولیہ مسجد اور زیرباد مسجد وغیرہ مگر رنگون کی سب سے قدیم نخبتہ ارکانی مسجد فٹ بال گراؤنڈ کے مشرقی ٹیلے پر واقع ہے جو اب مرمت کی گئی ہے۔ اور یہ ارکانی

نوٹ:۔ (۱) انبی گزیٹیئر آف ارکان۔

مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجدوں میں سے ضرور ہے۔

اگر ہمارے مسلم کمیونٹی کے نمایندگان اس امر کی طرف التفات کرتے تو قدیم قومی یادگار کے قابل ان ہونہار عمارات کے لیے کافی رقم سرکار سے طلب کر کے ان کو اچھی حالت میں رکھنے کی بندوبست کر سکتے۔ جس طرح "انشنٹ منومنٹ پریزرویشن ایکٹ"۔ یعنی قدیم قابل یادگار عمارات کی حفاظت کے قانون کی رو سے رقم نیز بدھ مذہب والوں کو قدیم بتخانوں اور عمارات وغیرہ کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ سے ملتی ہے۔ اور اگر ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان بغور تفتیش یا ریسرچ کریں تو امید ہے کہ عرصہ قلیل میں ایسی بہت سی قومی یادگاری کے لائق اشیاء ملک برہما میں نکالی جاسکتی ہیں جن سے عوام الناس کے ذخیرہ معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔

لباس

بیس صدی عیسوی کے قبل عربی نسل مسلمانوں کے علاوہ غوری نسل ارکانی مسلمان عموماً بیس یا تیس ہاتھ کے سفید ململ کی خانہ دار گریبان اور لمبے کرتے (جو گھٹنے کے نیچے تک لمبے ہوتے تھے) اور ارکانی لنگیاں یا دھوتیاں پہنا کرتے تھے جو ملک برہما اور ارکان کے مسلمانوں کی تبدیلی لباس کا عام اصول رہا ہے یعنی پیر سے سر تک رفتہ رفتہ ملکی لباس اختیار کرنا جو اب تک تا حد سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ مگر نوجوان مرد تو ارکانی یا برہما لباس اور ریشمی یا سفید ململ کے کھمباؤں اکثر پہنا کرتے تھے جو اب تک دیہاتوں میں رائج ہے۔ اور عورتیں عموماً ارکانی یا برہما لباس پہنا

کرتی تھیں یعنی پانچ ضروری کپڑے استعمال ہی۔ ۲ کرتہ ۔ ۳ ۔ سربند رومال ۴ ۔ سینہ بند کپڑا ۔ ۵ ۔ اور ایک بڑی اوڑھنی ساڑھے بدن ڈھانکنے کے لئے علاوہ ازیں ایک دیسی کمر بند پہنا لازم دملزوم ہے اور گاؤں کی عورتیں کم وبیش اب تک یہی لباس پہنتی ہیں مگر شہری عورتیں تو روز مرہ فیشن بدلنے کی مرض میں مبتلا ہیں کیونکہ جس قدر باریک مہین ٹمہ یا ململ کے کرتے دبیٹڈ ایک اور رانجیک) وہ پہن سکیں جس سے اپنے بدن کے ریشے بلاخورد بین ایک فرلانگ کی فاصلے سے دکھائی دیں اسی قدر وہ اپنی عزت اور شرافت سمجھتی ہیں۔ بلکہ ایک فرقہ نسواں نے سر پہ رومال چڑھانا بھی ترک کر دیا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ترکی کا مجتہد دوران مصطفےٰ کمال کی بے پردگی کی آئین پاس ہوتے کی خبر بے بنیاد کو سن کر اکثر تعلیم یافتہ عورتیں بے پردہ ہونے کی جرأت کرتی ہیں کیونکہ مرد لوگ خود حکم خدائی اور محمدی کو چھوڑ کر فتوائے کمالی کے شیدائی بن رہے ہیں۔ مگر ان کو یہ نہیں معلوم ہے کہ مصطفےٰ کمال نہ ہمارا دینی امام یا مجتہد تھا نہ خلیفتہ المسلمین تھا۔ اور اُن کا آئین خود مختار قوم عام ترک کے سیاسی خوآمد کے لئے ہے ۔ اور ہم تو بر ہماکی قلیل التعداد اکثر قوم ہے۔ ہم کو اس سے کیا واسطہ۔ کیا پردہ کے پیروی کرنیوالے مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک فتح نہیں کی؟

قطعہ:۔ کیا ہم نے نہ کیا سر مشرق سے تا بہ مغرب؟
خاک یگان دارکان ہے قصہ خواں ہمارا

(از مولف)

رسوماتِ نکاح و شادی

عموماً ارکانی اور برہمی مسلمان مسلم عورتوں کے سوا غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا سخت معیوب سمجھتے اور شرفا ایسی شادی کو اب تک حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں "اس لئے ماں باپ پر فرض ہوتا ہے کہ اپنی بیٹی کیلئے ایک قابل شوہر اپنی ہی قوم میں سے تلاش کریں" (۱) اگر کوئی جوان لڑکا کسی جوان لڑکی کو پھسلا کر اپنے قابو میں لا کر اُس لڑکی کے والدین یا مربی کی بلا اجازت شادی کرنا چاہتے تو بستی کے رؤسا ایسے جوان نیز اُس کے والدین کو عام مجلس میں بطور سزا جرمانہ لگاتے اور توبہ کراتے تھے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور ایسے فعل بد سے باز آئیں۔ تاوقتیکہ وہ سزا قبول نہ کریں اور توبہ نہ کرلیں تو بستی کے قاضی مولوی یا میانجی صاحب اُن کا نکاح نہیں پڑھاتے اور ان کے ساتھ ترک موالات کیا کرتے۔

غالباً بزرگانِ قدیم نے غربا کی حمایت اور تونگروں کی سینہ زوری کو روکنے کے لئے یہ رسمی و دیہاتی آئین ایجاد کی تھی جسکی پابندی اب تک قدیم ارکانی بستیوں میں تا حال کی جاتی ہے مگر شہروں میں بہت کم بلکہ آجکل عورت چوری کر کے شادی کرنا فخر خیال کیا جاتا ہے۔

علاوہ کپڑے اور چاندی اور سونے کے زیورات کے جو حسب حیثیت فریقین دیئے جاتے ہیں۔ ناکتخدا لڑکی کے نکاح کے وقت دو تولہ سونا بطور مہر مقرر کئے جاتے ہیں اور بیاہ شدہ عورت کے لئے ایک تولہ

نوٹ :- (۱) برٹش برما گزیٹیا حصہ دوم جلد سوم صفحہ ۲۴۶ اور دل بندگان

سونا بطور مہر نقد یا عند الطلب دیا جاتا ہے۔ مگر شہروں میں آج کل اس قاعدے کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔ اور اپنا فخر جتانے کے لئے دولہن کے والدین کابین نامہ میں سینکڑوں یا ہزاروں روپے مہر نقد یا عند الطلب لکھواتے ہیں جس کو دولہا دینے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اور سوائے شہر کے دیہاتوں میں کابین کا استعمال بہت کم ہے۔ جو لوگ کابین میں بیہودہ شرائط لکھوا کر اپنے داماد وں کو تنگ کیا کرتے ہیں۔ لیکن علما اور عربی خواں طالب علموں کو اکثر ارکانی مسلمان اپنی بیٹیاں للہ مفت دیدیتے ہیں۔

آزار کابین

قدیم مسلمانوں کی یہ بھی لازمی رسم تھی کہ حسب حیثیت دعوت ولیمہ میں تین وقت بڑی ضیافت کرکے کھانا کھلایا جاتا تھا اگر بسبب تنگدستی بستی والوں سے معافی چاہے تو کم از کم ایک وقت کھانا ضرور دینا پڑتا تھا مگر اس زمانے میں لوگوں کی مفلسی اور غریبی کی وجہ سے یہ رسم کم رائج ہے۔ کیونکہ اس سے بہت سے لوگ تباہ ہوچکے ہیں اور خانہ برباد بھی ہوتی ہے۔ علاوہ بریں رواجگ کھا (یَوا دِین گَھا) یعنی بستی کا ٹیکس محدود رقم۔ پان سپاری اور مٹھائی بھی دینا پڑتا ہے۔

دعوت ولیمہ

خاص ارکانی مسلمانوں کی ضیافت کی جماعت میں علما۔ خواندکار اور عربی خواں طالب علموں کی از حد عزت دی جاتی ہے کیونکہ اُن کیلئے عموماً تشطری چینی و دسترخوان اور گلاس چینی کے برتن کھانے کے لئے علاحدہ دیئے جاتے ہیں۔ اور بے علم عوام الناس کے لئے کیلے کے پتے یا مٹی کے برتن اور مٹی کے گلاس وغیرہ کھانے پینے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر صف کے ایک سرے پر علما اور اُن کے متعلقین اور دوسرے سرے پر رؤسا اور بیچ میں عام لوگ بٹھائے جاتے ہیں کھانے کے

آداب طعام

قبل باآواز بلند بسم اللہ جب تک پکارا نہ جائے لقمہ منہ میں نہیں دیا جاتا ہے اور کھانے کے قبل اور بعد اپنی اپنی جگہ میں ہاتھ دھلایا جاتا ہے اور بعد فراغت طعام جب تک کوئی عالم میانجی یا طالب علم فارسی یا عربی نظم میں شکر فاتحہ باآواز بلند اور خوش الحان نہ پڑھ لے پان تمباکو وغیرہ کھانے پینے کی اجازت نہیں ملتی ہے اگر کوئی اس کے خلاف ورزی کرے تو اس کی لعنت و ملامت ہوتی ہے۔ یہ رسم بجز دیہاتوں کے شہر میں اس عمدہ رسم ادب کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے۔

ہر ضیافت کے کھانے کے قبل اور بعد عام مجلس میں جنگ حیدر جنگ خیبر۔ فتوح الشام شب معراج۔ وشنگ پنجابی زبان پنج ارکان، داستان امیر حمزہ۔ سکندر نامہ۔ شاہنامہ وغیرہ بہت مگن پڑھا کرتے ہیں اور معنی سناتے اور سب حاضرین مرد اور عورتیں (جو پردے میں بٹھائی جاتی ہیں) گوش دل سے سنتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر علم بے علم مرد و زن کو مذہبی اور اسلامی قومی حالات سے واقف کرائے جاتے ہیں۔ مگر آج کل اردو والوں نے قوالی خوانی اور ہارمونیم کا بھی دھوم مچا رکھا ہے۔ دیگر گرامونون کا بھی جابجا شور مچ رہا ہے اور نئی تہذیب کا کرشمہ دکھا رہا ہے۔

الغرض متقدمین نے بڑی دور اندیشی سے عوام الناس کے ادب و تربیت اور تہذیب و ہدایت کے لیے ایسی بہت سی رسومات ایجاد کی تھیں جن کو میسویں صدی کے یورپی حضرات اور ان کے تابعین نے بلا انجام سوچے بگاڑ دیا ہے۔ اور لوگوں کو مفلس اور گمراہ بنا دیا ہے کیونکہ اگلے زمانے میں دیسی تیار کردہ مٹھائی بتقریب شادی دی جاتی تھی اور اس زمانے میں گاؤں میں تو بندوں کی بنائی ہوئی جلیبی بتاشہ اور شہروں میں

Marfat.com

کیک ولائتی بسکٹ ۔ چپاره اور گھی کی جلیبی وغیره ہندو کی مٹھائیوں کے علاوہ لیمونیڈ ۔ وِمٹو ۔ لیمن کرانش کی کھڑاک لگی ہوئی ہے ۔

چونکہ فی زمانہ عام دیسی مسلمانوں کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے ہمیں اپنے دیگر برادران وطن سے سبق آموز ہوکر اپنی سوشل حالت کو سدھارنا لازم ہے اور تقریب شادی صرف ایک پیالہ چائے یا ایک گلاس شربت پر اکتفا کرنا اور رسوم بد کو یکقلم دور کرنا چاہئے ۔ اور موجودہ برہما کی شادی کے قانون (مرینج ایکٹ) کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اسلام کی حمایت کرتے ہوئے ہمارے مسلم نوجوان مردوں پر فرض اولین ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مسلم خواتین سے شادی کریں اور غیر مسلم چھوکریوں کے پھندے میں نہ پھنسیں اور مسلم کنواری لڑکیوں کو غیر مسلموں کے پنجے میں جانے نہ دیں ۔ اور متمول والدین یا مربیوں پر بھی لازم ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح ہونہار غریب لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ بنا کر اپنی بیٹیاں دلائیں ۔

پیشے اور جائداد وغیرہ کی بابت برہما گورنمنٹ کی پالیسی

چونکہ ارکانی اور زیر بادی مسلمانوں کو جن میں عموماً ہر قسم کی صنعت وحرفت ۔ تجارت اور زراعت وغیرہ کے ماہرین کامل موجود تھے اپنے آباؤ اجداد سے بطور وراثت بڑے بڑے قطعات اراضی اپنی رہائش اور خورد نوش کے لئے ملے تھے گو کہ غریبوں نے کاشتکاری اور ماہی گیری کے پیشے بھی اختیار کر لیے تھے ۔ مگر سب کے سب انیسویں صدی عیسوی کے قبل اپنی حیثیت کے مطابق خوشحال اور فارغ البال تھے اور مہمان نوازی

Marfat.com

اور سادہ مزاجی میں بھی شہرۂ آفاق رہے حتی کہ ہر غریب بوڑھ عورت کی گرہ
میں چند ٹکل سونے کا رے بھی یا کچھ نہ کچھ جائداد ہوتی تھی۔ سود خور ذہن
کو یہ ہن دبند تک دیکھا اور ان ذہن پر امیسری نوٹ دیکر روپیہ قرض لینا
دینا وہ نہ جانتے تھے جن کو ہوشیار اور دولتمند تیں اور کفایت شعار قوم
مدراسی چیٹی، مرواڑی یا بنگالی ہندوؤں نے آکر ان کو سکھایا اور آخر کار
سود در سود تھوڑی اصل رقم پر دعویٰ کر کے ان کی ساری جائدادوں کے مالک
بن گئے ہیں۔ اور انھوں نے اُن مسلمانوں کی تجارت بھی رفتہ رفتہ چھین لی
ہے۔ اسی سبب سے ارکانی اور زیر بادی مسلمان اکثر تنگ حال بیکار اور
بے خانماں ہو چکے ہیں۔ قریباً نوے فی صدی مسلمان غیر مسلم مہاجنوں کے
ہاتھ میں مقروض بنے ہوئے ہیں بلکہ ہمارے دیگر برادران وطن کی بھی یہی
گت ہو رہی ہے۔ اس لئے ان ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر باموں
سابق وزیر اعظم برہما نے اوّل اپنی "نیو لے تھا پالیسی" کا غرباء کی حمایت
کے لئے سنہ ۱۹۳۶ء میں اعلان کیا تھا علاوہ اس کے موجودہ برہما گورنمنٹ کی
پالیسی کا بیان مورخہ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء کو کرتے ہوئے آنریبل اُسو وزیر اعظم حال
نے اٹھارہ باتوں کے اصلاح کی تجاویز مجلس واضع قوانین میں پیش کی ہیں
اور امید ہے کہ اُن کی یہ پالیسی بلا تاخیر عمل میں لا کر اہل برہما کو دوبارہ خوشحال
اور مالا مال بنا دے گی۔ اور برہما میں کسی قسم کے قومی مذہبی یا سیاسی فتنہ
و فسادات ہرگز نہ ہونے پاویں گے جیسا کہ دسمبری ۱۵ اور ۲ اپنی آپ نے
اقرار فرمایا۔

شہر اکیاب کی بنیاد

بقول بزرگان اکیاب کا معنی ایک آب ہے اور مراد ایک دریا کلاڈن کے دہانہ پر آباد شہر ہے۔ اور انگریزی فوج نے جس میں ہندوستانی اور پنجابی سپاہی بھی شامل تھے یہ نام رکھا تھا جو کہ پنجاب کے خلاف نسبت ہے۔

قدیم زمانے میں یہ صرف ماہیگیروں کی بستی تھی جو کہ مسلمان تھے۔ اور سرکار انگریزی نے ارکان کو قبضہ کرنے کے بعد کلکٹر چاٹگام کے ماتحت کچھ عرصہ تک رکھا تھا اور بعد ازاں اکیاب کو میوہاؤنگ کی بجائے ارکان ڈویزن کا بڑا شہر بنایا۔ اس لئے اوّل اوّل بندر میو کہوے۔ قیم فیوقتو۔ خنڈل و نیز میوہاؤنگ وغیرہ کے اہل علوم و فنون خصوصًا روانگیہ مسلمان آکر یہیں سکونت گزیں ہوئے تھے۔ اور دفاتر میں اعلیٰ عہدیدار بن گئے تھے اور بنگال اور ہندوستان سے بھی بہت سے فارسی انگریزی داں مسلمان حکّام عدالت دیوانی اور افسران پولیس اور ملٹری فوج کے لئے لائے گئے تھے۔ اور آخر کار رنگ لوگ رفتہ رفتہ اپنے ہر دلعزیز شہر میوہاؤنگ کو چھوڑ کر آبسے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اکیاب کی کورٹ کچہری پولیس اور فوج مسلمانوں کے قبضہ اقتدار میں تھے اور قریبًا سارا شہر مسلمانوں سے آباد تھا اور سارے محلے یا بستیاں اسلامی نام سے ابتک بلائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ناظر باڑہ۔ بندر مقام۔ باصرہ۔ آم باڑی۔ دیوان باڑہ۔ عملہ باڑہ۔ پیشکار باڑہ (پیشی کا چھیک) مولوی باڑہ۔ خواندکار باڑہ۔ بندر باڑہ۔ (بندوے زو) نجشی باڑہ (نجشی زو) روپا باڑہ۔ سونا باڑہ۔ مولمین زویا۔ ڈانگیہ باڑہ۔ قصائی باڑہ۔ میانجان باڑہ

زمیندار دوا، جالیہ کھاڑی یا خالی جالیہ یاڑہ جانڈلی وغیرہ کہتے ہیں کہ سوائے اونتا ہن بستی کے کہیں مگ بستی نہیں تھی۔ مگر آج کل مگوں اور ہندوؤں نے شہر کے دو تہائی حصے قبضے کر لیا ہے اور روز بروز اُن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور مسلمان نسبتاً بہت غریب و محتاج ہو چکے ہیں۔

خزائنہ و دفینہ

کہتے ہیں کہ علاوہ مگ بستیوں کے اکثر قدیم ارکانی مسلم بستیوں میں جن کا ذکر اس کے صفحات ۴۲ اور ۸۲ میں کیا جا چکا ہے دفینہ مال پایا جاتا ہے جس کو اٹھارہویں صدی کی ہجرت کے ایام میں مہاجرین نے گاڑ رکھا تھا۔ اور اس زمانے کو یہاں "دوسری ہجرت" یا "بربھائی ڈاڈائی" کا عرصہ کہتے ہیں جس کا خلاصہ بیان صفحہ ۱۴۳ میں کیا جائے گا۔

کہیں پرانے تالاب کے اندر یا کنارے اور کہیں قدیم درخت کی جڑ کے نیچے اور کہیں مکان اور ٹیلی کی زمین میں یا پتھر کے اندر وہ دفینہ سیم و زر یا قدیم سکے برتن پیالے اور دیگچیاں وغیرہ بعض خوش قسمتوں کو مل بھی گئے ہیں۔

دفینے خزانوں کی مکمل فہرست جو اکثر برہمی اور ارکانی لکھی کتاب میں دی ہوئی ہے بعض مگوں اور برہموں کے پاس موجود ہے جو تاڑ کے پتوں پر لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس کتاب میں خزانے کے مخصوص مقامات اور اشیاء اور جانور قابل نذر وغیرہ کا خلاصہ بیان بھی دیا گیا ہے۔ کہیں بکری یا کبوتر وغیرہ کی قربانی اور کہیں سوکھی مچھلی اور انڈے وغیرہ نذر

چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر اکثر خزانہ طلسماتی ہوتا ہے جس کا کوئی اوستادِ زماں حل کرنے کا قابل نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں بعض مقامات کا ٹھیک پتہ نشان لگانا بھی دشوار ہو گیا ہے کیونکہ ان کے نشان زادہ درخت پتھر یا قریب کے تالاب وغیرہ اپنی جگہ میں قائم یا موجود نہیں ہیں اور زمین نشیب و فراز ہو چکی ہے۔

قریباً چار یا پانچ سال گزر چکے کہ "علاقہ رامری کے ایک برہمانے اکیاب کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آکر یہ بدین غرض ایک درخواست پیش کی تھی کہ جزیرہ برونگا میں دفینہ خزانہ کھودنے کی اُسے اجازت دیجئے"۔ جب ہم نے اُس سے واقعہ کا سبب پوچھا تو اس نے یوں بیان کیا کہ پرانے نوشتے کے ذریعہ اُسے یہ پتہ چلا کہ قدیم زمانے میں چین کے کسی ملک التجار کا جہاز ساحل کلاڈن پر تباہ ہو کر جزیرہ برونگا (سنڈیمو) میں مدفون کیا گیا جس میں کثیر الرقم سیم و زر موجود تھا جو اب تک گڑا ہوا ہے۔ چونکہ وہ مخصوص مقام سرکاری نہیں ہے اور اب کسی شخص کے نجی کی ہے اُسے کھودنے کی اجازت نہیں ملی۔ علاوہ اس کے اُس نے کہا کہ کسی سفید چھپکلی کے پیر میں سوت باندھ کر چھوڑ دیا جائے وہ ضرور خزانہ دفینہ کی جگہ میں جا بیٹھے گی"۔

Marfat.com

فصل ششتم

مغلیہ مسلمان

یعنی شاہ شجاع اور اسکے اہل و عیال اور مغلیہ فوج کا ارکان میں آنے کا بیان

القصہ راجہ سری سودھمہ کے انتقال کے بعد تین راجے سن ثانی۔ نراتی جی اور تھاڈو یکے بعد دیگرے ارکان کے حکمران ہوئے تھے اور آخرکار ۱۶۵۲ء میں راجہ سنڈ تھو سودھمہ (چندر سودھرم) سریر آرائے تخت ارکان بنا۔ اس کے دربار میں مسلمانوں کا بڑا زور تھا اور فوج میں علاوہ مسلمانوں کے فرنگی (پرتگیزی) گو کہ اندازاً بھی قلیل التعداد متعین تھے۔ اس وقت چاٹگام ارکان کے ماتحت رہا۔

اس راجہ کے دوران حکومت ۱۶۶۰ء میں شہزادہ شجاع حاکم بنگال پسر شاہجہاں شہنشاہ دہلی نے اپنے بھائی اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ تخت دہلی کی وراثت کے لئے لڑنے میں بمقام کھجوا شکست کھائی چونکہ اورنگ زیب کا سپہ سالار میر جملہ شجاع کا جابجا تعاقب کر رہا تھا اورنگ زیب سے رحم اور جان کی پناہ ملنے کی کوئی امید نہ دیکھ کر شجاع نے اپنے بیٹے کو ارکانی راجہ کے پاس بھیجا تاکہ ارکان میں پناہ لینے اور مکہ شریف

Marfat.com

جانے کی اجازت اسے دے اور خاطر خواہ جواب ملنے پر شجاع معہ اپنے اہل وعیال اور تین ہزار مغلیہ فوج جرار کے اوّل ڈھاکے سے چاٹگام آیا کیونکہ ارکانی راجے نے اُن کو ارکان میں پناہ لینے کی اجازت دی تھی اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ شجاع کو حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ جانے کا انتظام کر دے گا۔

الغرض ۱۲ مئی ۱۶۶۰ء کو شاہ شجاع اپنے اہل وعیال اور دو سو ہمراہیوں کے ساتھ جن میں بائیس سادات اور علما و فضلا تھے چالیس باڈی گارڈ اور باقی ملازمان خاص تھے بڑی کشتیاں (جلبہ یا جالی بوٹ) پر سوار ہو کر اور سات آٹھ اونٹوں کی بوجھ کے سیم و زر اور جواہرات کثیرہ کشتیوں میں لاد کر چاٹگام سے روانہ ہوا۔ اور قصبۂ شجاع پاڑہ منگڈو میں آ کر اوّل قیام کیا جو اس کے نام سے اب تک مشہور ہے اور وہاں اس کے باقی ہمراہی رفتہ رفتہ بذریعہ خشکی آ ٹھہرے تھے۔ بعد ازاں وہاں سے بذریعہ خشکی و تری شجاع ارکان کے پایہ تخت شہر میوہاؤنگ میں آ پہونچا اور اُس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اور وہ معہ اہل وعیال پتھری قلعہ کے اندر بمقام منتصا ڈنگ (شہزادہ کی پہاڑی) سکونت گزیں ہوا اور اُس کے ہمراہیوں کو دربار کی بستیوں میں بسائے گئے جیسا کہ قوالان (کوالنگ) اور بندر اور قیم کا کاونسی پاڑہ (کمانچی بستی) اور نیوتو کا کاونسی پاڑہ میں رفتہ رفتہ آبادی کے لئے بسائے گئے تھے۔ قصبۂ قوالان میں سید عالم (جو [illegible] کے دس سادات کا پیشوا اور شجاع کا خیرخواہ اور رفیق سپہ سالار مشیر تھا) کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے جس کا بیان صفحہ ۹۳ میں کیا جا چکا ہے۔

شاہ شجاع کی ایک بیوی تھی اور دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام بلند اختر

سولہ سالہ نوجوان تھا جس کو ارکانی قلمی تاریخ میں محمد بیگ یا محمد بخش کے نام سے نامزد کیا گیا تھا اور چھوٹے کا نام زین العابدین جو شیر خوار بچہ تھا۔ اور تین حسینہ جمیلہ کنواری بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام گلرخ بانو تھا جو پیاری بانو بھی بلائی جاتی تھی۔ دوسری کا نام روشن آرا اور تیسری کا نام آمنہ

شجاع کی پری پیکر نوجوان شہزادیوں اور دولت کثیرہ کی آمد کی خبر پا کر ارکانی راجہ سندھ سو دھمہ کو ان کی حرص دامنگیر ہوئی اور ان کے حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کی بری تدبیریں سوچنے لگا علاوہ اس کے میر جملہ نے شجاع کے حوالہ کرنے کے لیے اپنے ایلچی کے ذریعہ ارکان کے راجے کو بہت سا سیم و زر نذر کرنا چاہا تھا اور شجاع نے مکہ تشریف جانے کے لیے جہاز حسب وعدہ چاہا تو راجے نے نہیں دیا یہاں تک کہ آٹھ مہینے کا عرصہ توقف میں گزرا۔ اسی اثنا میں راجے نے شجاع کی ایک بیٹی کے لیے شادی کا پیغام بھیجا جس کو شجاع کے مغلیہ خون نے اپنی ہتک عزت سمجھ کر بڑی حقارت آمیز اور غرور کے الفاظ سے انکار کر دیا یعنی کہ کس طرح مغلیہ شہزادی کی شادی کافر مردود کے ساتھ ہو سکے گی اس پر راجہ بڑا خفا ہوا اور شجاع کو فوراً ارکان سے چلے جانے کا حکم دیدیا اور شجاع کا اور کوئی عذر نہ بنا۔

(قصیدہ۔ از مؤلف)

خون دل پیتا رہا یوں شہ شجاع خستہ جاں
گردش چرخ کہن نے جب کیا بے خانماں
وہ غریب الوطن تھا ہائے اس پہ کیوں اتنا ستم!

Marfat.com

کھو چکا تھا تختِ دہلی کو اور جو تھی عزّ و شان
باعثِ انکارِ شادی پر غضب راجہ ہوا
غیظ و حیلے سے شجاع کا وہ بنا ایذا رساں
خونِ مغلیہ نے ہرگز نہ قبول اُس کو کیا
اور ہوا آمادہ کرنے پر نثارِ مال و جاں
شہ شجاع نے چاہا اپنا انتقامِ ظلم سے
فتح ارکاں کو کرے وہ لڑ کے با راجۂ مکاں
جو مسلمان عربی و غوری نسل کے تھے یہاں
تھے شجاع کے حال پر وہ سب پریشاں بیکراں
رحم و ہمدردی سے وہ مستعد لڑنے پہ تھے
مع چندہ مغلیہ فوج شجاع کے ناگہاں
ہو رہا روپوش عرصہ تک شجاعِ بے نوا
بے کسی و بے بسی سے وہ پھرا ہر جا یہاں
جب ہوا آخر گرفتار شہ شجاع جاں گداز
ساتھ اہل بیت کے وہ گیا مارا یہاں
کوئی کہتا ہے "شجاع دریا میں ڈبویا گیا
کوئی کہتا ہے کہ جلاد نے بچائی اُس کی جاں
لیک اُس کی قبر کا یاں سے نہیں چلتا پتہ
نہ کوئی یاں اب بتا سکتا ہے تو کہاں؟
حسرتا و حسرتا! بر آلِ آن شاہِ جہاں
ہو گئے مقتول معصوم بچے اور مرد و زناں

کچھ رفیقانِ شجاع جان توڑ کر مرے
اور محمد بیگ بھی لڑ مرا وہ نوجوان ❊❊❊
تختِ ارکان کو کیں مغلوں نے تھا زیر و زبر
کر دیا ناکوں میں دم اکلی راجاؤں کی یہاں
رامری سنڈوے سیراگون ارکان میں جابجا
اور ٹنگو سے تا میڈوتھیں اُنھوں کی بستیاں

الغرض شجاع کی تباہی اور خانہ بربادی کی چار وجوہات ہیں اول اپنی بیٹی کو شادی دینے سے انکار کرنا۔ دوم شاہ عالمگیر نے شجاع کے حوالہ کر دینے کے لئے کثیر الرقم سیم و زر ارکانی راجے کو نذر کرنا چاہا تھا۔ سوم شاہ شجاع نے راجہ کے خلاف لڑنے کی سازش کی تھی تاکہ ارکان کو قبضہ کرنے کے بعد تختِ دہلی کے لئے دوبارہ قسمت آزمائی کرے اور چہارم برسات کے موسم کے سبب سے بہت سے وفادار جانباز سپاہی اپنے اہل و عیال کو لے کر بروقت اُس کے ہمراہ نہ آسکے جو پیچھے آپہونچے۔

چونکہ شجاع اور اُس کے رفیقوں اور مشیروں کا یہ خیال تھا کہ قلیل التعداد اسلامی فوج (عرب) نے ہند چینی (ملایا اور جزائر شرق الہند) کو فتح کر لیا تھا۔ تاتاری مغلوں نے برہما کو زیون سے زر زندان بنگال اور پیگو تک (اور غوری پٹھانوں نے اس ملک ارکان کو تسخیر کی تھی بلکہ قریب اسی عرصہ میں یونان کی تاتاری فوج جا رہے آپر برہما کو اپنے قبضہ اقتدار میں لا چکی ہے تو ہماری کثیر التعداد جنگجو مغلیہ فوج کے ذریعہ ارکان کو فتح کر لینا محال نہ ہوگا جبکہ ارکان کے

Marfat.com

سارے مسلمان عربی اور غوری نسل کے از روئے ہمدردی اُن کے ساتھ لڑنے پر کمر بستہ تھے کیونکہ علما و فضلا ارکان خصوصًا سید شاہ علاول رحمہ اور سید عالم (جو قصبہ رہیہ کے دس سادات کا پیشوا تھا) اور سید قوالی (جن کے ماتحت بارہ سادات [illegible] میں گویا سارے مسلمان آچلے تھے۔ اور خفیہ طیاری جنگ ہو رہی تھی۔

مگر شجاع کا ستارہ نحوست پر آیا ہوا تھا۔ باوجودیکہ اس قدر طیاری کے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ارکان کی خفیہ پولس اور جاسوسی کا عمدہ انتظام تھا۔ آخر کار کسی جاسوس نے اس سازش بغاوت کی خبر راجہ کو پہونچائی تو راجہ آگ بگولہ ہو گیا۔ ادھر راجہ نے شجاع کی گرفتاری اور قتل کا پروانہ جاری کر دیا ادھر شجاع کا نوجوان اور بہادر بیٹا محمد بیگ نے اپنے جاں نثار مغلیہ فوج کے ساتھ شہر پر گولہ باری شروع کر دی اور وہ جان توڑ کر لڑے مگر بالآخر مغلوب اور مقتول ہوئے۔ اوّل اوّل شجاع ہنوز بچ رہا تھا مگر آخر انجام گرفتار ہو گیا۔

چونکہ ارکانی قانون کی رو سے کسی راجہ یا بادشاہ کا خون گرانا جائز نہ تھا۔ اس لئے شجاع کو بورے میں بھر کر دریائے ارکان میں ۱۶۶۱ء میں ڈبو دیا گیا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب شاہ شجاع غرق آب ہوا تو دریا کا پانی ابل چڑھا تھا اور دریا اس کی قبر بن گیا الغرض شجاع کے دو لڑکے بیٹے قتل کئے گئے اور اس کی پارسا بیوی اور دو بیٹیوں نے خودکشی کر لی اور ایک ہی پس ماندہ بیٹی آمنہ شاہی حرم میں جبراً لائی گئی مگر وہ بھی مارے غم کے جلد فوت ہو گئی یا فاقہ سے

ماری گئی تھی۔ اور راجہ سندھ سودھمہ شجاع کے ذخیرہ سیم و زر پر قابض ہو گیا جس کو اس نے اس کے قبل کبھی خواب میں نہیں دیکھا تھا۔

بعد ازاں اس بغاوت کے شبہ پر بہت سے لوگ ارکانی مسلمان اور رفقائے شجاع مرتکب سزا اور جرمانہ ہوئے۔ جیسا کہ شاہ علاول رحمۃ اللہ کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنے پر خلاصی ملی تھی۔ اور شجاع کی باقی ماندہ فوج جو موت سے بچ گئی تھی ارکانی راجہ کی خدمت میں بطور باڈی گارڈ یا تیر انداز و گولہ انداز سپاہیوں کے مشاہرہ چار روپیہ ارکانی سکے پر (جو انگریزی سکے کا قریباً دس گنا تھا) مقرر کئے گئے تھے اور ان کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی گئی کیونکہ شمالی ہند سے بہت سے لوگ (باقی مغلیہ فوج۔ رشتہ دار اور قرابت والے) آگئے تھے اور وہ لوگ قریباً پچاس سال تک گویا ارکان کے حقیقی مالک اور مختار بنے ہوئے تھے کیونکہ ارکانی ملک راجاؤں کو تخت پر چڑھانا اور اُتارنا اُن کے قبضہ اقتدار میں تھا۔(۱) اُن مغلیہ فوج کی ہیبت اور رعب ارکانی مگوں کے دلوں میں انیسویں صدی عیسوی کے اواخر تک بیٹھا رہا کیونکہ اگر کوئی ارکانی مسلمان غصّے کی حالت میں تلوار یا ڈاؤ پکڑتا ہوا چلتا دیکھے تو سارے بستی والے بھاگ جاتے اور پناہ جاتے تھے مگر اُن کی اس رعب کو نو وارد چاٹگامی مسلمانوں کی بزدلی اور پست ہمتی نے گھٹا دیئے۔

سلطنت ارکان کا مغربی حصہ یعنی چاٹگام کا اسلامی فتح

چونکہ ارکانی اور فرنگی قزاقوں کی لوٹ مار سے سلطنت مغلیہ تنگ آچکی تھی بلکہ اسی اثنا میں راجہ سندھ سودھمہ بذریعہ پرتگیز اور دیگر فرنگی

نوٹ:۔ (۱) ارتھنی ریجا گزیٹیا جلد اول صفحہ ۲۹۲ اور جلد دوم صفحہ ۱۲۳۔ تاریخ ارکان جلد دوم از میری کے

لٹیروں کے ذریعہ دریائے میگنا کے مغربی ساحل پر بلکہ ڈھاکہ تک ہنگامہ لوٹ اور غارت گری برپا کر رکھا تھا۔ علاوہ اس کے شجاع کے معصوم بال بچوں اور بیوی کے قتل کئے جانے کی خبر دردناک معتبر ذرائع سے شہنشاہ اورنگ زیب کو معلوم ہو چکی تھی۔ اس لئے اس کے انتقام لینے کے لئے اورنگ زیب نے اپنے صوبیدار بنگال شائستہ خاں کو جو میر جملہ کا جانشین ہوا تھا حکم دیا کہ ارکان پر حملہ کر دے (۱)۔ اور شائستہ خاں نے ان حملہ آوروں کو بنگال سے خارج کرنے کا مصمم ارادہ کر کے اپنی نیک تدبیر اور حکمت عملی کے ذریعہ پرتگیزوں کو ارکانی راجہ کی طرف سے پھسلا کر اپنی قابو میں لایا اور ڈھاکہ کی جنوبی سمت میں ان کو قطعات اراضی دیکر بسایا تھا جو فرنگی بازار کے نام سے اب تک مشہور ہے اور ۱۶۶۶ء میں جزیرہ سوندیپ کو قبضہ میں لاکر ۱۶۶۶ء میں چھ ہزار پانسو چند مغلیہ فوج جرار اور دو سو اٹھاسی جنگی بیڑے کے ذریعہ سپہ سالار امید خاں نے چاٹگام کو فتح کی اور بعد ازاں رامو سے دریائے ناف تک چھین لیا۔ اس جنگ میں دو ہزار مگ سپاہی گرفتار ہوئے تھے جو بطور غلاموں کے فروخت کئے گئے اور ایک ہزار چھبیس توپیں اور بندوقیں بطور مال غنیمت ہاتھ آئیں۔ توپیں اکثر ایک پونڈ گولہ انداز اور ایک صدی کی مستعملہ تھیں۔ اسی وقت سے مگ اور فرنگی قزاقوں کی ستم رانی سے سلطنت مغلیہ کو چھٹکارا ملا اور بنگال کے رعایا پرایا کو امن وچین نصیب ہوا اور مگ راجے کی وسیع سلطنت پر تنزل آگیا۔ اور فرنگی لٹیرے سب

نوٹ (۱) "اورنگ زیب کا زمانہ" از ظہیر الدین علیگ۔ فیاد کی تاریخ بحوالہ صفحہ ۱۷۸
(۹ ۱۷)۔ قول بزرگان ارکان۔ شہر ملوک اربع الجبال از شاہ علال؟

بھی چاٹ گام اور ڈھاکے میں سکونت گزیں ہو گئے۔

ادھر ارکانی راجہ سندھ سو دھرما مارے خوف کے کانپ رہا تھا کہ کہیں بنگ گیر کا حملہ دریائے ناف کے مشرقی جانب پار نہ ہو جائے کہ اس کے سارے خاندان پامال اور تاج و تخت تاراج ہو جائیگا۔ اور ادھر (۱)

شجاع کے رفیقان اور دیگر مسلمان چشم براہ تھے کہ ذرا امید خان اس بار تو آ جائے کہ وہ ارکانی راج کو صفحہ ہستی سے یکقلم مٹا دے اور ارکان میں دوبارہ اسلامی حکومت قائم کر دے۔ مگر قضائے الہی بھی دیکھو کہ امید خان پیٹ گئے یا اسے چلا جانے اور آگے نہ بڑھے تا کہ ارکانی تک راج کی شمع سحری اپنی خانہ بربادی پر چند دن ٹمٹماتی رہے۔

راجگان ارکان مغلیہ سپاہیوں یعنی کمانچیوں کے رحم پر حکومت کرنا

(۲۲) راجہ سندھ سو دھرما ... سال حکومت کر کے راہی ملک عدم ہوا تو اس کا بیٹا ملقب بہ سری تریا راجہ سنہ ۱۰۶۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ سو سال تک بیرونی حملے سے ارکان محفوظ رہا مگر اندرونی فتنہ و فساد اور بغاوت نے ملک کو ستایا۔ مغل مع قزلباش یعنی کمانچیوں یا کمانوں کی تعداد شمالی ہند کے مغلوں کے ہر دم آنے اور رہنے کے سبب سے بڑھتی گئی۔ اور وہ اپنی اعلٰی قوت بناتے ہوئے رفتہ رفتہ اپنے مدعا پورا کرتے رہے۔ راجہ سری تریا معہ بیگم اور حرم کی اکثر عورتیں قتل کی گئیں۔ اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ اور اس کا بھائی وزرا وغیرہ راجہ تخت و تاج کا مالک بنا دیا گیا کیونکہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ جا رکھ ... ہندوستانی سنگھ کے برابر رہے ... بہ ... مغل تھا ... سا ...

یا کمانچی کو دے گا۔ جب وہ اپنے وعدے کو پورا نہ کر سکا تو اُن مغلوں نے بغاوت کی محل شاہی کو جلا کر خاک میں ملا دیا اور شہر کو لوٹ کر چھوڑا اور راجہ بڑی کوشش سے اپنی جان بچا کر کہیں جا کر چھپ رہا۔ آخر کار جب صلح ہوا تو راجہ اپنے پایہ تخت میں واپس آ سکا مگر پھر بڑی ذلت کے ساتھ اُسے شہر سے خارج کر دیا اور اُس کا بھائی موٹی سودھمہ راجہ کے خطاب سے راجہ بنایا گیا مگر کچھ دنوں کے بعد وہ قتل کیا گیا اور اسی طرح اس کے چھوٹے بھائی کی بھی درگت ہوئی۔ القصہ بیس سال تک اُن مغلیہ سپاہیوں کی مرضی کے مطابق ارکانی راجے چڑھائے اور اتارے گئے۔

کمانچیوں کا شہر بدر کرنا اور ارکانی راج کی تباہی

بالآخر ایک مستقل مزاج ارکانی "مہا ڈنڈ الو" نامی نے جو سندہ وزیہ کے نام سے ارکان کا راجہ ہوا۔ ایک گروہ ارکانی فدایانِ قوم اور محب الوطنوں کا جمع کیا اور اُن مغلوں کے زور کو توڑا اور محافظانِ تخت اور محل شاہی کے عہدہائے جلیلہ سے اُن کو خارج کر کے شہر بدر کر دیا۔ اور ارکان کے مختلف مقامات میں اُن کو بسایا۔ جیسا کہ رامری۔ سنے۔ لیڈ ننگ۔ سنڈوے کی جھیلین ہین اور نزع ہین بستیوں اور اکیاب کی تھنگنت۔ سراگون اور سکلے ہین بستیوں میں وہ عموماً بسائے گئے تھے تاکہ اُن کی متفقہ قوت ارکانی راج کے خلاف عمل میں نہ لائی جا سکے۔ اور وہاں اُنکی اولاد اب تک موجود ہے اور کمانچی یا کمان کہلاتی ہے گو کہ وہ لوگ ارکانی یا مگھی زبان بولتے اور برہما لباس پہنتے اور برہما نام رکھتے ہیں مگر شکل و شباہت تاتار مغل یا افغان کی رکھتے ہیں۔ اور ارکانیوں کی ضرب المثل اُن کی بابت یہ

نوٹ ۱۔ (۱) فیاد صفحات ۱۷۸ اور ۱۷۹

مشہور ہے کہ "وہ لوگ تھے مہا کمان + بہت تھے مہا چکمان"۔
یعنی بنی آدم میں کمان اور پرندوں میں کوا بڑا جھگڑالو ہے۔ اور
بہت سے مغلیہ سپاہی راجگان ارکان کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے
مختلف اوقات میں اور مختلف مقامات سے برہما کی طرف چل کر سکونت گزین
ہوئے تھے جس کا مفصل بیان پیچھے کیا جائیگا۔ لیکن ہمیں بہت افسوس
ہے کہ لینڈنگ سے اور تیو منو کے کمان لوگ بدھ مذہب اختیار کر چکے ہیں
رامری کے کمان بڑے تعلیم یافتہ اور خوشحال ہیں جیسا کہ مسٹر حسین آئی سی ایس
اور مسٹر مہو کھائین وکیل درجہ اول۔ اب تجارت زمینداری اور کاشتکاری کمانوں
کے خاص پیشے ہیں۔ کمان عورتیں اکثر محنتی جفاکش اور تجارت پیشہ ہوتی ہیں
اور مرد لوگ کاہل اور فضول خرچ بن گئے ہیں۔ شہر اکیاب اور سنڈوے
کے بازاروں میں ہر قسم کی ترکاریاں پھل پھلاڑی اور چاول وغیرہ کمان
عورتیں لاکر بیچتی ہیں جو سر پہ رومال باندھ کر بڑا لباس پہنتی ہوئی نظر آتی ہیں
قریباً تین سو سال تک یہ لوگ ارکان میں رہنے سہنے کے سبب سے
بذریعہ شادی بیاہ کے رونگیہ لوگوں (قدیم عربی اور غوری مسلمانوں کی اولاد)
سے مل گئے ہیں۔ مگر جو لوگ کمان بستیوں میں رہتے ہیں وہ کمان کہلاتے ہیں
اور جو رشتہ دار رونگیہ بستیوں میں رہتے ہیں وہ رونگیہ۔ یہ اختلاط
شہر اکیاب اور مہبا کے لوگوں میں زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر کوئی کسی
کمان سے پوچھے کہ تم کو کیوں کمان بولتے ہیں وہ فوراً یوں جواب دیگا
کہ "ہمارے اجداد شہنشاہ دہلی کے کماندار تھے۔ اس لیے ہم کو بھی
کمان کہلاتے ہیں"۔
الغرض سنہ ہجری میں یہ روش ارکانی امراء اور روساء کی بدلی گئی

اور اُس نے سلطنت ارکان کو درجہ ترقی لایا تھا۔ اور شہنشاہ اورنگ کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کی کمزوری کے سبب سے اُس نے شمال کی طرف سونڈیپ اسٹایہ اور ٹیپرہ تک یورش کی تھی مگر رامو تک اپنے قبضے میں رکھ سکا۔ اور مشرق کی طرف کوہ ارکان یوما کو عبور کرکے اُس کی فوج نے پردوم مالون تک چڑھائی کی تھی اور وہ بذات خود منڈون میں خیمہ زن رہا۔ کیونکہ اسی عرصہ میں زمانہ گو اور اس کے جانشین برہما راجے کمزور تھے مگر اس یورش سے اُسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ارکان میں واپس آنے کے بعد معزول کیا گیا اور اُس کے داماد کے ہاتھ میں مارا گیا جو سندھ شرما یا راجہ کے خطاب سے ارکان کا راجہ بنا اور اُس کے بعد مسعد دغا صیب راجے تخت ارکان کے مالک بنے بلکہ سنہ ۱۷۲۳ء میں ختّا ریا قطرہ (قطبیہ) نامی ایک مسلمان (جس کو کلا یا پردیسی کہتے ہیں) کچھ دنوں تک ارکان کا حکمران ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۷۴۲ء میں نرایا راجہ تخت نشین ہوا اور اُس کی انیس سال تک حکومت کے زمانے میں ارکان کے مغربی کنارے پر انگریزی فتوحات کا ڈنکا بج رہا تھا اور مشرقی جانب میں عالم پخیہ اور اُس خاندان کے فتوحات اور عروج کی شہرت ہو رہی تھی اور سنہ ۱۷۶۱ء میں ارکان میں ایک زلزلہ غضبناک واقع ہوا جس سے تباہی سلطنت کی پیشین گوئی کی گئی تھی مگر اس سے زیادہ سخت زور کا زلزلہ قیامت تمثال دوسرے سال سنہ ۱۷۶۲ء میں ظہور میں آیا جب پرآمہ راجہ سریر آرائے ارکان ہوا۔ اور اس زلزلے سے ارکان کا ساحل سمندر تین فٹ سے زیادہ بلند ہو گیا اور بہت قدیم پختہ مسجدیں جیسا کہ شجاع قاضی کی مسجد بمقام قیم اور شیخ تنے منہدم ہو گئے تھے۔ اور ملک میں بڑا فتنہ و فساد اور خانہ جنگیاں برپا ہو کر

Marfat.com

ابتر حالت جاری رہی جس کو بالا زبردست قوت کے مداخلت کے کوئی دبالے اور سدھارنے کے قابل نہ تھا۔ اور اسی اثنا میں بہت سے حب الوطن امرائے ارکان نے شہر آوا کے راجہ سینگوسا کے پاس درخواست کی تھی کہ ارکان میں امن وامان قائم کرنے میں ان کی تائید کرے مگر سینگوسا کو ہمت نہ آئی کہ ان کی آرزو پوری کرتے۔ خطرناک زلزلہ کے بعد ارکانی راجہ سندھ رامہ یا یمہ معزول کیا گیا اور آپیا مہا راجہ حکمران ہوا۔ اور وہ بھی اپنے ایک افسر کے ہاتھ میں مارا گیا۔ جو سندھ سومنہ کے نام سے راجہ بنا۔ اسی اثنا میں راجہ بودو پھیہ نے حالت ارکان کی تحقیقات کے لئے سفیر بھیجے جن کو بذریعہ خط مطلع کیا گیا کہ "ارکان میں کسی کا گڑبڑ اب نہیں ہے اور امن وامان قائم ہے"۔ مگر بعد ازاں بغاوت برپا ہوئی راجہ سندھ سومنہ تخت چھوڑ کر بھوکچی بن گیا اور مقتول ہوا۔ باغیوں کے ایک سردار نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر وہ بھی مارے خوف کے تخت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ آخر کار امری کا ایک زبردست امیر آونگزون تامی کو لوگوں نے بلا کر تخت وتاج حوالہ کیا جو سندھ سندے وتھا ریٹ راجہ کے خطاب سے ارکان کا حکمران ہوا۔ معلوم ہو کہ ڈامنا ٹنگ تامی ایک زبردست ارکانی جنرل نے آونگزون کے خلاف کچھ عرصہ تک لڑا۔ اس جنگ میں ایک فقیر حسین شاہ یا منعم حسین شاہ صاحب نے ارکانی مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج لے کر ڈامنا ٹنگ کی طرف کشی کرتے ہوئے آونگزون کے خلاف سخت لڑا کیونکہ ڈامنا ٹنگ شاہ صاحب موصوف کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن اس لڑائی میں ڈامنا ٹنگ مارا گیا اور شاہ صاحب موصوف شہید ہوئے۔ (روشنگ ینجالی اور دیکھی تاریخ ارکان اور قول زرگان)

بعض مفسد امرا و اراکین سلطنت نے اُس کو راجہ بنانے کا بھی عذر کیا مگر اُس نے اُن مفسدوں کو ملک سے خارج کر دیا جو برہما میں جا کر پناہ گزین ہو رہے۔ اور اُن میں سے ایک شہزادہ ہری نامی بھی تھا جو ارکان کا راجہ اپیا مہاراجہ کا بیٹا تھا۔ انھوں نے راجہ برہما بودو پھیہ کو ارکان قبضہ کرنے کے لئے بلایا تھا۔ گو کہ دھمّا ریٹ راجہ نے نیک دلی سے ملک کا انتظام کرتے ہوئے امن وامان قائم کرنے کی کوشش کی تھیں مگر بے سود۔ ایک بستی دوسری بستی کے ساتھ لڑتی جھگڑتی رہی اور بیحد کشت وخون ہوتا رہا علاوہ بریں قزاقوں اور ڈاکوؤں نے جابجا قتل وغارت اور لوٹ مار کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اسی اثنا میں وہ راجہ فوت ہو گیا اور اُس کی بھتیجی کا داماد مہا تھما ڈا کے نام سے ارکان کا آخیر راجہ بنا (تھما ڈا کے معنی حامیِ دین بُدھ ہے) جس کے ایام حکومت میں بودو پھیہ نے ارکان پر یورش کی تھی (۱)

برہما کا ارکان کو فتح کرنا اکتوبر ۱۷۸۴ عیسوی میں

چونکہ راجہ بودو پھیہ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ اب ارکان کو باآسانی قبضہ میں لا سکے گا۔ اس غرض سے ارکان پر حملہ کرنے کے لئے اُس نے بیس ہزار فوج اور دو ہزار پانسو گھوڑے اور دو سو ہاتھی آمرہ پورہ کے قریب جمع کر کے چار ڈویژن یا حصوں میں تقسیم کر دے۔ تین ڈویژن فوج بری زیر کمان اُس کے تین شہزادے انشی من (ولیعہد) جو سپہ سالار تھا۔ تھا ڈو ہن زوا اور کا نا من خشکی کی راہ سے روانہ کر دی اور چوتھی ڈویژن فوج بحری بھائی جنگی بیڑے میں دریائے ایراودی اور بسین کی راہ سے زیر کمان نمیو چو تھین

لوٹ:۔ (۱) فیا صفحات ۱۷۱ تا ۲۱۲۔

Marfat.com

اور آوا سیر زلان افسر بھیجدی ۔ بعدہٗ دریائے ٹاک یا ڈلاک سے روانہ ہوا
اور اُس کے دونوں بھائی پرومے سے پڈاونگ کی راہ سے درہ ٹنگوپ میں
سے گزرلئے ۔ اور چوتھی ڈویژن ساحل بحر کے کنارے سے آئی ۔ برہمی
فوج میدان سنڈوے میں جمع ہوئی ۔ اول سنڈوے کو برہمی لوگ
قبضے میں لے لیا اور رامری کو بھی جو اُس وقت وینھابیٹ راجہ کے بیٹے
کے ماتحت تھا آسانی چھین لیا اور وہاں سے شمال کی جانب برہمی
فوج بسرعت آگے بڑھتی گئی اور جنگی بیڑے کے ذریعہ ارکان کے دریائے
عظیم میں نقل وحرکت کرتی رہی ۔ اور پہلے پہل دو امرا معہ اُن کی رعایا
نے اطاعت قبول کی مگر بمقام لنگابیٹ ارکانی جنگی بیڑے کے ساتھ
برہموں کو سخت مقابلہ کرنا پڑا ۔ اور ارکانی بیڑے کو شکست فاش ملی ۔
ارکین سلطنت اور بھوجیوں نے راجہ تھماڈا کو مشورہ دیا کہ برہموں کی
اطاعت قبول کرنا ہی مصلحت ہوگی مگر راجہ نے اُن کا نہ سنا اور تخت
کو چھوڑکر روپوش ہو رہا مگر بعد ازاں گرفتار ہو گیا ۔ اسی طرح سارا
ارکان ۱۷۸۴ء میں برہما کے ماتحت چلا گیا ۔ اور بودوپھیہ نے ساری فوج
کو واپس بلالیا اور صرف دس ہزار فوج کو بنگالیان جو کو ارکان کا
گورنر مقرر کرکے ارکان میں مقیم رکھا اور مہامنی بگوڈا کو جو ارکان کا
قدیم بت گوتم بدھ کے حین حیات میں بنایا ہوا تھا شہر امرہ پورہ میں
لے گئی اور ارکانی راجہ تھماڈا معہ اُس کی بیوی برہمن نجومی اور بےشمار
قیدیوں کے درہ ٹنگوپ سے آوا بھیجا گیا علاوہ بریں بہت سے آلات
حرب بندوقیں اور توپیں ایک توپ جس میں فٹ لمبی تھی دریا کی راہ سے
بھیجی گئیں ۔(۱)

نوٹ :۔ (۱) فیاض صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۵ ۔ ہاروے صفحہ ۲۸۰ [illegible]

ارکان کی ابتر حالت بسبب برہمی افسروں کی ستم رانی کے اور ارکانی مسلمانوں اور مگوں کی ہجرت

ارکانیوں کی پوری اُمید تھی کہ برہما کا زبردست راجہ ارکان میں امن و امان

قائم رکھ سکے گا اور نیک عدالت گستری کرے گا تاکہ رعایا برایا چین اور آرام کی زندگی بسر کر سکیں مگر اُن کی اُمیدوں کو راجگان برہما کے جبر آخراج وصول کرنے اور کثیر التعداد ارکانیوں کو طلب خدمات کی پالیسی و نیز برہما افسروں کی ستم رانی نے خاک میں مٹا دیا۔ اور ارکان میں پھر بغاوت برپا کر دی۔ کیونکہ جو برہمی افسران ارکان میں مقیم رہے اُنھوں نے ارکانیوں سے بہت سختی سے خراج وصول کیا بلکہ اس قدر ظلم و ستم ارکانیوں پر روا رکھا کہ اُسکے ذکر سے زبانِ قلم حیران اور عقل پریشان ہے اور آنکھوں سے خون کا آنسو کیوں نہ بہے سُنتے ہیں کہ سینکڑوں معصوم بچوں کو سیم و زر کی طلب پر ماں باپ کے سامنے قتل کیے گئے اور عورتوں کی بےحرمتی اور بیٹیاں اُجاڑی گئیں۔ علاوہ بریں خود ارکانی امراء اور رؤسا اپنی اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے سے برسرِ پرخاش تھے اور سیم و زر کی حرص سے قتل و غارت کرتے رہے۔

۱۷۸۵ء میں ہزاروں ارکانیوں کو جبراً پکڑ کے منگون پگوڈا کی تعمیر کے لئے برہما میں لے گیا اور ۱۷۹۰ء میں چھ ہزار ارکانی علاقہ

ماہجین صفحات ۲۵۳ تا ۲۶۰۔ کہتے ہیں کہ محمد حسن قاضی ارکانی نے اپنے حاجی ادہشم تاجر آوا کا خط ولی عہد انتی من کو بتا کر بہت سے ارکانی مسلمانوں کو برہمو کے قید سے چھڑا لیا۔ کیونکہ ادہاشم بود و بھیہ کے مشیروں میں سے تھے جو بغرض تجارت اور رشتہ داروں کی زیارت کے لئے بنگال میں گیا تھا جہاں سے وہ خط قاضی صاحب محمد وح ساکن بندر کو بھیج گیا جب ظلم و ستم کی خبر اوس کو ملی تھی۔

Marfat.com

جنگے میں لڑنے کو بلائے گئے جن میں سے کثیر التعداد بیماری سے مر گئے
اور کوئی واپس نہ آیا اور تین ہزار ارکانی ملکٹیلا کی جھیل کھودنے کے
کام کے واسطے بھی بلائے گئے جن میں سے کوئی ارکان کو لوٹ کر نہ آیا
اور پھر جب سنہ ۱۷۹۰ء میں اور دو ہزار ارکانی طلب کئے گئے تو تین ارکانی
امرا جن میں تن، ناپوتون کا لارڈ، ناپولون رامری کا لارڈ اور علیہ بانگ
بندر کا مسلم جرنل نے زور سے صدائے احتجاج بلند کی اور برہما کے
خلاف بغاوت شروع کر دی۔ الغرض اُن حب الوطن امرا باغیوں کے
سردار قرار دیئے گئے اور وہ علاقہ چاٹ گام میں انگریزی عملداری میں
جا کر برہما کے ساتھ عرصہ تک لڑتے رہے۔ اور برہموں کے ظلم و ستم سے
بچنے کے لئے بہت سے اعلیٰ درجے کے ارکانی مسلمانوں اور مگوں نے
جن کی تعداد پچاس ہزار تھی علاقہ چاٹ گام میں ہجرت کی (جس کو ارکانی
مسلمانوں کی دوسری ہجرت کہتے ہیں) اور سرکار انگریزی نے مسٹر کاکس
کی رائے کے مطابق اُن پناہ گزینوں کے رہنے سہنے اور خورد و نوش کا
عمدہ انتظام کر دیا تھا اور قطعات اراضی دلوا کر اُن کو رامو کاکس بازار اور
ہربانگ وغیرہ بستیوں میں بسایا گیا (۱) جہاں اُن کی اولاد اب تک ارکانی
یار وانگیہ کہلاتی ہے۔ چنانچہ رامو کا حبان چودھری کاکس بازار کا فتح علی سوداگر
اور ہاربانگ کا مولوی عبد العلی وغیرہ اُن مہاجرین کی اولاد میں سے تھے
جن کے خاندان اب تک جیجرہ اور قیم میں ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جبراً برہما میں پکڑ کے لیجانے اور چاٹگام
میں بھاگ جانے کے سبب سے عبد رحیم کو انک بارہ بجیہ شاہ خضری
پیدانگ راجا پاڑہ بالو ڈانگ ضلع وغیرہ کے جھنکر یا گیا منجملہ اک وغیرہ

نوٹ نمبر (۱) اودے صفحہ ۲۵ فارسی صفحہ ۲۲ چاٹگانگ ڈسٹرکٹ گزیٹیر سنہ ۱۹۰۸ء از [illegible]

Marfat.com

بڑی بڑی مسلم بستیاں علاقہ میو ہاڈ نگ اور ممبیا میں ویرانہ ہو گئیں۔

انگریزوں کا ارکان کو قبضہ کرنا ۱۸۲۵ عیسوی میں

القصہ قریباً چالیس سال تک راجگان برہما بودو بھپیہ اور اس کے پوتے باجیڈو نے ارکان کو اپنے قبضے میں رکھا تھا مگر اسی اثنا میں مذکور بالا تین ارکانی امرا نے برہموں کو ارکان سے خارج کرنے کے ہمہ تن کوشاں رہے جن کی حمایت اور تائید گویا پناہ دہی سرکار انگریزی سے اُن کو ملتی رہے اس لئے سنہ ۱۷۹۰ء میں برہمی جنرل "نندا چوزا" نامی پانچہزار برہما فوج لیکر علاقہ چاٹگام کے قصبہ رتنا پالنگ تک مورچہ بندی کر کے خیمہ زن ہوا۔ اور انگریزی فوج زیر کمان جنرل آرسکن کلکتہ سے مدافعت کے لئے آیا۔ اور آخر کار دونوں جنرل کے مابین اس شرط پر صلح ہوئی کہ تینوں ارکانی باغیوں کو بعد تحقیقات کے برہموں کا حوالہ کیا جائیگا۔ جو بعد ازاں عمل میں لایا گیا۔ اور دو سردار باغی تو فوراً قتل کیے گئے اور تیسرا بھاگ کر پھر چاٹگام پہونچا اور پھر ارکان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کا پتہ کسی کو نہیں چل سکتا تھا۔ اسی طرح برہموں کی فوج نے پھر چاٹگام پر چڑھائی کی۔ برہموں کے فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے انگریزوں نے ہر چند کوشش کی وائسرائے ہند (سر جان شور وغیرہ) نے کیپٹن سائم اور مسٹر کاکس کو دربار آوا میں بطور سفیر بھیجے مگر بے سود۔ آخر کار مسٹر کاکس کی تجویز اور ارکانی رسا دام اچیانجیہ شجاع قاضی وغیرہ کی خفیہ تائید پر سرکار انگریزی نے ارکان پر حملہ کر دیا۔ اور جنرل مارین اور کرنل کیم کو بنگالی فوج نمبری ۴۹ کے ساتھ بھیجدیا اور کپتان فرنچ نمبر ۱۰ اور ۴۴ کی مدد اسی فوج اور سپاہی کے ساتھ اور کرنل گارڈینز کو شمالی ہند کے شریف خاندان کے

Marfat.com

باقاعدہ فوج کے ساتھ ارکان روانہ کر دیا۔ اور جہازات کا بیڑا ادھر
سے نکل کر راموتولیس اسٹیشن کو جہاں برمی فوجی قلعہ تھا اول قبضہ کر لیا
بعد ازاں ٹیک ناف اور جزیرہ شاہ پوری منگڈو کا قلعہ۔ لواٹنگ کا قلعہ
جھان کرین (تناخرین) کا مورچہ (دریائے کلاڈن پر) اور باؤڈونگ کا
قلعہ (مبایین) جنبلی کا مورچہ (دریائے لیمو کے دہانے پر) اور مہامُنی کا
قلعہ (شہر میوہاونگ کے قریب) تک فتح کرتے ہوئے بذریعہ جہاز اراکانی
روسا اُن کی رہنمائی کر کے لائے گئے۔ اور ۳۱ مارچ ۱۸۲۵ء کو شام کے
دس بجے میوہاونگ کے پتھری قلعہ کو توڑ پھوڑ کر انگریزی فوج بسرعت
تمام میوہاونگ کو فتح کر لیا اور برمی فوج جان بچا کر خفیہ راستے سے بھاگ
گئی۔ اور انگریزی فوج وہیں مقیم رہی۔ اسی طرح رفتہ رفتہ سارا ارکان
باآسانی انگریزی حکومت میں آگیا۔

(جنگ اول برما کے سیاسی حالات از ڈرلس صفحہ ۹۶ تا ۹۸)

تناسرم اور آسام بھی انگریزوں کو ملنا

اور اسی اثنا میں سرکار کمپنی کی فوج رنگون کو
فتح کر کے رفتہ رفتہ آوا تک پہونچی اس لئے
والی برما نے آسام، ارکان اور تناسرم کے صوبے سرکار کمپنی بہادر
کے حوالہ کئے اور ایک کروڑ روپیہ نقد دیا تب بمقام ینڈابو بتاریخ ۲۴
فروری ۱۹۲۶ء صلح سرکار کمپنی سے ہوئی۔ اور یہ لارڈ امہرسٹ گورنر
جنرل ہند کے زمانے میں واقع ہوا۔ اور اس جنگ میں سر آرکیبالڈ کیمبل
انگریزی سپہ سالار کے ماتحت گیارہ ہزار فوج انگریزی اور ہندی بھیجی
گئی۔ اور مشہور برمی جنرل بندولہ مارا گیا۔

(مختصر تاریخ برما از کاکس صفحہ ۱۸۳۔ واقعات ہند از عبد الکریم صفحہ ۱۸۲)

Marfat.com

شاہ شجاع کے آخری انجام کی بابت مختلف روایات

عموماً کہا جاتا ہے کہ شاہ شجاع کا آخری انجام بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے اور یہ بات تا حدے درست ہے کہ اس کی بابت ارکانی ہندی اور فرنگی مؤرخین ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں بلکہ ارکانی مسلمانوں کی خاندانی روایات بھی مختلف ہیں۔ میں اس مقام پر چند مشہور مؤرخین کے بیانات بطور حوالے اور آگاہی کے ایک جگہ قلمبند کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ہمارے مسلم قوموں (ہندی ارکانی اور برہما مسلموں) کو معلوم ہو جو شاہ شجاع اور اس کے ہمراہیوں کے حالات میں دلچسپی لینا چاہتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسٹر ظہیر الدین بی اے (علیگ) بارسٹر ایٹ لا "اپنی تاریخ اورنگ زیب اور اس کا زمانہ" صفحہ ۷۰ میں بابت جنگ فتح پور یوں لکھتا ہے کہ:-

"شجاع فوراً میدان جنگ سے بھاگ گیا اور اورنگ زیب کے لوگوں نے ہر جگہ اس کا تعاقب کیا مگر شجاع نے ارکان کے جنگلی ملک میں جا کر پناہ لی اور وہاں وہ اپنے سارے اہل و عیال سمیت بدیں وجہ قتل کیا گیا کہ اس نے برہما (ارکانی) راجے کے خلاف بغاوت کی سازش کی تھی۔"

(۱) "برٹش برہما گزٹیار" جلد دوم صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ ۱۸۷۹ء میں آئی جی اسکاٹ بیان کرتا ہے کہ:-

"اول اول شجاع کے ساتھ نیک برتاؤ کیا گیا تھا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ارکانی راجہ شجاع کی بیٹی کا خواستگار ہوا۔ شاید اس کو اورنگ زیب کے ورغلانے پر کیا ہوگا یا واقعی شجاع کی بیٹی کے حسن و صورت کی

Marfat.com

اجبر نے راجہ کو اکسایا ہو گا۔ شجاع کے غرور کے ساتھ انکاری جواب
دینا ہی اس کی تباہی کا باعث ہوا۔ اور اس کی پارٹی پر حملہ کیا گیا اور خود
مقید ہو کر غرق آب ہوا۔ اس کے گھر کی ساری عورتیں گرفتار ہو کر شاہی محل
میں لیجائی گئیں۔ اور جس شہزادی کے سبب سے باپ کا خاتمہ ہوا اس نے
راجہ کے ہم آغوش ہونے کے قبل فوراً خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ اور اس کے
دو بھائی ایک کا نام بلند اختر سولہ سالہ نوجوان اور دوسرا زین العابدین تیز
طرار بچہ قتل کئے گئے اور باقی دو بہنوں نے بھی زہر کھا کر اپنی جانیں دیدیں
اور تیسری کو راجہ نے جبراً شادی کی مگر مارے رنج و غم کے جلد فوت ہو گئی
اور شجاع کے اہل و عیال میں سے اور کوئی باقی نہ رہا۔

(۳) برٹش برہما گزیٹیئر جلد اول صفحہ ۲۹۳ میں مصنف مذکور یوں لکھتا ہے کہ
"جب سنہ ۱۶۶۰ء میں شجاع کو اورنگ زیب کا جنرل میر جملہ کے ہاتھ
میں شکست ملی وہ ارکان بھاگا اور دریائے ناف پر ارکانی افسر نے شجاع
سے ملاقات کر کے کہا کہ آپ کی ہر طرح حفاظت کی جائے گی۔ ارکان میرو
ہونگ اسے کچھ فاصلے پر ایک رہنما آکر شجاع کو معہ اہل و عیال رہائشگاہ
کی طرف لے چلا۔ کچھ عرصہ تک آپ پناہ گزینوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا
گیا۔ مگر راجہ کا دل فوراً بدل گیا اور شجاع کی ایک بیٹی کے لئے یہ کہہ کر شادی
کا پیغام بھیجا کہ اگر بیٹی دینے سے شجاع انکار کرے تو فوراً وہ ارکان چھوڑ
کر چلا جائے۔ شجاع نے بھی گستاخانہ جواب دیا کہ کافر مردود کو اپنی بیٹی نہ
دونگا اور منسون ہوا بدلنے پر اگر جہاز ملے تو فوراً چلا جاؤں گا۔
مگر پھر راجہ نے بلا خرچ چلے جانے کا حکم دیدیا تو اس حکم کی تعمیل کر سکنے کے
قبل شجاع پر حملہ کر دیا گیا۔ شجاع نے اپنے تئیں دریا کا حوالہ کیا اور اس

حرم کی عورتیں گرفتار کرکے شہر (میو ہاؤنگ) میں لے گئے۔ جس شہزادی کے غضب انگیز حسن نے ارکانی راجے کو عاشق زار بنایا تھا اُس نے خود کو قسر راجہ کے سامنے خنجر سے اپنی جان لے لی۔ دو بیٹیوں نے زہر سکیہ جائیں دیدیں اور سب سے چھوٹی بیٹی کو جبراً راجہ نے شادی کی مگر جلد مرگئی اور دو بیٹے پانی میں ڈبو کر مارے گئے۔

(۴) مسٹر آر تھر فیاد اپنی تاریخ برہما صفحات ۱۷۸ اور ۱۷۹ میں سفرنامہ برنیار جلد اوّل صفحات ۱۲۰ اور ۱۲۷ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

" مسلمان، پرتگیز اور ہالینڈ والے (ڈچ) جو اُس وقت ارکان اور چاٹگام میں مقیم تھے اُن کی زبانی شاہ شجاع کے حالات جانکاہ برنیار کو ملی تھی۔ مگر ارکانی مؤرخین اپنے راجے کی منظالمانہ حرکت کو چھپانے کے خیال سے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ شہزادہ شجاع نے محل شاہی کو قبضہ کرنا چاہا تھا۔ اس لئے اُس کے ساتھ یوں سلوک کیا گیا۔ مگر وہ اس امر حقیقی کو دریافت نہیں کرتے ہیں کہ شجاع کو اوّل راجے نے کیوں چھیڑا تھا جو واقعی صحیح بات ہے۔ القصہ شجاع ڈھاکہ سے معہ اہل وعیال بذریعہ کشتی مگنا سے چل کر ٹیپرہ گیا اور راہ خشکی چاٹگام آیا اور پھر دریائے ناف تک پہونچا اور دریائے ناف پار ہوکر میو ہاؤنگ آیا۔ جہاں اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ میر جملہ کے ایلچی آکر بہت سا روپیہ شجاع کو حوالہ کرنے کے لئے نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ جب پر راجہ نے شجاع کی ایک بیٹی کو شادی کرنے کا پیغام دیا تو شجاع نے حقارت سے انکار کر دیا تو راجہ بڑا خفا ہوا شجاع نے راجہ کے تخت کو قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب ہوا۔ اس پر راجہ کی فوج نے شجاع کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا۔ اول

شجاع چھپ رہا بعد ازآں گرفتار ہو کر بورے میں اس کو بھر کر دریا میں ڈال دیا گیا۔ اُس کے بیٹے قتل کر دیئے گئے اور بیوی اور بیٹیوں نے خودکشی کی تھی۔

(۵) مسٹر اروے اپنی تاریخ برہما میں لکھتا ہے کہ

"الغرض ۱۶۶۱ء میں شاہ شجاع قتل کیا گیا۔ اور اس کی بیوی اور شہزادیاں راجہ کے محل میں لائی گئیں۔ بڑی بیٹی سے راجہ نے بیاہ کر لیا تھا مگر ایک سال کی مدت کے بعد راجہ کو خفیہ قتل کرنے کی سازش کے شبہ پر شجاع کی بیوی اور شہزادیاں فاقے سے مار دی گئیں۔ اور شہزادے قتل کیے گئے۔"

(۶) سر جادو ناتھ سرکار اپنی "تاریخ اورنگ" جلد دوم میں بابت شجاع کے آخر انجام کے یوں تحریر کرتا ہے کہ

"بمقام کھجوا اورنگ زیب کی فوج کے ساتھ لڑنے میں شجاع کو شکست ہوئی تو وہ بنگال آیا۔ اُس کا خیال تھا کہ وہاں وہ امن و امان سے رہ سکے گا مگر افسوس کہ "من چہ خیالم و فلک در چہ خیال" کا معاملہ گزرا۔ آخر کار ۱۲ اپریل ۱۶۶۰ء میں شجاع ڈھاکہ پہنچا مگر وہاں کے زمینداروں اور رئیسوں کو اپنا خلاف پایا۔ چونکہ میر جملہ مع شہنشاہی لشکر بسرگرمی اُس کا تعاقب کر رہا تھا اُس کو خوف ہوا کہ میر جملہ کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اس لئے ہاری ہو کر وہ اپنے اہل و عیال اور وفادار خدام کے ساتھ ڈھاکہ سے بذریعہ کشتی ڈھاپہ (جو ڈھاکہ سے آٹھ میل جنوب میں واقع ہے) گیا اور دوسرے روز سری پور (سری رام پور) پہنچا اور ہر منزل پر اس سے لوٹ والے معتبر خدام اور وزرا و مشیران اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور ۹ مئی کو بھی وہ لکھی پورہ اکے پرگنہ سے آٹھ میل چل کر بمقام

بھلوا (بھالوا) آکر قیام کیا اور قلعہ بھلوا کو قبضے میں لانے کی ہر چند کوشش کی مگر بے سود۔ شجاع کو ارکانی تنگ قزاقوں کی تائید بھی بر وقت نہ ملی ہاں ۸ر مئی کو کوئی اکتیس تنگ جنگی کشتیوں (جلبہ) سے آئے جن کو چاٹ گام کے ارکانی گورنر نے بھیجا تھا۔ اور ۱۱ر مئی کو ایک تنگ جنرل تین جہاز لے کر چاٹ گام سے آپہونچا انھوں نے شجاع کی بیکسی اور قوت و اقتدار کی تنزلی کو دیکھ کر مضبوط قلعہ بھلوا پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اُن کے راجے نے حکم دیا کہ اگر شجاع کو اپنی سلطنت ملنے کا کوئی توقع دیکھے تو اُس کی مدد کرنا ورنہ نہیں۔ چونکہ شجاع کے قبضے میں ایک قلعہ بھی نہیں تھا۔ انھوں نے صاف کہا کہ بھلوا کے قلعہ پر بلا کمک و امداد وہ حملہ نہ کر سکیں گے۔ اور کہ اگر شجاع چاہے تو اُن کی کشتیوں پر سوار ہو کر ارکان روانہ ہو یا تنہا وہیں رہ جائے"

بنگال میں کہیں اپنی جائے پناہ نہ پا کر شجاع نے ارکان جائے بغیر اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اب یہ مقام غور ہے کہ باوجودیکہ ارکان کو بنگال کے ساتھ سیاسی تنازع کے بارے میں قدیم خاطر بخیدگی تھی تو اسی حالت میں کیوں ارکانیوں نے شجاع کی امداد اور استقبال کے لفظ بھیجے اور کیوں تنگوں نے اپنے جابرانہ پالیسی کو بدل کر اتحاد اور فیاضی کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کے جواب بظاہر دو صورتوں میں نکلتے ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ چاٹگام کو ہمیشہ ارکانیوں کے قبضے میں رکھنے اور مغلوں کی مدافعت کے لئے زیادہ طاقتور لوگوں کو ضرورت تھی اور امید تھی کہ یہ کام شجاع کے ذریعہ اُن کو حاصل ہوگا۔

دوم یہ ہے کہ ارکانی شاہی دربار میں کافی تعداد مسلمانوں کا بڑا

زور اور اثر خاندان شاہی اور ارکین سلطنت پر تھا۔ چونکہ واقعات بنگال
کی خبریں برابر ارکان میں پہنچتی تھیں جب شاہ شجاع کے دردناک اور
قابل رحم خبر ارکان کی راجدھانی میں آئی تو سارے مسلمانوں نے از
روئے ہمدردی صدائے احتجاج بلند کی اور اپنے راجہ کو اس امر کی طرف
مائل کیا کہ شجاع کو سیاسی اغراض کے لئے ارکان میں ضرور آنا چاہیے
بالآخر راجہ رضامند ہوا۔ ان دونوں وجوہات میں سے ثانی الذکر
زیادہ قابل یقین اور صحیح ہے۔ اب بمقام بھلوا لوگوں کی ترغیب و حسرت
آمیز بات سن کر شجاع عالم سکتہ میں رہا اور طرح طرح کے خیالات
دل میں موج مارنے لگے۔ بعد ازاں خاموشی سے اپنے خادموں اور
رفیقوں کو حکم دیا کہ ارکان جانے کے لئے کشتیوں پر سوار ہوں۔ اس
بات نے شجاع کے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے اندر ہل چل مچا دیا۔
کیونکہ انھوں کو مگوں کی قزاقی جور و ستم بدسلوکی وحشیانہ حرکت بے
ایمانی تاجیر خوری اور ناشائستہ اوضاع و اطوار کا بخوبی علم تھا۔
جس کو بنگال کے سارے ہندو اور مسلمان خوف اور تحقیر کی نگاہ سے
دیکھتے تھے۔ علاوہ اس کے مہذب ملک سے دوری ارکان کے جنگلی
ملک میں جاکر رہنے کے خوف و خطر نے ان کے دلوں کو اور بھی گھبرا دیا۔
مگر شجاع کو اورنگ زیب کے ہاتھ میں گرفتار ہو جانے کے عوض
ارکان جانا کم خطرہ تھا وجہ یہ تھی کہ اورنگ زیب نے خود اپنے والد
شاہجہاں اور اپنے دو بھائیوں دارا شکوہ اور مراد بخش کے ساتھ جو جو
بدسلوکیاں کی تھیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ بلکہ اپنا بھتیجا سلیمان شکوہ کو
بھی ہندوستان سے خارج کر دیا تھا اس لئے شجاع کے لئے ہندوستان

Marfat.com

مقام رہائش اور نہ رہا۔ آخر کار ۱۲ مئی سنہ ۱۶۶۰ء کو اس نے صوبۂ بنگال کو چھوڑا جہاں اُس نے بیس سال تک حکومت کی تھی اور اپنے تینتالیس ۴۳ سال کی عمر بسر کی تھی اور وہ اپنے اہل و عیال اور کم از کم چالیس ہمراہیوں کو ساتھ لے کر جہاز پر سوار ہو کر ارکان کی طرف روانہ ہوا اور اُن ہمراہیوں میں سے چوبیس ۲۴ سادات تھے جن میں سے دس سادات قصبہ بارہہ کے سید عالم کے ماتحت آئے تھے اور بارہ سادات مغلیہ جو قوالی کے ماتحت تھے۔ اور باقی خدام۔ (عالمگیر نامہ صفحہ ۵۶۱ خفی خاں جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

راجہ ارکان نے ایک ایلچی چاٹ گام بھیجا تاکہ شجاع کی ہر ضروری امداد دے۔ ایلچی نے اُس سے سرحد پر ملاقات کی اور میوہاؤنگ پہنچنے پر اس کا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا گیا۔ اور اس کی رہائش گاہ کو جلوس کے ساتھ لے گئے۔ کیونکہ شجاع کی آمد سے مگ اور مسلمان دونو ہی خوش ہوئیں مسلمانوں کے لئے مسرت کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے ہاں ایک مغلیہ نسل کا مسلم شہزادہ آنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور مگوں کے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ خطرناک مغلوں کی مدافعت میں شجاع بڑا کارآمد ہو گا بلکہ بعض ضروری موقع پر وہ کام میں آئے گا۔ کچھ عرصہ تک شجاع اور اس کے ہمراہی لوگ خوشی سے دن کاٹے اور شاہ عالمگیر کی فوج کے تعاقب کا خوف نہ رہا مگر قضائے الٰہی کو کون بدل سکتا ہے؟ شجاع کے زمانہ عیش و آرام اور امن و امان چند روزہ تھا آخر کار اُسے خطرہ جانکاہ اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا پڑا۔

ولندیز تاجروں (جنھوں کی اُس وقت ارکان میں آمد و رفت تھی) کی تحریرات کا حوالہ دیتے ہوئے سر جادو ناتھ سرکار لکھتا ہے

Marfat.com

کر، ارکان کے مسلم راجہ بنگال مغلیہ اور پٹھان کی توجہ شاہ شجاع کی طرف مائل تھی اُس کا خیال تھا کہ راجہ ارکان کو قتل کر کے ارکان کو قبضے میں لائے اور بعد از آں بنگال میں چل کر اپنی قسمت آزمائی کرے۔ ارکان کے راجے نے اس سازش کی خبر پا کر شجاع کو خفیہ قتل کروانا چاہا۔ شجاع اپنے چند رفیقوں کے ساتھ جنگل میں جا کر چھپ رہا۔ مگر مگھوں نے اُسے گرفتار کر کے جسم کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا"۔

سر جادو ناتھ پھر تحریر کرتا ہے کہ "ڈچ فیکٹری ارکان رجسٹر کے سرکاری دفتر میں شجاع کے سانحہ جانکاہ کی بابت یوں پہلا بیان کیا گیا تھا کہ "۷ فروری ۱۶۶۱ء میں جب مگھوں نے شجاع کے مکان کو گھیر لیا تھا تو شجاع نے اپنے مکان کو آگ لگا دی اور اپنے اہل و عیال اور رفیقوں کے ساتھ علاقہ ٹیپرہ کی طرف جا کر جان بچا لی"۔

اور اسی ڈچ فیکٹری کا دوسرا ذکر یہ بھی ہے کہ "اگرچہ یہ کوئی یقینی امر نہیں ہے کہ شجاع بغاوت کی شروع میں مارا گیا اس کے ہمراہیوں نے اس بات کو چھپا کر جھوٹی خبر پھیلائی کہ وہ جنگل میں بھاگ گیا"۔ مذکورہ بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈچ کے نوشتے ضرور لوگوں کی زبانی سنی سنائی افواہی باتوں پر مبنی تھے اور چشم دید نہیں تھے۔

اور مورخ مذکور پھر عملی صاحب (۱۶۷۱ء) کا حوالہ دیتا ہے کہ "اس زمانے میں کوئی صحیح طور پر نہیں جانتا تھا کہ شجاع کا آخر انجام ارکان میں کیا ہوا۔ اور وہ کس ملک میں ہے یا کہ وہ موت کے پنجے میں مبتلا ہوا"۔ اور پھر خفی خان (۱۷۳۱ء) کا حوالہ دیتا ہے کہ "ارکان میں شاہ شجاع کے کل حالات اور پتہ و نشان گم ہو چکے ہیں اور ہندوستان میں بھی یہ خبر

اُس خبر بے بنیاد کے جو اورنگ زیب کو مختلف ذرائع سے ملی تھی کسی کو اُس کا پتہ و نشان معلوم نہیں مگر بہت سالوں کے بعد شجاع کی ایران میں موجودگی کی خبر ہندوستان میں آئی اور اس کا بیٹا بلند اختر ہندوستان کے مختلف مقامات میں اپنے تئیں شجاع بتا کر ظاہر ہوا اور اسی طرح ایک جھوٹا شجاع بمقام الہ آباد ۱۶۶۹ء میں گرفتار کیا گیا اور پھر دوسرا جھوٹا شجاع نے بمقام هرانگ ۱۶۶۹ء میں بغاوت برپا کر دی اور تیسرے نے ۱۶۷۲ء میں اپنے تئیں شجاع کہلا کر یوسف زئی کے علاقہ میں بغاوت چھیڑی تھی۔

(۷) "مہارانی آف ارکان" از جارج کالڈرون صفحات ۳۷ اور ۳۸ میں شجاع کے غرق کیے جانے کی تصدیق کی گئی مگر شجاع کی بیٹی کی شادی کی بابت سوانگ بھری چھوٹی باتیں بطور فسانہ لکھی گئیں اور وہ حسب ذیل ہے:

"ایک روز شاہ شجاع اپنی دو شہزادیوں آمنہ اور روشن کے ساتھ ارکان کے راجہ سے ملاقات کرنے کو جا رہا تھا۔ اوس وقت شہزادہ دولیہ ولی عہد تخت ارکان کسی جھاڑی کی آڑ میں اکیلا ٹہلتا رہا۔ اتفاقاً اس کی نظر اُن شہزادیوں پر پڑی تو وہ عاشق زار ہو گیا۔ راجا اپنے بیٹے کے لیے ایک شہزادی کا خواستگار ہوا جس کو انکار کرنے کے باعث شجاع کو معہ اہل و عیال کشتی میں چڑھا کر دریا میں ڈال دینے کا حکم دیا گیا بجز شہزادیوں کے شجاع اور اس کے بیوی بچے پانی میں غرق کیے گئے۔ شاید دولیہ کی ایما سے جلاد نے اس کی پری پیکر شہزادیوں کی جانیں بچائی تھی۔ اور کسی ماہی گیر کے زیر حمایت کچھ عرصہ تک رہیں مگر دولیہ بھیس بدل کر ہر روز وہاں جاتا تھا اور بہت پیار اور نرمی سے اُن مصیبت زدوں کو مناتا تھا بلکہ رحمت شیخ نامی خادم کو شہزادیوں

کے پاس سفارش کے لئے بھیجتا تھا جس نے کسی طرح سے شہزادی آمنہ کو سمجھا بجھا کر دولیہ کو شادی کرنے پر مائل کیا تھا۔ آخر کار دولیہ نے بہت حیلہ اور بہانہ کر کے ان دونوں شہزادیوں کو بڑی دھوم دھام سے اپنے محل میں لے گیا اور آمنہ سے شادی کی اور یوں آمنہ ارکان کی مہارانی بن گئی۔

"شہ شجاع کی بیٹیاں آمنہ و روشن آرا تھیں حسینہ خوش خصال و رشک حوران جناں
حسن میں بھی آمنہ مشہور یکتائے زماں ۔ دولیہ نہ کیوں فدا ہو جان و دل سے بیگماں"

(۸) بعض ارکانی مسلمانوں خصوصاً کمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شجاع نہ قتل کیا گیا نہ دریا میں ڈوب کر مرا بلکہ وہ کسی صورت سے اپنی جان بچا کر کہیں بھاگ گیا تھا۔

(۹) "مسٹر سان بھاؤ" ہارگریڈ لیڈر کیاب ارکانی کے تاریخدان نے بیان کیا کہ اس کو مدت گزری کلکتہ کے بنگالی سی اخبار میں مسٹر بار نے نامی فرنگی سیاح کا نوشتہ مضمون کے ذریعہ معلوم ہوا کہ شاہ شجاع کی قبر جزیرہ سولو (مجمع الجزائر شرق الہند میں) موجود ہے" اور تاریخ ملیشیا سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "ایک ہندوستانی شہزادہ وہاں جا کر پناہ گزین ہوا تھا" مگر اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ آیا وہ شجاع تھا یا کوئی اور تھا۔

پیروان شاہ شجاع اور انکی اولاد کا رہما کی طرف ہجرت کرنا

شاہ شجاع اور اس کے اہل و عیال کی اس طرح تباہی اور خانہ بربادی کے بعد اس کے جان نثار مغلیہ ہمراہیوں رفیقوں اور ان کے اہل و عیال کو ارکان میں رہنا سہنا پرخطر ہو گیا۔ بہتوں کو تو ارکانی لے

کے خلاف بغاوت کرنے کی بنا پر بلا رو رعایت قتل قید اور جرمانہ کی سزا دی گئی جس کا بیان صفحات بالا ۱۰۸ اور ۱۰۹ میں کیا جا چکا ہے۔ اور بہت سے لوگ معہ اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں کے راجہ ارکان کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے ارکان کے مختلف مقامات سے اور مختلف اوقات میں کوہ ارکان یوما سے چل کر آئے اور لوئر برما کے مختلف مقامات میں سکونت گزیں ہوئے تھے یعنی تنہ تنگو سے میڈو تک وہ بسائے گئے تھے جس کی بابت مختلف ریکارڈ اور حالات ہیں مگر طوالت کے خوف سے اس مقام پر صرف دو ایک مثال درج کرنا ضروری اور کافی سمجھتا ہوں اور وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) چنانچہ مسٹر آئی جی اسکاٹ اپر برما اور شان اسٹیٹ گزیٹیار جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۳۶۷ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۱ء میں یوں لکھتا ہے کہ اکثر التعداد ہندی مسلمان مدت دراز سے پشت در پشت یمیدین سب ڈویژن میں برہمی بستیوں کے قریب قریب بسے ہوئے ہیں اور اُن کے وہاں بسنے کی اصل وجہ وہ یوں بتاتے ہیں کہ "سنہ ۱۰۲۰ء برہمی (گھی) بمطابق سنہ ۱۶۵۸ء میں دہلی میں شاہ عالمگیر حکمران تھا (درحقیقت شاہجہاں ہے) اُس کے دو بیٹے تھے۔ چھوٹا بیٹا تو اپنے بڑے بھائی ولی عہد سے حسد کرتا تھا بالآخر اُس نے تخت و تاج کو چھین لیا تھا۔ ولی عہد شہزادہ دہلی سے تین ہزار فوج اور اہل و عیال کے ساتھ کلکتہ بھاگ آیا اور کلکتہ سے ارکان جا کر پناہ لی۔ ارکان میں وہ شہزادہ معہ اہل و عیال اور رفقائے سفر مر گئے یا مارے گئے۔ اُس وقت آوا کا راجہ بودوسنے منگا ڈنگ تھا جو حال کے راجہ آوا کا دادا تھا جس کو بیگو کا راجہ راجہ ڈریٹ لے

قید کیا تھا۔ اُس راجہ نے دہلی کے پناہ گزینوں کو ارکان سے آواز دینے کی جا
دی تھی۔ مگر جب دیکھا کہ اُن پناہ گزینوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تو
اُس نے حکم دیا کہ بذریعہ "اوسا" یعنی سات خاندان یا گروہ کی ایک
ایک جداگانہ بستی کر کے ذیل کے مقامات میں بسیں۔
رانگو۔ سیدین۔ نیاونجی۔ ینڈو۔ ملکیلا۔ میدو۔ سے نگنے (GE-NE)
کو تھلنیھی اور سیماٹ بیا۔
اُن مہاجرین کے ترسٹھ (۶۳) خاندان یا گروہ تھے اور بوجہ امن و
امان کے وہ جداگانہ بستیوں میں بسائے گئے تھے۔ ہر بستی میں اُن کی
رہائش اور کاشتکاری کے لیے قطعات اراضی جدا جدا حد بندی کر کے
دلوائے گئے۔ چنانچہ سیدین میں بسنے والے کالا مسلمانوں (مراد سفید
یا گورے مغلیہ مسلمان تھے) کی رہائش کے لیے ذیل کے حدود مقرر کیے
گئے تھے۔ یعنی:۔ شمال میں:۔ واجی بین اور لیتھینگ۔
جنوب میں:۔ سنیتھا چھاؤن۔
مشرق میں:۔ اُونبن چھاؤن۔ اور
مغرب میں:۔ لے میاؤن یادینجے۔
اور اُن کو کاشتکاری کے لیے حسب ذیل حدود کے قطعات اراضی
دلوائے گئے۔ شمال میں بی چھاؤن (جو شادوگان کے قریب ہے)
مشرق میں نیو سو یگون۔ جنوب میں کنڈ ریگون اور مغرب میں سنگے جون۔
اُن پناہ گزین مسلمانوں کو جاگیریں دیتے وقت اُن کے دونو
قطعات اراضی جنگلی اور غیر آباد تھے۔ یہ زمینیں سرکاری (کراؤن لینڈ)
شمار نہیں کی جاتی تھیں بلکہ یہ لاخراج جاگیریں تھیں جو راجہ کی طرف

سے دی گئی تھیں اور یہ اِمھوڈنسا زمین یعنی سرکاری عہدیداً کا وظیفہ یامعاوضہ خدمت والی زمین سے مطلق جدا ہے۔

اِمھوڈن سے مراد عہدیدار سرکاری ہے اور راجگان برہما کے عہد میں یہ عہدے مختلف اقسام پر مشتمل تھے۔ ایک تو اندرونی اور دوسرا بیرونی۔ اور پھر اُن کی چھ قسمیں تھیں۔ پس کلابیو یعنی گھوڑے مغل انکی ایک قسم ہے۔ اور جو زمین ان کے معاوضہ خدمت کے لئے دلوائی گئی تھی وہ اِمھوڈنسا، کہلاتی تھی)۔

کلابیوا مھوڈن سپاہی دہلی کے پناہ گزینوں میں سے خصوصًا انتخاب کئے جاتے تھے۔ جن کی تعداد عمومًا ایک سو پچاس تھی اور وہ ہمیشہ محل شاہی میں مقیم رہتے تھے اور ماہوار دس روپیہ برہمی سکّے تنخواہ پاتے تھے اور اُن کی اولاد منڈلے کے قلعہ کے گرد و نواح میں اب تک مقیم ہیں اور قریب کے اضلاع میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(۲) چنانچہ ضلع چوکسے کے سنگائین ٹیونشپ کی آٹھ بستیاں جیساکہ کنلوشن نے (SON-NGE) اور تیت سو وغیرہ اُن مسلمانوں کی ہیں جن کی تعداد تین ہزار تھی۔ اون کو جداگانہ بستیوں میں اس لئے بسائے گئے تھے کہ اُن سبھوں کی متفقہ قوت برہما راج کے خلاف عمل میں نہ لائی جاسکے"۔ (آپر برہما گزیٹیا جلد سوم صفحہ ۱۷۵)۔

اگر کوئی عہدیدار تنخواہ کے عوض جاگیر لینا چاہتا تو اُس کو وہ زمین اُس مقام سے دلوائی جاتی تھی جہاں سے وہ آیا تھا اور وہ ڈیڑھ سو عہدیدار سپاہی کا گروہ مختلف اضلاع سے منتخب کیا جاتا تھا۔ اور جو زمین اُن کو خدمت کے صلے میں ملتی تھی اُس میں اُن کے رشتہ دار کاشت کرتے تھے۔

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ یمیدین کے کلا بوہی نے اس قسم کی جاگیریں اپنی تنخواہ کے عوض میں لی تھیں۔ بہرحال اِس وقت کوئی اَمھوٹنسا زمین وہاں موجود نہیں ہے کیونکہ ہر قسم کے اَمھوٹن کا عہدہ اب منسوخ اور معدوم ہو چکا ہے۔ فی زمانہ وہ اَمھوٹن لوگ تھوجی یا بھجی (ہیڈ مین) مقرر کئے جا چکے ہیں اور اَمھوٹنسا زمین بھی سٹیٹ لینڈ یا سرکاری زمینوں میں شامل ہو گئی ہے مگر وہ اُن کی اولاد کے دخل اور قبضے میں ہیں"۔

علاوہ بریں کثیر التعداد برہما مسلمان سگائینگ آوا۔ یواسٹ جی زایون وغیرہ بستیوں میں مدت مدیا اور عرصہ بعید سے بسے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نہیں بول سکتا ہے کہ اُن کے اجداد کب اور کہاں سے آئے تھے۔ گو کہ وہ برہما لباس پہنتے اور برہمی زبان بولتے ہیں مگر وہ برہما قوم نہیں ہیں۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کی زبان کو نہیں سمجھتے ہیں سوائے چند امام یا مولوی (رسیا) کے۔ جو اُن کو قرآن اور دینیات سکھاتے ہیں۔ اور وہ اپنی ہمقوم سے شادی کرتے ہیں اور شادی کے وقت برطنی ضیافت دی جاتی ہے"۔

(برٹش برہما گزیٹیار حصہ دوم جلد سوم صفحہ ۹۶)

القصّہ وہ مغلیہ مسلمان عربی اور دیگر ہندی نسل مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر ایک قوم ہو گئے ہیں جو میڈو یا زربادی یا زیربادی کہلاتے ہیں۔ گو کہ برہمی تاریخ میں وہ "کلا بیوا" اور پاسی (فارسی) کے ناموں سے نامزد کئے گئے تھے جو اب متروک ہو چکے ہیں۔ اور اُن میں سے بہت سے مسلم افسران راجگان برہما کے عہد حکومت میں سوتھک یا سو

تھکلجی کہلاتے تھے۔ سوے کے معنی خون ہے۔ تھک یعنی پینا اور جی یعنی بڑا ہے۔ جس سے مراد راجہ کا خون پیا ہوا بڑا رشتہ دار اور معتمد افسر ہے۔
چنانچہ راجہ بودوپھیہ نے بتاریخ ۸ ماہ توسلین ۱۱۴۵ برمی بمطابق ۸ ستمبر ۱۷۸۶ء میں شہر بیندو کے ارکانی مسلم مہاجرین کو جن کو بکیمانگ کلا بیو کہتے تھے، تھنٹ اسی بن رساٹ (چیرانگ) یعنی سوتھکلجی بیندوفچی افسروں کے زمرے میں شامل کیا تھا اور وہ حسب ذیل تھے
(۱) مونگ تھون فیون روز پیدائش اتوار عمر ۴۰ سال۔ (۲) مونگ جاتن یو۔ روز تولد جمعہ عمر ۳۶ سال (۳) مونگ یاقو (یعقوب) روز تولد اتوار عمر ۴۰ سال۔ (۴) مونگ پی۔ روز تولد سنیچر عمر ۵۵ سال (۵) مونگ میاسی روز پیدائش منگل عمر ۵۶ سال (۶) مونگ پیا تھون روز تولد جمعرات عمر ۶۵ سال (۷) مونگجی روز تولد جمعرات عمر ۵۶ سال اور (۸) مونگ نن روز پیدائش جمعہ اور عمر ۴۰ سال۔
شہر بمیدین کے سوتھکلجی مسلم افسران حسب ذیل ہیں۔
(۱) مونگ موے (۲) شینجون تھورن (۳) مونگراسی (۴) مونگ جین (۵) مونگ لھاگرانی۔
شہر یاڈن رن کے سوتھکلجی مسلم افسر۔ مونگ تھا تھوے۔
شہر ٹنگو کے سوتھکلجی مسلم افسر۔ (۱) مونگ ین نیو۔ (۲) مونگ سمبوے خو۔
شہر شیڈلے " " " ۔ مونگ تھون سا۔
شہر مکٹیلا " " " ۔ (۱) مونگ چوتھون (۲) مونگ لون۔
(برہما مسلموں کے قدیم حالات صفحات ۶۸ تا ۷۰۔ از سیا پھوجے)

Marfat.com

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ کا بیان ۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء تک

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ خاندان تیموری یعنی مغلیہ ہندوستان کا آخری بادشاہ گذرا تھا جس پر اس خاندان کا نام بھی تمام ہو گیا۔ اس کی تاریخ پیدائش لفظ ابوظفر سے نکلتی ہے یعنی ۱۱۸۹ھ ہجری میں وہ پیدا ہوا تھا۔ اس بادشاہ کو شعر گوئی میں بہت دخل تھا چنانچہ اس کے اکثر اشعار ہندوستان اور برہما میں ہر اردو داں شخص کی زبان پر جاری ہیں محفل رقص و سرود میں اس کی غزلیں اکثر گائی جاتی ہیں اور خلق حال و قال صوفیان میں اس کے شعروں پر رقت آتی ہے۔ اس بادشاہ کی تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ اور شعر گوئی اور عیاشی میں صرف ہوئی۔ یہ بادشاہ علم موسیقی میں مہارت کامل رکھتا تھا اور اپنے بزرگوں یعنی شاہ عالم ثانی (۱۷۵۹-۱۸۰۶ء) اور اکبر شاہ ثانی (۱۸۰۶-۱۸۳۷ء) کے مانند برائے نام اور بطور یادگار شاہان سابق دہلی کا بادشاہ رہا کیونکہ انگریزی سرکار کمپنی بہادر[1] اس وقت درحقیقت ساری مغلیہ سلطنت کا مالک و مختار بن چکا تھا۔ سرکار کمپنی نے اس خاندان کا نام قائم رکھنے کو کئی تجویزیں خوب کی تھیں۔ ایک تجویز یہ تھی کہ اس خاندان میں بڑا بیٹا گدی نشین ہوتا ہے اور علاوہ آمدنی (پنتول) شاہی کے تنخواہ ایک لاکھ روپیہ

نوٹ:- (۱) انگریزی سرکار کمپنی بہادر سے مراد ''یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی'' یعنی متحدہ کمپنی ہند ہے جو ۱۶۱۲ء میں جہانگیر بادشاہ کی اجازت سے سورت احمدآباد اور کھمبایت میں تجارتی کارخانجات کھولے تھے۔ اور پھر قلعہ سنٹ جارج مدراس اور فورٹ ولیم کلکتہ میں بنا کر سارے ہند کا مالک بن گئی۔

Marfat.com

ماہواری بھی جاری رکھی جائے بلکہ تجویز تھی کہ چونکہ وہ قرضدار تھا سوا لاکھ روپیہ اُس کو ماہواری دیکر قرض اُس کا ادا کر دیا جائے۔ اور سرکار کا یہ بھی ارادہ تھا کہ بادشاہزادوں کو تعلیم علم کی جائے چنانچہ ایک مدرسہ شاہی مقرر ہونے والا تھا۔ قسمت نے جو گردش کھائی تو فوج انگریزی (ہندو و مسلم) بسبب تکرار کے جو اُن کے افسروں سے چربی والے کارتوس کاٹنے کی بابت واقع ہوئی منحرف ہو کر اس بادشاہ کے پاس جا کر جمع ہوئی جو صرف دہلی کے قلعے پر قابض رہا۔ اور انگریزی حکومت کے خلاف سخت بغاوت برپا کی اور اس فسادِ بغاوت کا بڑا بانی نانا صاحب والیِ بٹھور تھا۔

اور اس بغاوت کی کیفیت مجمل یہ ہے کہ چونکہ ہندوستانی اہلِ فوج میں رشتۂ ہمجنسی بہت مستحکم تھا جن میں علاوہ مدراس بمبئی اور بنگالہ وغیرہ کے سپاہیوں کے چالیس ہزار سپاہی خاص اودھ کے شریک تھے۔ غرض کہ تمام سپاہِ ہند گویا ایک جان دو قالب تھی۔ اگرچہ ہندوستانی سپاہی اپنے معمولی کام برابر کرتے تھے مگر فوجی حکام کا ادنیٰ تغیّر و تبدل انھیں کمال ناگوار ہوتا تھا اور غدر و فساد کی باتیں ظہور میں آتی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے دریا سے عبور کر کے رنگون پر حملہ کرنے سے صاف انکار کیا تھا۔ آخر مجبور ہو کر سرکار نے پنجابی سکھ فوج کو بھیجنا پڑا۔ یہ اُس نیت فساد کی پہلی علامت تھی جو سپاہ ہند سے ۱۸۵۲ء میں وقوع میں آئی۔

تیرہواں گورنر جنرل ہند لارڈ کیننگ صاحب بہادر (۱۸۵۶-۶۲ء) کے احکام میں سب سے پہلا حکم سپاہ بنگالہ کے بہت خلاف گذرا کیونکہ

مدراس اور بمبئی کی فوج تو خدمت تمام کے واسطے نوکر تھی کہ جہاں
لڑائی ہوتی تھی وہاں جانا پڑتا تھا مگر سپاہ بنگالہ فقط ہندوستان کے
واسطے تھی۔ اب لارڈ کیننگ صاحب نے حکم دیا کہ خدمت کا قاعدہ سپاہ
بنگالہ اور تمام فوج میں برابر جاری ہو جائے۔ اس قاعدہ جدید نے
نائرہ فساد کو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ چونکہ نانا صاحب کو انگریزوں نے متبنیٰ
کی پنشن بند کی وہ انگریزوں کا دشمن ہو گیا اور چاہا کہ انگریزوں کو ہندوستان
سے خارج کر دے۔ بدیں غرض اس نے روسیوں سے اور اہل فارس
اور شاہزادگان ہند اور شاہ معزول اودھ سے سازش کی۔ چونکہ
مفسد فقیروں نے جا بجا یہ افواہ پھیلا دیا تھا کہ انگریزی کارتوس میں
سؤر اور گائے کی چربی لگی ہے جس سے ہندو اور مسلمان کی ذات ٹوٹ
جائے گی۔ نانا صاحب اسے غنیمت سمجھ کر فوج باغی کا شریک ہوا۔ الغرض
۱۸۵۷ء میں ان مفسد خبر بے بنیاد سے وہم اور اشتعال خاطر ہو کر سپاہ
ہند نے علم بغاوت بلند کر کے ظلم و تعدی شروع کر دیا۔ بارکپور رانی گنج
اور برہمپور سے ابتدا فساد کی آگ بھڑک اٹھی کہ میرٹھ سے جب زور
و شور نے شروع ہو کر رفتہ رفتہ لکھنؤ دلی فیروزپور لاہور پشاور نوشہرہ
اور مردان۔ انبالہ۔ شملہ۔ مین پوری۔ کانپور کلکتہ اور الہ آباد وغیرہ بلاد
ہند تک پھیل گئی۔ اور باغیوں نے بہت سے انگریز مردوں عورتوں
اور بچوں کو قتل کر ڈالا اور خزانے لوٹ لیے۔ مگر بہادر انگریزوں
نے بہت ہوشیاری اور بڑی جانفشانی اور بہادری سے اس آتش
بغاوت کو اپنے خون سے بجھا دیا۔ اور سرداران باغی گرفتار کر کے
قتل کئے گئے اور پھر شاہ دہلی کو معہ اس کی بیوی بیگم زینت محل کے

Marfat.com

مقید کیا گیا۔ اور ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو شاہ کے مکر و دغا اور بغاوت و فساد کی تحقیقات افسران جنگی ہڈسن صاحب وغیرہ نے کی۔

القصہ جس دہلی میں خاندان مغلیہ نے ۱۵۵۶ء سے قریبًا تین سو سال تک سلطنت کی تھی۔ اسی دہلی میں اب رئیس خاندان مغلیہ روبرو سرداران دولت برطانیہ عظمٰی صفوف مجرمین میں مثل ایک ذلیل دغاباز اور نمکحرام باغی کے کھڑا کیا گیا اور پھر یہ سزا اس پر کہ حبس دوام بعبور دریائے شور ہوئی ہوئی اور بالآخر اس بادشاہ کو انگریزوں نے ۱۸۵۸ء میں مع اُن کی بیوی زینت محل اور اُس کا چھوٹا بیٹا مرزا جواں بخت اور چند رفقا و ملازمین کے ملک برہما بمقام شہر رنگون ملٹری کوارٹر لاکر مقید رکھا اور حکم کیا کہ اگر پھر ہندوستان آنے کا قصد کروگے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ شعر

بیک گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند نے نادری

اور وہاں چار سال تک شکستہ دلی اور افسردہ خالی کے ساتھ بسر کر کے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۶۲ء (مطابق ۱۲۷۹ھ) میں فالج کی بیماری سے راہی ملک عدم ہوا۔ اور اس پر خاندان تیموری کا خاتمہ ہوا۔ کسی شاعر نے اس بادشاہ کے جلوس اور وفات کی یہ تاریخ کہی۔

سراج دین بوظفر مسافر دہر سے جنت ہوا روانہ
کہ جس کے باعث مئے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اُس کے
۱۲۵۳
ہمردشش علیٰ نے سال رحلت کہا بجھا ہے چراغ دہلی
۱۲۷۹

مسلمانان شہر رنگون نے زر کثیر صرف کر کے ان کے مزار پر عالیشان پختہ مکان بنا دیا ہے۔ اور شہزادہ جوان بخت نے کسی برہمی سے شادی کر لی اور وہیں مقیم رہے۔ اور سرکار انگریزی سے پنشن یا وظیفہ پاتے رہے مگر چند سال گذرے کہ وہ فوت ہو گئے اور ان کی اولاد اب تک وہیں مقیم ہیں۔ (واقعات ہند از عبد الکریم صفحات ۷ آ تا ۲۴۴)

فصل ہفتم

طبقہ پنجم

مخلوط النسل مسلمان

حالات مسلمانان طبقہائے بالا پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فی الحال برہما اور ارکان کے نوے فی صدی مسلمان مخلوط النسل ہیں یعنی قدیم عربی ایرانی تاتاری غوری اور مغلیہ نسل کے مسلمان دیگر اقوام برہما اور ہندوستان سے مل جل کر ایک ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں جن کا فرق اور امتیاز کرنا محال ہے۔ اور خصوصاً انیس صدی عیسوی کے اوائل سے جبکہ انگریزوں نے ارکان اور برہما کو قبضے میں لا چکا تھا۔ آمد و رفت کی سہولتیں زیادہ ہونے کے سبب سے کثیر التعداد مسلم سپاہی تجار اہل علوم

Marfat.com

وفنون اور مزدور پیشہ لوگ ہندوستان کے ہر صوبہ سے آکر یہاں بس گئے جس کے باعث مسلم آبادی میں بہت ترقی ہو چکی ہے۔ برہما کے غیر آباد و جنگلی مقامات آباد ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے گھیاؤں پہننے والے روانگیہ زیر بادی اور کمان مسلمان ٹوپیاں پہننے لگے ہیں بلکہ روانگیہ مسلمانوں نے اپنی زبان بھی نووارد کثیر التعداد بنگالی بھائیوں کو لحاظ کر کے بگاڑنے اور بدلنے شروع کر دی اور اچھا خاصہ چاٹگامی کی طرح بول چال کے عادی بن چکے ہیں۔ جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ چاٹگامی ہیں نہ کہ روانگیہ۔ بلکہ نووارد انگریز یا برہما مجسٹریٹ اور جج کا یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ لوگ انڈین ہے نہ کہ ارکانی۔ بجز دیہاتی روانگیہ اور کمان مسلمانوں کے باقی ارکانی مسلمانوں کا امتیاز کرنا دشوار ہے

الغرض سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے سارے برہما کے مسلمانوں کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ جس سے برہما مسلم یا برہمیز مسلم اور ارکانی مسلم کی خاص تعداد ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اس غرض سے گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ آئندہ مردم شماری میں جو مارچ سنہ ۱۹۴۱ء میں ہونیوالی ہے۔ اُن کی خاص تعداد ظاہر ہونے کے لئے ایک ایک خاص کالم مردم شماری کی رپورٹ یا رجسٹر میں مقرر کر دے۔ کیونکہ اس وقت مسلم مدبرین اور لیڈروں نے برہما اور ارکان کے سارے مسلمانوں کے اجماع عام کو غیر قوموں کے نزدیک متفق بتلانے کے خیال سے برہما مسلم یا برہمیز مسلم اور ارکانی مسلم کی جدید اصلاح ایجاد کی ہے جس میں قدیم اور جدید مسلم باشندگان ملک برہما اور ارکان شامل ہیں اور جس کی تعریف یا ڈیفینیشن نہ انڈیا ایکٹ میں دی گئی ہے اور نہ برہما ایکٹ میں

Marfat.com

چونکہ موجودہ "ریفارم یا اصلاحی قانون" نے قلیل التعداد اقوام کرین فرنگی اور انڈین وغیرہ کو خاص یا ئندگی کا حق دیا ہے جبر برما مسلم یا برہمنز مسلم اور ارکانی مسلم باشندگان و فرزندان ملک برما کو نہیں دیا۔ اس لئے ہمارے جدید برما مسلم برادران جن کے آباؤ اجداد ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اس اصلاحی قانون کی رو سے باآسانی انڈین کے زمرے میں شامل ہو کر اپنے حقوق کو محفوظ کرنے کے قابل بن گئے ہیں۔ جدید ریفارم ملنے کے قبل ہم دونوں برما مسلم اور ہندی مسلمان ایک ہی کشتی پر سوار تھے مگر خضر ریفارم نے ہمارے ہندی بھائیوں کو ساحل مراد پر پہونچا دیا مگر برہمنز (برہمیز) مسلموں کو منجدھار بحر مواج کے تھپیڑے کھانے کے لئے تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اور بقول شاعر؎

"بسان نقش پائے رہرواں کوئے تمنا میں
نہیں اٹھنے کے قابل یاں پڑے لاچار بیٹھے ہیں"

اور قدیم مسلمانوں یعنی زیربادی روانگیہ اور کمان قوموں کو اپنے تئیں خواہ مخواہ انڈین کہلانا اپنی ضمیر کا خلاف ہوتا ہے اور زہر قاتل گمان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ انڈین سے مراد ہندو اور مسلم باشندگان ہندوستان ہیں جن کے باپ اور دادا ہندوستان میں پیدا ہوئے اور عارضی طور پر برما میں مقیم ہیں لیکن برما کے برہمیز مسلمان (زیربادی روانگیہ میڈو اور کمان) تو دائمی باشندگان اور فرزندگان برما ہیں جنھوں نے اپنے وطن پدری سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس لئے وہ کیونکر انڈین جتا کر اپنے تئیں سیاسی خودکشی کریں۔ اور اب ان کی یہ نازک حالت ہے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ؎

اگر صد سال گبر آتش فروزد
وگر یکدم درو افتد بسوزد

اس لئے اُن کا حامی اور مددگار بجز ذات پاک خداوند قدیر قدیم ورحیم کے کوئی نہیں ہے نہ راجگان اور نوابانِ ہند اُن کی حمایت کو آویں گے اور نہ سلاطین وشاہانِ عرب ترکی مصر ایران اور افغان ان کی خبر پرسی کریں گے اور کریں بھی کیونکر جبکہ انھوں میں سے کوئی یہ بتا نہیں سکتا ہے کہ اُن کے اجداد اُن ملکوں کی کس کس بستی سے یہاں آ بسے تھے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ کثیر التعداد قوم برہما چاہتی ہے کہ وہ مسلمان جن کی مادری زبان لباس اور نام برہمی نہ ہوں برہمیزیا برہما مسلم اور ارکانیز یا ارکانی مسلم نہ کہلائیں بلکہ وہ انڈین کے زمرے میں شامل کئے جائیں۔ لہذا جب تک گورنمنٹ بذر قانونی ڈیفنس مسلمانان برہما کے اس معاملے کا تصفیہ نہ کرے تو کوئی اس کا حل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ناگفتہ بہ حالت کو سدھارنے اور کشتی اسلام کی رہنمائی کے لئے اب اُن میں کوئی ایسا لائق تجربہ کار لیڈر اور رہنما نظر نہیں آتا ہے جس کو سارے مسلمانان ملک برہما اپنا کشتیبان تسلیم کر سکیں جس طرح ملکِ ہندوستان میں مولانا محمد علی شوکت علی۔ محمد علی جناح اور فضل الحق وغیرہ صاحبان ہوئے ہیں۔

Marfat.com

فصل ہشتم

طبقہ عشتم

ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان

غیر مخلوط النسل مسلمان وہ ہیں جو اب تک مذکورہ بالا طبقوں سے بذریعہ شادی بیاہ کے نہ ملے ہوں اور وہ ہندوستان کے صوبوں اور دیگر ممالک اسلامیہ سے یعنی عرب مصر ایران اور افغانستان وغیرہ سے بغرض تجارت زراعت صنعت وحرفت یا نوکری وغیرہ پیشے کے یہاں آبسے ہیں۔ اور اُن کو اپنے وطن پدری سے خاص تعلقات ہیں اور انھوں نے ملک پدری سے قطع تعلق نہیں کیا ہے اور اپنی کمائی کا کچھ حصہ اپنے مکان بھیجا کرتے ہیں اور یہاں کو گویا عارضی قیام گاہ خیال کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ بہ نسبت قدیم اراکانی اور برمی مسلمانوں کے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہیں کیونکہ یہ زیادہ محنتی ہوشیار اور لائق اور تجربہ کار ہوتے ہیں اور اپنے آبا و اجداد کے کاروبار اور طرز معشرت کو اب تک نہیں بھلایا ہے بلکہ احکام و ارکان شرع کی پابندی کا خوب پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ اور اس طبقے کے کثیر التعداد مسلمان بنگالی۔ چولیہ سورتی میمن مالاباری دمیلہ ہندوستانی پنجابی وغیرہ ہیں۔ جن کی کوشش اور مالی امداد سے ہزار ہا

مدرسے اسکول اور مکاتب اس صوبہ میں قائم ہو چکے ہیں اور مسجدیں آباد ہیں اور اسلام کو قوت اور فخر حاصل ہے۔ گویا کہ انھوں نے کفرستان برہما کو جنت نشان بنا دیا ہے۔

سینکڑوں علما و فضلائے دین۔ حافظان قرآن۔ مشائخین کرام۔ اساتذہ اور ماہرین علم و فن صنعت و حرفت اور تجارت ہر دم تازہ بتازہ وارد ہو کر اسلام کو تقویت پہونچا رہے ہیں۔ چاٹگام کلکتہ اور مدراس کے ہر ہفتہ وار جہاز کے ذریعہ ہزارہا لوگ برہما میں آتے اور برہما سے واپس جاتے ہیں۔ جن میں سے ننانوے فی صدی مزدور پیشہ ہوتے ہیں۔

اس مقام پر چند فدایان قوم و ملت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے برہما مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی زندگی اور مال کو نثار کیا ہے۔ چنانچہ جناب محمد ابراہیم یوسف کا کا صاحب سورتی مرحوم نے مسلمانان رنگون کی تائید سے سب سے پہلے مدرسۂ اسلامیہ اینگلو ورنیکولر اسکول اور یتیم خانہ شہر رنگون میں قائم کرکے ہزارہا غریب و لاوارث یتیم بچوں کو علوم دینی اور دنیاوی سے مستفیض کیا ہے جیساکہ یہ خاکسار آپ کی ظل حمایت میں مدرسہ مذکور سے جماعت ہفتم انگریزی پاس کرکے نکلا تھا۔ اور اس کے لائق مدرسین خصوصاً مولوی خورشید علی جونپوری سلیمان صنعیری بی اے۔ مولوی شہباز خاں اور منشی محمد عظیم صاحبان کی نیک صحبت اور تعلیم و تربیت سے فیضیاب ہوا۔

اور جناب مولانا سلطان احمد صاحب پنجابی کی جانفشانی اور مسلمانان رنگون کی سخاوت اور تائید سے زینت اسلام اور شوکت

Marfat.com

اسلام اردو مدرسے رنگون میں قائم کیے گئے تھے۔ اور جناب دانش علی صاحب کی عرق ریزی سے اور مسلمانان برماکی مدد سے مدرسہ رونق اسلام اور یتیم خانہ معہ مسجد کا بمقام کینڈوگلے شہر رنگون میں بنا ڈالا گیا۔ جہاں سینکڑوں لاوارث مسلم طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ اور اس کے متصل اب چند سال سے اردو ملیٹری ٹریننگ کلاس بھی قائم ہے اور مسٹر محمد یوسف بھائی میاں صاحب سورتی نے اپنے سارے جائداد قوم و ملت کی بہبودی کے لئے نثار کر کے "بھائی میاں ہائی اسکول" بمقام لوٹا ٹانگ شہر رنگون میں قائم کیا تھا جو اب "مدرسہ اسلامیہ ہائی اسکول" کے نام سے چلتا ہے۔ اور بی بی مریم صاحبہ اور مسٹر عثمان صاحب کی فیاضی اور حمایت اور مسلمانان رنگون کی تائید سے راندیریہ اینگلو ورنیکولر ہائی اسکول شہر رنگون مغل اسٹریٹ میں قائم تھا۔ اور جناب سر عبد الکریم جمال صاحب مرحوم میمن کی سخاوت فیاضی اور عالی ہمتی سے ملک برما اور ہندوستان میں سینکڑوں اسلامی مدرسے جاری ہوئے اور سب سے پہلے برما ایجوکیشنل کانفرنس ۱۹۱۰ء میں رنگون میں قائم ہوا جس میں بہت سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ حضرات ہندوستان کے شریک ہوئے تھے۔ اور اس کانفرنس نے مسلمانان برما کو خواب غفلت سے جگا دیا ہے۔ اور مسٹر رفیقی صاحب نے سب سے پہلے الرفیق پرچہ رنگون میں شائع کیا تھا۔

علاوہ ازیں جناب اسماعیل مارکن صاحب (مدراسی) کی فیاضی اور عالی دماغی سے شہر اکیاب میں سب سے پہلے اینگلو اردو ورنیکولر مڈل اسکول قائم ہوا تھا مگر انگریزی ڈپٹی رخصت کو گورنمنٹ ہائی اسکول

اکیاب کے ساتھ ملحق کیا گیا اور اب صرف فہمی اردو مڈل اسکول
آپ کے نام میں آپ کے لائق فرزندان ارجمند نے قائم رکھا ہے۔
اور جناب امام اسماعیل صاحب ثاقب تیمی کی کوشش اور
حمایت سے اردو مڈل اسکول بمقام قیم ممبیا میں ۱۸۹۵ء میں قائم ہوا
تھا جہاں اس کمترین نے جماعت ہفتم اردو ۱۹۰۷ء میں پاس کیا تھا۔
اور جناب او میا نگ اور پھو کھائن صاحبان سٹڈرڈی کی جانفشانی
اور سر عبد الکریم صاحب کی تائید سے مدرسہ سنت جماعت سوسائٹی
اور مڈل اسکول اسٹڈوے کا بنا ڈالا گیا۔ جس کا یہ کمترین عرصہ پانچ
سال تک ہیڈ ماسٹر رہا۔ اور جہاں سے سکنڈری گریڈ مدرسی کا امتحان
پاس کرنے کے بعد اردو ایلیمنٹری ٹریننگ کلاس اکیاب کی ہیڈ ماسٹری
کے عہدہ پر ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب میں لایا گیا اور
قریباً سات سال تک کے بعد پھر اپنے عہدہ قدیمی پر مقرر ہو کر منڈوے
جانا پڑا جہاں سے ۱۹۲۶ء میں تھرڈ گریڈ پلیڈرشپ (وکالتی) کے
امتحان میں شریک ہوا تھا۔
جناب اُو با اُو صاحب اور دیگر برہما مسلموں کی تائید سے مسلم
انگلو ورنیکولر ہائی اسکول بمقام کنڈ جے گلے رنگون میں قائم ہوا ہے علاوہ
بریں مسلمانان رنگون کی کوشش اور حمایت سے اردو اخبارات جیسا
کہ "برہما مسلم" "شیر اور مجاہد" اور برہمی زبان میں "نیو لائٹ آف برہما"
جاری ہوئے۔
اسلامی تعلیم کی ترقی کے باعث وہ مسلمان ڈپٹی انسپکٹران
مدارس اردو ہیں جنھوں نے بہ زاد دقت و کوشش تماشہ برہما کے

ہر گوشے میں جاکر عوام الناس کو تعلیم و تربیت کی ترغیب دلا کر کثیر التعداد
اُردو مدارس اور مکاتب قرآن خوانی اور دینیات کے لئے قائم کروائے
چنانچہ مسٹر محمد یوسف چھاپنیا صاحب سُنگولی سب سے پہلے ڈپٹی انسپکٹر
محمڈن اسکولز برہما سنہ ۱۹۰۶ء میں مقرر ہو کر برہما مسلمانوں کو خواب سے بیدار
کیا تھا اور ان کا جانشین سنہ ۱۹۰۷ء میں جناب استاذی مولوی عبد الغفار
صاحب سالک اسلام آبادی سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ رنگون
ہوا۔ بعد آزاں سنہ ۱۹۱۱ء میں حلقہ ارکان کے لئے دوسرا ڈپٹی انسپکٹر
مسٹر اسد اللہ اسلام آبادی مقرر ہوا جن کی کوشش سے ارکان
میں بہت سے اُردو پرائمری اور مڈل قائم ہوئے اور اُردو ایلیمنٹری ٹیچرز
ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب میں کھولا گیا جو سنہ ۱۹۲۶ء میں
بند ہو گیا۔ اور سنہ ۱۹۲۴ء میں مسٹر احسان الحق صاحب بی اے الہ آبادی تیسرا
ڈپٹی انسپکٹر مقرر کیا گیا۔ اب مذکورہ ڈپٹی انسپکٹروں کے پنشن پر جانے
کے سبب سے انھوں کے جانشین لائق فرزندان برہما ہوئے ہیں یعنی
مسٹر عبد الغفار صاحب ارکانی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی (علیگ) مسٹر فیاض الدین
صاحب ارکانی بی اے۔ بی ٹی (علیگ) اور مسٹر ہارون تواکی۔ بی اے بی ٹی
فی الحال مشائخین کرام اور علمائے عظام کی تعداد جو بغرض ارشاد
و تبلیغ ملک برہما میں تشریف لایا کرتے ہیں بیشمار ہے مگر خصوصاً ذیل کے
ہستیاں قابل ذکر ہیں جنھوں نے بہت سے گمراہوں کو راہِ حق پر لایا ہے
اور تیرہ دلوں کو فیض روحانی بخشا ہے اور کفرستان برہما سے کفر و
ضلالت کی گھٹا دور کر رہے ہیں۔
(۱) سنہ ۱۹۲۲ء سے آنحضور فیضگنجور عمدۃ السالکین و زبدۃ العارفین و

قطب ارشاد پیرنا و مرشدنا جناب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کھلوی دام فیوضہٗ نقشبندی و مجددی خلیفۂ اعظم شیخ المشائخ امام العارفین غوث زماں و قطب دوراں جناب حضرت مولانا شاہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر صاحب دہلوی فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ اولادِ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی تھے) ضلع اکیاب بنگال اور آسام سے سرہند شریف تک برہما اور رنگون میں کثیر التعداد مسلمانوں کو فیوض و برکاتِ روحانی سے مستفیض فرما رہے ہیں اور اکثر علماء و فضلاء ارکان بنگال آسام اور الہ آباد وغیرہ آپ کے حلقہ بگوشاں ہیں۔ چنانچہ جناب مولوی عبد الشکور صاحب ارکانی (میوریکلی) جو جو مولانا شاہ صاحب ممدوح کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب ارکانی تاجر، مولوی عبد الحکیم صاحب ٹنگفروی۔ مولوی عبد الجلیل و مولوی مخلص الرحمٰن صاحبان چاند ماہی اور مولوی فضل الکریم و مولوی قاضی فضل احمد صاحبان میو ہنگی اور مولوی جد اللہ الحسین و مولوی محمد اسلام صاحبان بنگالی اور مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب الہ آبادی اور مولوی ظہیر الدین صاحب بہاری وغیرہ آپ کے حلقہ بگوشاں میں سے ہیں۔

(۲) علاوہ بریں جناب حافظ حامد حسین صاحب نقشبندی مجددی اعظم گڑھی اور جناب سید عبد القادر صاحب مدنی قادری بھی یہاں آکر بہت سے لوگوں کو مرید کر رہے ہیں۔

(۳) اور خاندانِ عظامیہ کے مشائخ کرام و پیرانِ عظام نے شہر رنگون اکیاب۔ پیگو۔ منڈلے اور دیگر بلاد برہما میں اپنے

Marfat.com

زاویے یا خانقاہیں قائم کی گئیں اور ذکر جلی ترتیب اور عربی میلاد شریف پڑھنا اس طریقہ جدیدہ عربیہ کا لازمی امر ہے۔ سینکڑوں کچھ اراکانی اور برہما مسلمان اس طریقت جدیدہ کے پیرو اور عاملان احکام شریعت بن چکے ہیں۔ اور برہما کا فرقہ امرا قیام زاویہ اور اس کی ترقی کے لئے کثیر رقم روپے نثار کر چکا ہے۔

فصل نہم

ضروری باتیں

(۱) ارکانی اور برہما مسلموں کے قومی نام اور ان کی وجہ تسمیہ

قومی ترانہ

برہما ہی کیا پیارا اک گلستاں ہمارا — ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ بوستاں ہمارا
ہر سو سے مار رہے ہیں بانگِ مرغانِ سحری — باغ عدن بنا یہ کفرستاں ہمارا
خونِ جگر سے ہمنے کی اس کی آبیاشی — ہر برگ و گل ہے اس کا رطب اللساں ہمارا
اے زر آباد برہما ہی تجھکو یاد وہ دن ہے؟ — اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

دکھن سے عرب آئے پورب سے آئے تاتار | پچھم سے آیا ہندی سیلِ رواں ہمارا
کیا بچے نہ کیا سہر مشرق سے تا بہ مغرب | خاکِ مگان وارکان وہ قصہ خواں ہمارا
تاتاری تیر بازی غوری کی گرز بازی | عربوں کی تیغ بازی قومی نشاں ہمارا
چشمِ فلک نے دیکھا کیا تھی ہماری قوت | تاریخ کے صفحوں میں بھی ہے بیاں ہمارا
سکہ ہمارا جاری تھا ارکان میں سلیمے | سکوں پہ بھی تھا روشن کلمہ ایماں ہمارا
کھنڈر میں سیسے بت کے جالے تو پوچھ ذرہ بھی نا | اسلام نے ہے چھوڑا کیا کیا نشاں ہمارا
اسلام و اہلِ اسلام ہرگز نہ مٹنے والے | سینے میں جب ہے قرآں کہ حرزِ جاں ہمارا
میڈو کمان کیا ہے؟ زربادی رخامی کیا! | برہما کا یہ ہر قومی نام و نشاں ہمارا
برہما کے ہم مکیں ہیں برہما مسلم تو ہم ہیں | پیارا خلیل کو ہے ہر ہر جواں ہمارا

واضح ہو کہ ملک برہما کے قدیم مسلمانوں میں سے جو قسمت ارکان میں رہتے ہیں وہ عموماً روہنیہ یا رواںگمہ۔ رخامی رخنگی یا روشنگی اور کمان کہلاتے ہیں اور جو لوگ شہر شڈوے اور ارکان یوما کے مشرقی حصے میں سکونت گزیں ہیں وہ عموماً زربادی یا زیر بادی۔ آنوا (آوا یا ہوا مسلمان) اور میڈو مسلمان کے نام سے مشہور ہیں۔ درحقیقت ارکانی اور برہما مسلموں کے قدیم قومی نام یہی ہیں جو صدیوں سے بولے جا رہے ہیں مگر افسوس ان کا ذکر نہ انڈیا ایکٹ میں کیا گیا ہے نہ برہما ایکٹ میں اور نہ مردم شماری کی رپورٹ میں بکمال صحت اور بوضاحت بتایا گیا ہے۔ لہٰذا واقفیت عام کے لئے اس مقام پر ان ناموں کی قدامت اور وجہ تسمیہ یکجا قلمبند کرنا ضروری ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:-

(ا) روانیہ یا رونگمیہ | اب ہمیں بنظر امعان اس امر کی تحقیق و تفتیش کرنا لازم ہے کہ کیوں ارکانی مسلمانوں کو علاوہ رخامی رخنگی

اور روشنگی کے رودانیہ - رونگیہ یا رونگی بولتے ہیں۔ ان الفاظ کا مادہ اور وجہ تسمیہ اور تاریخی ثبوت کیا ہو سکتا ہے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کسی پرانے عمدہ لذیذ پھل کی گھٹلی ہے جو مدت مدید اور عرصہ نامعلوم تک مختلف صورتوں سے چبائے جانے کے سبب سے حال کی مبدل شکلوں میں نظر آتی ہے یعنی یہ الفاظ روانیہ یا روانگیہ یا روانگی درحقیقت عربی الفاظ رحمہ رحمیہ یا رحمی کے بگاڑے ہوئے ہیں جو نام اہل عرب نے ورمہ برہما یا خلیج بنگال کے کنارے ملک کے لئے آٹھویں صدی عیسوی میں نامزد کئے تھے۔ (ہاروے صفحہ ۱۔ فیار صفحات ۲۶۹ و ۲۷۰)

لیکن بمطابق مسٹر فانچ انگریز سیاح کا تذکرہ بابت ارکان یوں ہے کہ "۱۵۸۵ء میں چاٹگام راجہ روان (RUON) کا ماتحت تھا......"

علاوہ ازیں فی الحال چاٹگام والے ارکان کو روحام - روان یا روانگ بولا کرتے ہیں اور شہر میونگ کو بھی روانگ بولتے ہیں اور ابھی ضلع اکیاب کی چند مسلم بستیاں جیسا کہ روانگیہ پاڑہ قیوقتو اور شہر اکیاب میں، روانگیہ ڈنگ (بوتھیڈنگ اور منگڈو میں) یوں مشہور ہیں اور دریائے تیموکے جوڑے دھانہ کو جو جنبلی کے کنارے واقع ہے، دریائے رحموبا رحمو بولتے ہیں۔ اب اس سے عیاں ہے کہ روحام - رحمو رمو روانگ اور روان مبدل صورتیں ہیں لفظ رحمہ کی جس کا معنی رحم کیا گیا ہے اور جو عربی مصدر رحم سے آیا ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ بقول بزرگان یہ ہے کہ قدیم زمانے میں راجگان برہما اور ارکان نے مسلمانوں سے رحم کے ساتھ برتاؤ کیا تھا اس لئے متقدمین نے یوں نام دیا۔ اور اس کے باشندے رحمی

Marfat.com

یا رحیمہ کہلاتے تھے۔ مگر اس اصل نام رحمہ۔ رحمی یا رحیمہ کو خاصکر اراکانی مگوں اور چاٹ گام کے عوام الناس نے بگاڑ دیا ہے کیونکہ وہ لوگ "عبدالرحمن" کو بگاڑ کر عدور وانگ یا۔ رانیہ بولنے کے عادی ہیں۔

اور دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمانہ سلف میں رامری کو "راما ودی" یسکو کو "رامانیہ" اور رنگون کے قرب وجوار کے کسی مقام کو راما نگر بلائے جاتے تھے۔ اور عربوں کی سماعت میں "رام یا راما" کا لفظ "رحمہ" معلوم ہوتا ہوگا اس لئے وہ یوں معرب کیا گیا۔

الغرض غالباً برہما مسلموں کا قومی نام تیرہویں صدی عیسوی کے قبل (یعنی تاتاری فاتحوں اور ایرانی تجار کے برہما میں آنے کے قبل) اور اراکانی مسلمانوں کا پندرھویں صدی عیسوی کے قبل (یعنی غوری فاتحوں اور شاہ شجاع کی مغلیہ فوج کی آمد کے قبل) ضرور یہی واحد نام رحمہ یا رحمی تھا جس کو ہمارے برہما مسلم بھائیوں نے ترک کر کے فارسی نام زربادی یا زیر بادی اور برہمی نام اَنوُا اور میڈو وغیرہ نام اختیار کر لیا ہے اور اراکانی مسلمانوں نے حال کی بگڑی ہوئی صورت "روانگیہ" وغیرہ میں اب تک قائم رکھا ہے تاکہ اون کا اصل عربی نسل ہونے کا پتہ چل سکے۔

۲۔ رُخامی یا رخنگی اور روشنگی

رُخام اور رُخنگ ضرور رکھائینگ یا رکھاپورہ سے مشتق ہیں جس سے مراد ارکان ہے اور ارکان کی وجہ تسمیہ صفحہ ۲۵ بالا میں دی گئی ہے۔ اور رخامی اور رخنگی سے ارکانی مراد ہے۔ کیونکہ ارکانی مگھی زبان میں "رکھائنگ پرے" اور برہمی زبان میں "یکھائنگ پیے" ملک ارکان کو کہتے ہیں اور "رکھائنگ یا یکھائنگ۔ رکھائنگی یا یکھائنچی" ارکانی کو بولتے ہیں۔ رکھا کا معنی کوئی مردم خور ہوتا ہے

اور کوئی محافظ بتاتا ہے۔

مگر زمانہ سابق میں ارکان کو "دھنیاودی" (یعنی دھان کی دادی یا دھان پیدا ہونے والا دیش) بھی بولا جاتا تھا جو اب تک ادبی و مذہبی کتب میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور تاریخ ارکان روشنگ بنجالی اور سید شاہ علاول رحمہ اور دیگر مسلم مصنفین کی کتب میں ارکان کے نام "روشنگ اور رخام" دیئے گئے ہیں۔ بقول بزرگان ارکان کا رخام پڑنے کا سبب یہ بھی ہے کہ یہاں ایک قسم کی سفید دھات ملتی تھی جس سے چاندی حلتی تھی۔ اور ارکان میں اس کو رخام بولا جاتا تھا۔ اور یہ بمطابق لغت کشوری عربی لفظ ہے جس کے معنی پتھر سفید اور نرم ہے اس لیے ارکان کو رخام یعنی چاندی کا دیس بولا جاتا تھا اور برہما کو زرآباد یا سونے کا دیس کیونکہ وہاں سونا بکثرت ملتا تھا۔

چونکہ چاٹگام اور ارکان میں بعض بستیاں روشنگری اور روشنگر لگ یا روشن بیں کے نام سے موسوم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بنگال نے سلطان نصرت شاہ کے عہد سے ارکان کو روشن یا روشنگ نام دیا ہوگا جس کے باعث تاریخ ارکان "روشنگ بنجالی" (یعنی ارکان کی تاریخ منظوم) کے نام سے موسوم ہوا۔ کیونکہ نصرت شاہ کی یادگار تالاب وغیرہ چاٹگام کی روشنگری بستی میں موجود ہیں اور ارکان کے شہر میوہاؤنگ میں اوسی کا نام کندہ ایک پتھر ہے۔ اس کا سبب بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔

لیکن سرکار انگریزی نے انیسویں صدی عیسوی کے فارسی اسناد (سرٹیفکیٹ) اور پٹے جس سے کونگ یعنی گاؤں کا تحصیلدار اور زمیندار

مقرر کیا جاتا تھا، اور فارسی خط و کتابت میں ارکان کو رخنگ استعمال کیا ہے اور مسٹر روبرٹسن کے مصنفہ "فرسٹ برہمیس وار کے سیاسی واقعات" میں ریکان (RECON) ارکان کو اور "رخنگی" ارکانی کو نامزد کیا گیا ہے۔

مذکورہ بیانوں سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جب پندرھویں صدی عیسوی سے ہندی مسلمان رفتہ رفتہ ارکان میں سکونت گزیں ہوتے گئے تو انھوں نے لفظ رکھائنگ پر فارسیت کے رنگ چڑھا کر اُسے مختلف صورتوں میں ضرور استعمال کیا تھا جن کی پیروی کرتے ہوئے ارکانی مسلم شعرا اور علما نے اپنی تصانیف میں رخام رخنگ اور روشنگ کا زمانہ کے تغیّر و تبدّل کے مطابق استعمال کیا ہے۔ مگر باوجود اس قدر انقلابات اور حوادثِ زمانہ کے لفظ "رحمی" نے اپنی قدرتی قوت کو بگڑی ہوئی صورتِ حال "رواتیہ یا روانگیہ" میں قائم رکھا ہے کیونکہ عوام الناس کے روزمرہ بول چال میں یہی لفظ مستعمل ہوتا ہے۔

(۳) زرباذی — فی الحال برہمی زبان بولنے والے مسلمانوں کو کوئی زرباذی بولتا ہے اور کوئی زیرباذی۔ اور برہمی زبان کی تواریخ "کونبنگ سٹ" اور "مہاراجوین" میں کلا بیو۔ پاسی (فارسی) برہما مسلموں کے نام دیئے گئے۔ مگر عوام الناس تو عموماً زیرباذی ہی بولا کرتے ہیں۔ بلکہ سرکاری دفاتر میں بھی یہ لفظ رفتہ رفتہ جگہ پا رہا ہے۔ مگر ابھی اس امر کی تفتیش کرنی لازم ہے کہ تاریخی حیثیت سے کونسا نام اصل قدیم فصیح اور صحیح تر ہے اور اس بارے میں اس کمترین ناقص الفہم کی ذاتی رائے حسبِ ذیل ہے۔

درحقیقت زرباذی اور زیرباذی یہ دونوں فارسی الفاظ ہیں۔

Marfat.com

اول الذکر زرآباد سے نکلا ہے جو زر (سونا) اور آباد (دیس) سے مرکب ہے اور تخفیف کے لحاظ سے آ محذوف پڑا ہے اور اس سے سونے کا دیس "برہما" مراد ہے۔ اور ثانی الذکر زیرآباد سے آیا ہے جو زیر (نیچے) اور آباد (دیس) سے مرکب ہے اور تخفیف کی رو سے آ محذوف ہوا ہے۔ اور اس سے مراد "لوئر برہما" یا نیچے برہما کا دیس ہے۔ جس کو برہمی زبان میں "اوک پیے" یا "اوک میا نمہ پیے" بولا جاتا ہے۔ اصول کی رو سے اول الذکر سارے برہما کو کلیتہً حاوی کرتا ہے اور ثانی الذکر جز ہے جو کل پر حاوی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور لوئر برہما ہی تک محدود ہے۔

اگر ہم بغور تعمق مقابلہ اور مواخذہ کے ساتھ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں بیشک یہ پتہ چلتا ہے کہ درحقیقت زرآباد یا زریاد صحیح ترجمہ ہے سنسکرت اور پالی لفظ سورن بھومی یا سُبرن بھومی کا۔ سورن یا سبرن بمعنی سونا اور بھومی بمعنی زمین یا دیس ہے جس سے "ڈرمیا سُّہ شوے پیے دو" یعنی زرآباد ملک برہما مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سُبرن بھومی کا ذکر گوتم بدھ کے حالاتِ زندگی اور دیگر بدھ مذہب کی کتب جتاکا وغیرہ میں کیا گیا ہے اور برہمی تاریخ۔ ادب اور راجگان برہما کے خطوط و کتابت اور اخبارات میں بھی پایا جاتا ہے (دیکھو راجہ برہما کے خطوط سفارت آوا میں)

علاوہ ازیں لاسن نامی فرنگی جغرافیہ دان نے ٹولیمی کے نامزد "خرسیے" کو تھاٹھوں اور پیگو کا علاقہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ لغت میں خرسیے کا معنی سونا ہے اور تھاٹھون تلائن زبان میں سونے کو کہتے ہیں۔ جو خرسیے کا ہم معنی لفظ ہے اگلے زمانے میں تھاٹھون اور پیگو بڑے بندرگاہ تھے جہاں سے سونا دساور کو جاتا تھا اور عرب ایرانی اور فرنگی تجار آ کر

Marfat.com

سیاح وہاں آتے تھے بلکہ وہاں بغرض تجارت بستے تھے۔ جنھوں نے اپنی اپنی زبان میں ضرور اس ملک کا نام یوں صحیح ترجمانی کر کے دیا تھا۔ مگر وہ سونا یہاں نہیں ملتا تھا بلکہ چین کے مغربی علاقہ یونن وغیرہ سے یہاں آتا تھا اور خود آپر برہما کے بعض مقامات میں سونا ملنا جغرافیہ سے بھی ثابت ہے۔ و نیز سفرنامہ سر مارکو پولو جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں ملک "زر زندان" کا ذکر ہے جس کا محل وقوع بمطابق نقشہ مارکو پولو یونن اور بھامو کے درمیان ہے اور جس کو تاتاریوں نے سنہ ۱۲۷۲ء میں برہما سے چھین لیا تھا (دیکھو صفحہ ۸ بالا میں) اور صوبہ زر زندان کی وجہ تسمیہ مسلم اور فرنگی مورخین رشید الدین اور بار وغیرہ یوں بتاتے ہیں کہ یہاں سونا بکثرت ملتا ہے اور یہاں کے لوگ اپنے دانتوں پر سونے کے خول بطور زینت لگاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ چونا اور کتھا کو پان کے ساتھ چبا کر یہاں کے لوگ اپنے دانتوں کو سرخ یا سنہرے رنگ کے بناتے ہیں جو رواج ہند چینی میں عام ہے۔ اس لئے اس ملک کا نام "زر زندان" پڑا ہے۔"

مزید برآں فی زمانہ برہما لوگ لفظ شوے یعنی زر کا استعمال محبت پیار اور عزت کے موقع پر کرنا کمال فصاحت بلاغت اور فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مثلاً شوے میو ڈو (سنہرا شہر مثلاً) شوے کنڈو (تخت زریں) اور شوے ڈگون (سنہرا بتخانہ) وغیرہ۔ اس لئے زر بادی سے سنہرے دیس والا مراد ہے۔

اب امور مذکورہ بالا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تیرہویں صدی عیسوی سے فارسی زبان بولنے والے مسلمانوں یعنی تاتاری مغل وغیرہ

Marfat.com

کے برہما میں آنے کے سبب سے زیرباد اور زربادی کا استعمال ملک برہما اور اہل برہما کے بیان میں ضرور کیا تھا بلکہ راجگان برہما و اراکان کے درباروں میں بھی فارسی اور عربی زبانوں کے ماہر و کامل مترجمین موجود تھے جنہوں نے مسلم قیر زندان برہما کے صحیح نام زربادی کی ترجمانی میں ضرور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا جو سبزن بھومی کا ہم معنی تاریخی نام سے منسوب ہے۔ اس لیے برہما مسلموں کو اکثر لوگ زربادی بولتے ہیں مگر قریباً چھ سو سال کی مدت دراز میں لفظ زربادی نے اپنی اصلی صورت بدل کر زیربادی کی شکل پکڑلی ہے جو غلط عام فصیح الکلام بن رہا ہے۔

اب اس سے عیاں ہے کہ لفظ "زربادی" برہما مسلموں کا زیادہ قدیم اصل اور فصیح نام ہے بہ نسبت زیربادی وغیرہ کے۔

(۴) زیربادی | اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ درحقیقت زیرباد سے لوئر برہما مراد ہے اور زیربادی سے لوئر برہما والا جو سارے برہما اور اہل برہما کو کلیتہً ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ اب ہمیں دوسرے پہلو سے تحقیق تفتیش اور مواخذہ دیکھنا لازمی امر ہے کہ تاریخ کے رو سے اس کا مادہ اور وجہ تسمیہ کیا ہے اور کس حد تک اس کی صحت ہو سکتی ہے؟

یوں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ زیرباد موسمی ہوا کا نام ہے جس کے ذریعہ سے تجارتی جہاز برہما میں آتے جاتے تھے اور ایرانی مسلمان سوداگروں نے یہ نام رکھا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ زیرباد بگڑا ہوا لفظ زرباد یا زرباج کا ہے جو ملایا کا ایک مقام ہے جہاں سے عربی نسل مسلمان برہما میں آکر بسے تھے مگر تحقیق کتب قصص کے ملک زیرباد کا ذکر کسی

Marfat.com

تاریخ برہما میں پایا نہیں جاتا ہے۔ ہاں بیشک ارکان کی لکھی تاریخ اور رونگ یجالی نامی بنگالی تاریخ میں اس لفظ زیر بادی کا ہم معنی نام آوک تھا۔ دیا گیا ہے جس سے مراد برہما قوم ہے یعنی برہمی زبان بولنے والے لوگ جن میں مسلمان اور بدھ دونوں شامل ہیں۔ آوک بمعنی زیر اور تھا بمعنی آبادی ہے اور ارکانی لوگ اب تک ان کو یوں پکارتے ہیں کیونکہ برہما کے بہت پرانے راجدھانیاں تھاریکھیتر اور پگان وغیرہ کی محل وقوع ارکان کے دارالحکومتوں کے نیچے کے عرض البلد پر واقع تھیں جہاں سے برہما قوم نے رفتہ رفتہ شمال کی جانب چل کر آوا منڈلے اور امرپورہ میں پایہ تخت بنایا تھا جو دراصل قوم شان کے مقبوضات تھے۔

علاوہ ازیں اوسط زمانے کے تلائن اور مسلمان لوگ جو پیگو تھاٹون اور مرتبان وغیرہ میں رہتے تھے وہ بہ نسبت برہما قوم کے زیادہ تہذیب یافتہ اور علوم وفنون میں اعلیٰ پایہ کے تھے جب برہموں نے ملک تلائن کو فتح کیا تھا تو ان تلائن اور مسلمانوں کو جبراً پکڑ کے اوپر برہما میں لاکر بسائے گئے جو اوپر کے صفحہ ۲۲، ۵۳ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیشک وہ لوگ وہیں جا کر اپنی شرافت اور تہذیب کے امتیاز کے لئے فخریہ اپنے تئیں زیر بادی (نیچے دیس والا) ضرور جتاتے تھے۔ جو کہ ان کا شایان شان تھا۔ مگر بعض لوگ اپنی نئی بستی کے نام سے بھی موسوم ہوئے جیسا کہ آنوا (آوا) اور میے ڈو مسلمان۔

اس وقت لفظ زیر بادی کو بعض لوگ تحقیر آمیز خیال کرتے ہیں خصوصاً ارکان کے مگ لوگ اپنی پڑوسی فاتح قوم برہما کو اپنے قدیمی بغض وعناد کے سبب سے یوں بلایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا اوپر کے بیانوں سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ تاریخی حیثیت سے لفظ زِربادی اصل قدیم اور فصیح تر ہے اور زیربادی نسبتاً جدید اور غیر فصیح ہے۔

میڈو — مے ڈو یا میڈو در حقیقت ضلع شویبو (اپر برما) کا ایک پرانا شہر ہے جو یونن منی پور اور ارکان کے درمیان واقع ہونے کے سبب سے بڑی فوجی چھاؤنی بنا ہوا تھا جس کو قبلہ خاں کے سپہ سالار نصیر الدین نے ۱۲۷۷ء میں فتح کر لیا تھا اس لئے وہاں رفتہ رفتہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات کے مسلمان (عرب، ترکی، ایرانی ہندی اور ارکانی) جا کر بسے تھے یا بسائے گئے تھے جو اوپر کے صفحات ۵۳ و ۵۴ اور ۱۲۳ کے بیانوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اس شہر کی قوت بازو پر عالم بھیرا اور دیگر راجگان برما نازاں تھے۔ کیونکہ ہر مشکل مہم اور نازک وقت میں یہاں کے مسلمان بڑے کارآمد اور منتخب ثابت ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں کے قدیم مسلمان اپنے تئیں فخر کے ساتھ ”میڈو“ کہلاتے تھے اور ان کی اولاد اب تک اسی نام سے مشہور ہیں گو کہ برمی تاریخ میں وہ کلا یو وغیرہ نام دئے گئے ہیں جو اب متروک ہو چکے ہیں۔ اس لئے ”میڈو“ برما مسلموں کا ایک معزز قومی نام ہے جو شہر میڈو کی مسلم جنگی قوم سے منسوب ہے۔

مطابق برما مسلموں کے قدیم حالات کے اس خاندان کے بزرگ بانیان شہر میڈو قاضی سوے وا۔ قاضی سوے زون۔ قاضی بنتوا۔ قاضی میا لچیا۔ من سیہا رامن نمیو گونڈ ریٹ من لو ابرہ اور من نالورہ تھے جو سنہ ۹ برمی مطابق سنہ ۱۲۴۲ عیسوی میں شہر

آوا کے راجہ سنے کے عہد میں تین ہزار ارکانی مسلم مہاجرین کے ساتھ یہاں بسے تھے ۔ معلوم ہو کہ ملک برہما کے پچیس شہروں میں سے بارہ مقامات میں وہ ارکانی مہاجرین بسائے گئے تھے ۔ یعنی ٹنگو ۔ پمیدین ۔ ینگرن ۔ ننگھڑو ۔ ینگڈلے ۔ یومی ۔ رسین تھا ۔ شپتترا ۔ میڈو ۔ ڈپیرن اور تفسوبے ۔ (برہما مسلموں کے قدیم حالات از سیا چھوسے صفحہ ۳۰ تا ۴۲ ، جس کا بیان صفحہ ۱۵۷ بالا میں کیا گیا ہے ۔

(۴) ملک برہما کی حکومت

(۱) راجگان برہما کے طرز حکومت

علاوہ "اِنشے مِنٗ" ذولیعہد سلطنت ، "امتٗ جی" ۔ (وزیر اعظم) ، وُون یا وُنجی (وزرا یا اعلیٰ افسران) وغیرہ کے راجگان برہما کی حکومت کے لئے حسب ذیل افسران مقرر کئے جاتے تھے ۔

(۱) بُوئین (Bo.. BIN) نوا فلاع کا گورنر یا حاکم اعلیٰ ہوتا تھا جس کو راجہ منڈون کے عہد حکومت میں "بِشے وُنڈ و مہو تِنا تِھنگا میو ددن منجی مہا وُنگا ڈنگ جو سوا" شاہی خطاب یا اعزازی نام ملتا تھا ۔ اور وہ ایک ڈویژن کا اعلیٰ حاکم عدالت ودیوانی اور فوجی افسر ہوتا تھا ۔

(ب) اس کا رکن یا مددگار ایک سکریٹری یا ناظم ہوتا تھا جس کو "کیا کنگ سایے جی" کہتے تھے ۔ وہ سارے احکام وُنڈ و مہو کی اجازت سے نافذ کرتا تھا اور عدالت اور فوجداری مقدمے کی سماعت کرتا تھا ۔

(ج) وُنھو ایک افسر ہوتا تھا جو وُون اور سوبوا کے ماتحت مقرر کیا جاتا تھا

Marfat.com

(د) میو وُدن کسی خاص شہر کے حاکم اعلیٰ کو کہتے تھے جس کا رتبہ وُنڈو
وُھو کے نیچے ہوتا تھا شہر کے باہر اس کا حکم نہیں چلتا تھا اور وہ عدالت
اور فوجداری مقدمے کا فیصلہ کرتا تھا اور خراج شاہی بھی وصول کرتا تھا

(ہ) مِن تِتھو اعلیٰ فوجی افسر (سپہ سالار) کو کہتے تھے جو وُنڈو وُھو کے
ماتحت ہوتا تھا۔

(و) مین سائیے منشی سے ذرا اعلیٰ رتبہ کا اور مِن تِتھو کے نیچے درجہ کا افسر
تھا جس کو عدالت و فوجداری اور وصول خراج اور محصولات کا اختیار یا
مجاز تھا۔

(ز) مِن گاؤنگ نیچے درجے کے افسران ہوتے تھے جن کو عدالت دیوانی
اور فوجداری اور وصول خراج کا مجاز تھا۔

(ح) میو تھوجی شہر کے حاکم کو کہتے تھے۔

(ط) تھوجی۔ کھجی یا یوا کجی (ارکانی زد اسو گری کہتے ہیں) یا چی تھاجی
بستی کے حاکم کو کہتے تھے۔" (آزر رہا گزیٹیا حصّہ دوم جلد سوم صفحہ ۱۴۳)

(۲) انگریزی حکومت | ۱۸۲۹ء سے سارا ملک رہما سرکار
انگریزی کے قبضے میں آگیا اور ۱۹۱۹ء کے قبل اس کی حکومت کے لئے
ایک حاکم اعلیٰ وائسرائے ہند کے ماتحت مقرر کیا جاتا تھا جس کو لفٹنٹ
گورنر کہتے تھے۔ اور اس کی مدد اور مشورہ کے لئے ایک کاؤنسل (مجلس
قانون ساز) ہوتا تھا لیکن ۱۹۱۹ء سے دو آرکی حکومت قائم کی گئی اور
بجائے لفٹنٹ گورنر کے ایک گورنر حاکم اعلیٰ وائسرائے ہند کے ماتحت
متعین کیا گیا جسکی تائید اور مشورہ کے لئے ایک سو تین ممبروں کا لجسلیٹیو
کونسل (مجلس واضع قوانین) منتخب کیا جاتا تھا اور دو وزرا محکمہ

جنگلات اور سررشتہ تعلیم وغیرہ کی نگرانی کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ گورنر کے ماتحت آٹھ کمشنر (جو ہر ڈویژن کا حاکم اعلیٰ ہے جس کو "دن تھڈو منجی" کہتے ہیں) اور بیالیس ڈپٹی کمشنر یعنی نائب کمشنر یا جج (جس کو ہر ضلع کا حاکم اعلیٰ یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا "ارے باخنگ" کہتے ہیں) مقرر کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر سب ڈویژن کی حکومت کے لئے ایک سب ڈویژنل افسر یا مجسٹریٹ (جس کو "نے بانگ ویزن تھک من" کہتے ہیں) اور ہر ٹون شپ کے لئے ایک ٹون شپ افسر یا مجسٹریٹ (جس کو "میوک" کہتے ہیں) اور ہر بڑی بستی یا چند چھوٹی بستیوں کی حکومت کے لئے ایک ایک ہیڈمن (جس کو کبھی "یوتھوجی" یا "ر و اسوگری" کہتے ہیں) منتخب کئے جاتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ۔ ٹیون شپ مجسٹریٹ اور ہیڈ مین حسب قانون علاوہ خراج یا محصولات وصول کرنے کے فوجداری اور عدالت کے بعض مقدموں کی سماعت کرتے ہیں۔ مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کمشنر اپیل کے مقدمے بھی فیصلہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے عدالت گستری کے لئے سنہ ۱۹۲۲ء میں شہر رنگون میں ہائی کورٹ قائم کیا گیا ہے جس میں جج مقرر کئے جاتے ہیں اور ہائی کورٹ کے ماتحت ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ہر ڈویژن میں متعین ہیں۔ جس کے ماتحت ایڈیشنل یا اسسٹنٹ سیشن جج۔ سب ڈویژنل جج اور ٹیون شپ جج مقرر کئے جاتے ہیں۔

لیکن گول میز کانفرنس لندن اور سائمن کمیشن کی سفارش کی رو سے برٹش پارلیمنٹ نے سنہ ۱۹۳۶ء سے برہما کو ہندوستان سے علیحدہ (سپاریشن) کیا ہے اس لئے موجودہ حکومت برہما کے لئے ایک گورنر مقرر

کیا گیا ہے جس کے ماتحت اٹھانوے محکمے حوالہ کیے گئے ہیں۔ اور دو مجالس قانون ساز منتخب ہوتے ہیں۔ اور اُن میں سے سات محکمے خاص گورنر کے اختیار میں اور باقی اکیانوے محکمے اہل برما کے اختیار میں دیئے گئے ہیں یعنی ایک سو تیس منتخب شدہ اناسی ممبروں (لوگوں کے نمائندوں) کے ماتحت ہیں۔ اور اُن ممبروں میں نو وزرا جن میں سے ایک وزیر اعظم ہوتا ہے، اور نو سکریٹری تنخواہ پر مقرر کیے جاتے ہیں اور ان اناسی ممبروں کی جماعت کو لوئر ہاؤس (خانہ زیرین) کہتے ہیں۔ علاوہ اس کے گورنر کی تائید اور مشورہ کے لیے ایک ہوم ممبر اور چھتیس ممبران اپر ہاؤس (خانہ بالا) کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔

محکمے جو گورنر کے خاص اختیار میں ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں

(۱) محکمہ جنگ (۲) محکمہ دینی عیسائیت (۳) محکمہ ریاستہائے دیسی اور سرحدی صوبجات (۴) محکمہ کرنسی اور سکہ جات (روپیہ پیسہ اور نوٹ کاغذ وغیرہ بنانا) اور تبادلہ سکہ جات (اکسچینج) (۵) محکمہ تقرر افسران اور (۶) محکمات تعلقات غیر ملکی۔ بنک۔ ریلوے تار برقی تجارت اور مدافعت فوجی (بری بحری اور ہوائی)

مگر معلوم ہو کہ جب اہل برما خوب لائق سلطنت کے بن جائیں گے یہ محکمے بھی رفتہ رفتہ اُن کو حوالہ کر دیئے جائیں گے۔ مگر اس مقام پر ہم سارے ارکانی اور برما مسلم فرزندان برما کو بہت حسرت حیرت اور غیرت کی نگاہ سے دیکھنا پڑتا ہے کہ قلیل التعداد اقوام یعنی کرین کے لیے بارہ ۱۲ نمائندے اہل ہند (انڈین) کے واسطے آٹھ ۸ اینگلو برہمن کے لیے دو ۲ اور یوروپین (فرنگی) کے واسطے تین نمائندے مخصوص

Marfat.com

کیے گئے ہیں اور باقی ایک سو سات جنرل کنسٹی ٹیونسی کے لیے جس میں کثیر التعداد قوم برہما ہے۔ اور برہما مسلموں اور اراکانی مسلموں کو خاص نمائندگی کا حق نہیں ملا ہے۔ اور وہ گویا فٹ بال کے گیند بنے ہوئے ہیں۔ گوکہ سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے اُن کی تعداد قریباً چھ لاکھ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں بھی قریباً یہی ہے۔ یعنی وہ برہما میں پہلے درجے کی قلیل التعداد قوم ہیں۔ (۱)

(۳) مادرِ برہما کو فریادِ برہما مسلم

برہما ماتا! اے ہماری جانِ جاں! — چھوڑ کر تجھ کو چلیں ہم تو کہاں
خوبصورت پاک طینت تو تو ہے — چشمۂ فیض اور برکت تو تو ہے
دلربائی میں تو یکتائے زماں — ہے محبت تجھ سے سب کو بےگماں
تھے ترے شیدائیاں خاقانِ چیں — اور شہنشہ ہند و انگلینڈ بالیقیں
مہر و انجم بھی ترے حلقہ بگوش — پاسبانی کرتے ہیں وہ نورپوش
کیا حفاظت تیری ہے قدرت نے کی! — سربفلک کوہ و سمندر سے کی
کیا پہاڑ تیری بنے ہیں اوڑھنیاں! — چوم رہا ہے بحر تیری ایڑیاں
زیبِ تن تیرے ہیں گل اور سبزہ زار — کیوں نہ ہو خلق اللہ تجھ پر جاں نثار
کرتی ہے پنکھا تجھے بادِ نسیم — کرتی ہے دلشاد بھی بادِ شمیم

نوٹ:۔ سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ شائع نہیں کی گئی ہے

Marfat.com

ابرِ رحمت تجھ پہ لاتا ہے خدا — سیر وہ عالم کو کرتا ہے سدا
ہیں وہ لبریز ندیاں تیری رنگین — کہ ازل سے گا رہی تیرے گیت ہیں
کیا مقدس نہر ہے ایراودی — ہے رواں تیرے جگر میں وہ ندی
تیرے شکم میں نہاں ہیں سیم و زر — اور یاقوت لعل و گوہر سربسر
گود میں تیری پلے صدیوں سے ہم — ساتھ تیرے دودھ سے بچوں کے ہم
تیرے بچے ہیں مسلمان بھی کوئی — کوئی تو بدھ اور کرسچن بھی کوئی
مسلم و بدھ ہیں تیری دو تیلیاں — جن سے دیکھی تھی صواب و غلطیاں
یا وہ دونوں ہیں ترے دو دست و پا — کر رہے ہیں بندگی تیری سدا
پر "انا الموجود لا غیری" کا دم — بھر رہے ہیں اہلِ بدھ اب بیش و کم
برہما مسلم ہیں تجھ سے باوفا — کیوں بلائے جاتے ہیں اب ہم کلا؟
برہما مسلم بندگانِ خستہ حال — پی رہے ہیں خونِ دل ہو کر ملال
پیار سے پالتی تھی تو ہم کو یہاں — وہ ہماری قدر و عزت ہے کہاں؟
تھے ہمارے قدرداں خرد و کلاں — راجگانِ برہما و ارکان بھی یہاں
ہم تناصرین سے تو تا ارکان تھے — اور پیگو سے تا زر و تندان تھے
چپے چپے پر جبیں کا ہے نشان — وہ پرانی مسجدیں اور بدریکن
فوجِ عربی اور ہندی میں تھے ہم — فوجِ بری اور بحری میں تھے ہم
تیری حرمت میں بھی ہم تو کٹ مرے — تا سیام و چین و آسام جا لڑے
لڑ چکے ہم بہرِ آزادی تری — واسطے تیرے لڑیں گے ہر گھڑی
ہے ہمارے خون آلود تیری خاک — اُس کا خود شاہد ہے تو اے ارضِ پاک
ہم کو اب یہ عرض کرنا اشتیاق — "اپنے بچوں کو تو رکھ باالتفاق"
ہے خلیلؔ کمتریں کی یہ دعا — سب مسلمانوں کو خوش رکھ اے خدا

Marfat.com

(۴) تعلیمی حالات

معلوم ہو کہ انیسویں صدی عیسوی کے قبل سارے ملک برہما کے مسلمانوں کی دینی تعلیم کی حالت ویسی تھی جیسی کہ دیگر بلاد اسلامیہ میں رائج تھی یعنی مساجد مکاتب اور مدارس میں دیسی زبان سے ماہر کامل معلمین خواندکاراں یا ملاجی صاحبان بلا تنخواہ یا با تنخواہ قرآن مجید اور دینیات وغیرہ لطرز صوت اور سبیں و بحوان حتی الامکان اکبری[1] اصول تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے پڑھایا کرتے تھے۔ مدت معینہ میں قرآن شریف ختم کرانے کے بعد دینیات کے ضروری مسائل کو بصورت نظم اور نثر پڑھانے کے علاوہ فاتحہ خوانی۔ زیارت خطبات جمعہ عیدین اور نکاح عربی مولود شریف اور دعوات مرگ مناجات وغیرہ بھی سکھائے جاتے تھے۔ بریں غرض علمائے متقدمین برہما اور ارکان نے برہمی یا مگھی اور ارکانی مسلم زبان میں لکھی ہوئی کتب دینیات فقہ اور تصوف وغیرہ جیسا کہ مراۃ الکونین اور خلاصۃ الفقہ (برہمی یا مگھی میں لکھی ہوئی کتابیں) تحفۂ نصیحہ اور سراجیہ وغیرہ (عربی حروف میں) کو ترجمہ کر کے دینیات وغیرہ کے بحر محیط کو کوزے میں بھر دیا ہے جن کو پڑھ کر عوام الناس اب تک اس کی ہدایت پذیر ہو رہے ہیں۔ اس مقام پر مشہور علمائے ارکان کی تصانیف سے چند نمونے عام مسلمانوں کی آگاہی کے لئے نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو قدیم ارکانی مسلمانوں کی رسم تحریر کے مطابق حسب ذیل ہیں۔

(۱) چنانچہ سید شاہ عالاول رحمہ اپنی تحفۂ نصیحہ میں لکھتے ہیں:

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   قرآن نے شِیرِ عجی جُھما عشیم
پُر بھور مِصیما آگے کرھوں عقار   نَر وَنَس آعادی سجن زاھار
شُنو بے آکاش تھاپیے کھمبر بِنو   نَرکا شَبے آکاشے کختر زشتی یالو
النج گرھوعرش ممت دِلیے جنو   کھیتے نقار کھو شنکا آسے کنو

[1] شہنشاہ اکبر کے نصاب تعلیم جو قدیم زمانہ میں رائج تھے۔

Marfat.com

باپ کنلو را اپنے تماکی جدی تکی بو　نیتی دیتی علس ہم اوڑھاے نرا تلی
بید تر وغتی تیلو غتی مشغب جایے　جاری شط بسر ے کنلو را لا غو یا ہے
حیض نفاس جدی پتر و کنیا ہے　کان خور بنگ کیاد بیاں نسخ

(۲) مولانا عبد المطلب صاحب ارکانی کیدائی میں یوں تحریر فرماتے ہیں

شکل بتیشید اکیا کبیسے نتعے　یک شھسر ک بتو شط چندر ھے
مشروعہ شھسی وتین شط تیج دش　تاتے فرض یک شط حوسا یا فرتش
واجب چندر شط تو اشی جا نبیا　منت شطلک ار تو سائط یا سا
بتو شط ایر بان مستحاب صحی　غیر مشروعہ بید شط بان ا تی
لے سعے سلیش تاتے مباح ھعے شرو　نرغ شط ار بان اسعے مکروہ
جنل دفط ستر بش حوام پر تا تک　مفید شطک چندر شون یک یک

حدلیتر ری اوی تشہد شہادت　لاٹی بارا اکیا دیسے کرد اشارت
تقار را ویے تار ے نیشن کہ یسے　ابو حنیفاء تار ے حرام کھیسے

(۳) اور مولانا اسماعیل صاحب ارکانی اپنی سراجیہ میں لکھتے ہیں کہ:-

سراجی شفینہ با کو کتیت بوزیا　جنی اسماعیل کھے بدھو کے بھانا
جرا تیو یا بر کتھا ستون مھا شعے　میں ات حصہ جان سعے مت ھعے
یرمت دوبی حصہ ھنتے یک پاسے　جرا تیت جاری ھنتے یک حصہ لے
کیو تیتے اشط حصہ ھعتے یک تیتو　جیتر یت تین ھنتے دوبی بھاگ لیتو
بتیمت تین بھاگ یک بھاگ ھعے　ششتمت سعے عنفتر یک عنفتر لعے

ثقف باپ جھی رہت ہ شو تیلے دیا جیت ہ خصمے یا سب جی رہت ہ
تماکیل شو تا شوت ہ اربھان یتر ستوت ہ تب عز دیا نیب نسعے ہ
اریک مت لولے ہ جنری تر کنیا ھعلے ہ یاتیمت جاری ھتے یک ہ

الغرض اسی طرح دینیات کے مسائل کو اپنی مادری زبان میں

سیکھ ایک شخص اچھا خاصہ عالم یا خواندکار بن سکتا تھا۔ مگر اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے
فارسی عربی اور اردو کی کتب درسیہ عربی مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھیں علاقہ
قیو قتو اور منگلڑو وغیرہ میں ایسے مدرسے جا بجا قائم تھے جہاں اکثر طلبا مدت قلیل
تک عربی اور فارسی سیکھ کر بنگال اور ہندوستان کے دار العلوم عربیہ میں جا کر
علمیت کے اسناد اور دستار بندی حاصل کر کے آتے ہیں اس لیے ان علاقوں
میں علما کی کثرت ہے۔ اور اس وقت بنگال اور ہندوستان میں عربی تعلیم پانے والے
طلبا کی تعداد قریباً پانسو ہیں۔ میں نے بچشم خود بہت سے ارکانی طلبہ کو مدرسہ
نیو اسکیم اور دار العلوم چاٹگام میں۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں، مدرسہ فتح پوری اور
نعمانیہ اور طبیہ کالج دہلی میں فروری سنہ ۱۹۴۱ء میں پڑھتے دیکھا ہے اور مدرسہ
دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں بعض پڑھتے ہیں۔

بعد فراغت تحصیل قرآن خوانی اور دینیات عموماً اکثر مسلم لڑکے کبھی
کیاؤں یا ساہو سیادمک یا برہما پنڈت کے مدرسے میں جا کر کبھی پالی یا برمی زبان
سیکھتے تھے اور چند سال کے عرصے میں علم ادب، حساب، نجوم اور طب میں مہارت تامہ
کامل پیدا کر لیتے تھے۔ بودھ مگھی اور پنڈت مسلم طلبہ کے ساتھ بلا تعصب نیک برتاؤ
کرتے تھے۔ مگر دیگر بدھ مذہب والے طلبہ کی طرح مسلم طلبہ کو بھی فرش پر پیشانی
رکھ کر اپنے استاد کے آداب بجا لاتے ہوئے چند گھنٹے رہنا پڑتے تھے (اسی سبب
سے مجھے اور میرے چند رفیقوں کو مگ پنڈت کا درس چھوڑنا پڑا کیونکہ یہ کام شرعاً
ناجائز تھا) اپنے استاد بودھ مگھی یا پنڈت کی سفارش یا لیاقت اور نیک اخلاق
کے اسناد کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو راجگان برہما اور ارکان کے دربار اور
دفاتر میں نوکریاں بھی ملتی تھیں۔ اور وہ اپنے استادوں کے پاس تحفے وغیرہ
بھیجکر ان کے ساتھ مربیانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اور اسی طرح گرل کے لڑکے
بھی فارسی سیکھنے کی غرض سے اسلامی مدرسے میں داخل ہوتے تھے۔ اور مدت
قلیل میں مہارت کامل پیدا کر لیتے تھے۔

لیکن انگریزی عملداری کے بعد سے یعنی انیسویں صدی تک انیسویں صدی کے وسط

Marfat.com

برہما میں عام تعلیم و تربیت کے لئے علحدہ سررشتہ قائم کیا گیا اور سررشتہ تعلیم برہما نے برہمی انگریزی اور اردو سکھانے کے لئے باقاعدہ اسکول جابجا جاری کر دیئے چونکہ فارسی دان علما اور عوام الناس کے دماغ میں فارسی کی اشرف الکلامی کی شیخی بھری ہوئی تھی برہمی کے ذریعہ انگریزی پڑھنا حرام اور خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ برہموں اور مگوں نے اس سنہرے موقع کو نہیں کھویا اور جلدی سے انگریزی سیکھ کر عہدہائے جلیلہ قبضے میں لائے اور مسلمان منہ تکتے رہ گئے۔ چونکہ کثیر التعداد ہندوستانی سپاہی افسران۔ تجار اور مزدور پیشہ لوگ برہما میں مقیم ہونے لگے ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہم مسئلہ پیش ہوا انڈیا گورنمنٹ کی سفارش پر اور ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے حکم سے سارے برہما اور اراکان میں اردو تعلیم کے لئے بہت سے امدادی مدرسے اور اسکول قائم کر دیئے گئے تھے بلکہ کثیر التعداد اراکانی مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے اردو پڑھانے والے مدرسین فراہم کرنے کی غرض سے پرائمری اور سکنڈری گریڈ ٹیچرز ٹریننگ کلاس سرکاری نارمل اسکول اکیاب میں کھول دیئے گئے مگر اس زبان کو سکھانے والے ٹرینڈ مدرسین یہاں موجود نہ تھے اس لئے پہلے پہل بنگال کے مولوی اور ملاجی صاحبان مقرر کیے گئے جو اردو کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت کے معمولی قاعدے بھی نا آشنا تھے۔ اور کافی تعداد اسکولوں کی اراکان میں قائم کرنے کے بعد وہ نارمل اسکول شہر مولمین میں منتقل کیا گیا جہاں چند سال تک جاری رکھنے کے بعد اردو پرائمری اور سکنڈری ٹیچرز کلاس برہما کے سرکاری نارمل اسکولوں سے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے گئے۔ ہاں بیسویں صدی عیسوی کے اوائل سے اردو ایلیمنٹری ٹریننگ کلاس اکیاب رنگون اور وغیرہ میں کھول دیئے گئے ہیں۔

اول اول بچوں کے والدین اور مربیوں کو اردو تعلیم کی ترغیب دلانے کے لئے ہر کامیاب طلبہ کے لئے انعام دیا گیا اور بعد ازاں یا تجھدی اسکول بھی قائم کر دیئے گئے اور سفری ٹرینڈ مدرسین بھی مقرر کر دیئے گئے اس زمانے میں ہر مدرس سند یافتہ یا بلا سند یافتہ کے حلوا روٹی بہت گرم رہے

کیونکہ معلمین اور مدرسین کو تو منیجر اور لبتی والوں سے کھانے پینے کے علاوہ قدیم دستور کے مطابق مقررہ تنخواہ سالانہ بھی ملتی تھی اور سرکاری انعام کا بھی پورا پورا کچھ حصہ ملتا رہا۔ اسی سبب سے قدیم عربی و فارسی مدرسوں کو اردو نے اپنے رنگ پر لایا اور حلقہ حامیانِ اردو وسیع ہوتا گیا۔ اور رفتہ رفتہ کثیر التعداد ویلنٹری ٹرینڈ مدرسین پیدا ہونے لگے۔ مگر جب سے اہلِ زبان ہندوستانی مدرسین اردو اسکولوں میں تعلیم دینے لگے تب سے اردو کے قالب میں نئی جان آگئی اور دیسی مدرسین بھی تحریر اور تقریر میں کامل بننے لگے بلکہ اکثر مدرسین خارجی امتحان دیگر اردو کی جماعت نہم اور دہم اور سکنڈری گریڈ اور ہائر گریڈ بھی پاس کر چکے ہیں اور اردو مڈل اور ہائی اسکول بھی رنگون اور ارکان میں قائم ہو چکے ہیں۔ لیکن اسی اثنا میں گورنمنٹ نے انعام اور عطیہ کی پالیسی کو بدل کر مدرسین اور منیجر کے لئے تنخواہ مقرر کر دی ہے اور جا بجا گورنمنٹ اردو اسکول یا ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپال بورڈ اسکول کھول دیئے ہیں حتی کہ صوبہ برہما میں تین ڈپٹی انسپکٹر مدارس اردو مقرر کئے گئے یعنی ایک حلقہ ارکان میں دوسرا اپر برہما کے لئے اور تیسرا لوئر برہما اور انڈمان کے لئے۔ مگر افسوس اردو مدارس کے لئے کوئی خاص انسپکٹر آف اسکولز اب تک مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ گوکہ برہما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے یہ زور تجاویز پاس کر کے برہما گورنمنٹ سے بارہا استدعا بھی کی ہے۔

الغرض اسی اثنا میں سر سبز باغ اردو پر باد مخالفت کے جھونکے چلنے لگے اور بیخ کن تحریکات شروع ہو چکی ہیں۔ مخالفین اردو کہتے ہیں کہ "کیوں ہمارے بچوں کو اس زبان کی تعلیم دیں جن کی مادری اور دیسی زبان اردو نہیں ہے۔ اور نصف صدی کی اردو تعلیم نے کتنے لائق شخص پیدا کئے جو اپنے اجداد اور دیگر ابنائے وطن کے ذخیرۂ معلومات کو صحیح اردو میں ترجمانی کر سکے اور کوئی اردو برہما لغت تیار کر سکے۔ اس لئے اردو نے ہماری قدیم رفتار ترقی میں رکاوٹ ڈالدی ہے۔ اور جبتک اس کے ساتھ ہی ساتھ

برہمی زبان لازمی طور سے نہ سکھائی جائے تو ہم کبھی بھی اپنے مافی الضمیر کو دیگر برادران وطن کے آگے ظاہر کرنے کے قابل نہ ہونگے بلکہ کونسل میں بحیثیت ممبری جاکر الو بن کر بیٹھے رہنا پڑے گا اور ہم کو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ آیا ہمارے مخالفین ہمیں دعا دیتے ہیں یا گالیاں"۔

اِس راز کے افشا کرنے سے ہرگز میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ اُردو تعلیم مطلق چھوڑ دی جائے۔ بغرض تعلیم دینیات ہمارے بچوں کو اُردو سکھانا از حد ضروری ہے بلکہ جب تک کافی تعداد کتب دینیات۔ ادبی اور اخلاق کا ترجمہ برہمی زبان میں نہ کیا جائے سررشتہ تعلیم برہما میں اُردو قائم رکھنی چاہئے۔ اور مخالفین کو بھی ایسے تباہ کن پالیسی سے باز آنا چاہئے۔

---

(۴) رسومات فاتحہ اور دعوات خوانی

برہما اور اراکان کے قدیم علمائے کرام اور مشائخین عظام نے انواع و اقسام کی رسومات فاتحہ خوانی اور دعوات خوانی برائے دفع آفات و بلیات ایجاد کی تھیں چنانچہ نیازی فاتحہ بارواح جملہ انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام۔ دعوات مرگ مناجات ختم اکبر اور ختم جلالین وغیرہ۔ اور اسی غرض سے مختلف اقسام کی مٹھائیاں شیرینیاں اور اشیائے خوردنی پکوائی جاتی تھیں۔ جیسا کہ (۱) چار دانہ کی شیرینی۔ جو چاول کے آٹے چار سیر ٹوکری کا ناپ / دودھ اور چینی چار سیر ہر ایک اور گھی ایک سیر اور نمک ایک پاؤ سیر کے تناسب سے پکائی جاتی تھیں (۲) مالیدہ چاول کے بھنے ہوئے آٹے چینی یا گڑ اور ناریل کے دودھ اور نمک سے بنائے ہوئے لڈو کو کہتے تھے (۳) ست پیر یا شنو پیر اور خواجہ پیر کی شیرینی صرف دودھ اور کیلے سے بنتی تھی اور اور (۴) ستر دانہ یا سات دانہ محرم کی دسویں تاریخ میں انواع اقسام کے بیج دانے اور کبوتر یا گائے بکری کے گوشت ملاکر بطور کھچڑی پکاتے ہیں۔ اور ان سب چیزوں کو بکمال آداب و احتیاط اور باطہارت تیار کرتے تھے اور بلا فاتحہ اُن کا تناول کرنا گناہ اور باعث نزول آفات اور بلیات گمان کیا جاتا تھا کہ جنین اور نفوس والی

عورتیں ایسی فاتحہ کیواسطے ابتک نہیں بناتی ہیں۔ سوائے سات دانہ کے باقی چیزوں کا فاتحہ اب متروک ہوگیا ہے۔

قدیم رسومات کی پیرو بعض ضعیف عورتوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ فاتحہ کے طبق اور بڑے برتن میں اپنے ہر خویش و اقرب مردہ کے لئے جدا گانہ حصہ شیرینی کا رکھتی اور ملاجی صاحب سے ہر ایک مردہ کا نام بتا کر فاتحہ دلواتی تھیں اور بنڈ دے کے دیہات میں بعض ملا ایک پیالہ تاڑی اور کچھ پیسے بھی طبق پر لا رکھنے کے لئے دعوی کرتے تھے۔ مگر مرگی مفاجات کے دعوات خوان ملاجی صاحبان ترک حیوانات کو بر وقت دعوت خوانی ابتک ملحوظ رکھتے ہیں۔

(۵) برہما کے کشتی اور کشتی کے تماشے

قدیم زمانے سے کشتی کے کھیل اور کشتی کا تماشہ علاوہ ترٹ پیٹ بر برہما ناچ گانے کے برہما کے قومی کھیل تماشے بنے ہوئے ہیں جن میں اکثر برہما اور ارکانی مسلمان بھی شریک ہو کر خوشیاں مناتے ہیں۔

(۱) کشتی کا کھیل یا تماشہ:۔ اکثر مسلم بستیوں میں اپریل اور مئی کے مہینے میں یہ تماشہ بڑے دھوم دھام سے ہوتا ہے جس میں قریب اور بعید کے مسلم مگ اور برہما کشتی باز جوان پہلوان (بلی) اور تماشبین آکر تماشہ گاہ میں جمع ہوتے ہیں۔ کشتی باز اکھاڑے میں ناچتے اور کودتے ہیں اور رؤسائے بستی کے حکم سے کشتی پکڑتے ہیں۔ ہار جیت کا فیصلہ رؤسا کرتے ہیں اور بستی کے فنڈ کے روپے سے کشتی بازوں کو حسب لیاقت اور کمالیت انعام دیا جاتا ہے۔ مگر سب سے بڑے پہلوان کو جھنڈا اور سنہری بار دیہائی تمغہ بھی ملتے ہیں بعض وقت یہ تماشہ دو تین روز تک قائم رہتا ہے۔ اور بستی والے دور کے مہمانوں کو کھلاتے پلاتے بھی ہیں۔ بلا سرکاری اجازت نامہ حاصل کئے یہ تماشہ بنا قانوناً منع ہے اور بستی کے رؤسا ہر فتنہ و فساد کو روکنے اور امن و امان قائم رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(ب) کشتی کا تماشہ:۔ اس تماشے کے لئے برہما مگ اور مسلم بستیوں میں بیس چالیس ہاتھ لمبی کشتیاں خاص کر بنوا کر رکھتے ہیں۔ ہر کشتی کو بیس چالیس نوجوان ناچتے گاتے ہوئے زور سے

Marfat.com

دیکھتے ہیں۔ تماشہ گاہ دریا کے کنارے مقرر کی جاتی ہے جہاں دور دراز کی کشتیاں اور تماشائی جمع ہوتے ہیں بستی کے رئیسا کے حکم پر دو تین کشتیاں ایک دفعہ باری باری چھوڑ دی جاتی ہیں۔ رئیسا اور حکام ان کا معائنہ کر کے ہار جیت کا فیصلہ کرتے ہیں اسی طرح ساری کشتیوں کو چلوانے کے بعد ہر جیتنے والی کشتی کو جھنڈا اور تمغہ دلوا دیئے جاتے ہیں اور ساری کشتی والوں کو ناشتہ اور کھانا پینا بھی خوشی سے کھلاتے پلاتے ہیں اور تماشہ گاہ میں جابجا دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ بعض وقت دو تین روز تک یہ تماشہ قائم رہتا ہے۔ پہلے سے سرکاری اجازت نامہ لینے کے بغیر یہ تماشہ بتانا بھی قانوناً ناجائز ہے۔

(۶) مسلم شکاری اور ہرن شکار

چونکہ اہل بدھ کے نزدیک جانوروں کا شکار منع ہے۔ قدیم زمانے سے عموماً ساکن رہا اور ارکان کے مسلمان ہر قسم کے شکار کے بڑے مشتاق رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ارکان کا پلان پاڑہ (مسلم شکاری بستی) اور آہر یہا کا گسو بوموڑ شکاری بستی یعنی شو بوان شکاریوں کے نام سے موسوم ہوئے۔ مگر ہرنوں کا زندہ شکار پکڑنا خاص کر ارکانی مسلمانوں کا کام رہا ہے جس کو دیگر قومیں حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ علاوہ بندوق اور دیگر ذرائع کے اکثر ارکانی مسلمان سن یا ٹ کے رسیوں سے بنائے ہوئے موٹے جال کے ذریعہ بھادوں، کنوار اور کاتک کے مہینوں میں جبکہ دھان ہرے ہو گئے لگتے ہیں پیدل یا کشتی سے چلکر ہرن کا شکار کیا کرتے ہیں۔ قریب اور دور کی شکار گاہ کے جنگلوں میں جا کر اول استاد شکاری لوگ ہرن کے نقوش قدم کو تلاش کر کے تحقیق و تدقیق ان کا معائنہ کر کے ہرن کی موجودگی کا پتہ لگاتے ہیں اور بعد ازاں جنگل کے تین اطراف جال کھڑے کر دیتے جاتے ہیں اور ایک سے طرف سے شور وغل مچانے کے لئے سب لوگ کھڑے رہتے ہیں اور ہر جال کے بیچوں بیچ میں ایک ایک طاقتور نوجوان ہرن پکڑنے کے لئے جھاڑی کی آڑ میں چھپ رہتا ہے اور جب استاد شکاری جنگل کے اندر گھس کر جھاڑیوں کو ہلا دیتے ہیں اور لوگ شور مچاتے ہیں تو ہرن دیوانہ وار دوڑ کر جال میں پھنس جاتا ہے اور چوکی دینے والا جوان فوراً اپنے ہرن کو اپنی قوت بازو سے جکڑ لیتا ہے کیونکہ جال خود ہرن کو مقید کر لیتا ہے۔ بعض اوقات ایک یا دو درجن ہرن یوں دستیاب ہوتے ہیں بعض ہرن کو مضبوط رسی سے ہاتھ پیر جکڑ کر بند کر لئے جاتے ہیں اور کو ذبح کر دیئے جاتے ہیں اور سب شکاری خوشی خوشی اپنی بستی کو واپس آکر گوشت کو یوں تقسیم کرتے ہیں۔ کہ ہر شکاری اور جال کے مالک کو ایک حصہ ملتا ہے مگر استاد شکاریوں کو دو تین حصے اور جس کے جال میں ہرن گرا ہو اس کو سر اور چمڑہ بھی ملتے ہیں۔ بلکہ بستی کے بوڑھوں اور علما کو بھی تعظیماً اور دعائے خیر کے لئے ایک ایک حصہ دیا جاتا ہے اور سالے حاضرین کو ہرن کا جو شیدہ گوشت صرف نمک اور مرچ ڈال کر کھانے کے لئے اس وقت تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اکثر پہاڑی بڑے ہرن کو جس کو ارکانی عوث ہرن کہتے ہیں، بندوق اور نیزے سے گرا جاتے ہیں۔ اور بعض رات کے وقت بتی کی روشنی کے ذریعے سے بھی ہرن کا شکار کیا کرتے ہیں جس کو ڈالا شکار کہتے ہیں۔ مگر اس میں شیر کے مقابلے کا بڑا خوف رہتا ہے۔

Marfat.com

فہرست راجگانِ برہما

(۱) خاندانِ انورتھا - پگان سنہ ۱۰۴۴ء تا سنہ ۱۲۸۷ء

انورتھا پسر کنسو چون بھیو سنہ ۱۰۴۴-۷۷ء - اس کے بیٹے (۱) سولو سنہ ۱۰۷۷-۸۴ء اور (۲) چانزیٹھ سنہ ۱۰۸۴-۱۱۱۲ء الاونگ سیتھو پسر چانزیٹھ سنہ ۱۱۱۲-۶۷ء - من شین سو سنہ ۱۱۶۷ء - نراتھو سنہ ۱۱۶۷ء - نراسنکھا سنہ ۱۱۷۰ء - نراپتی سیتھو سنہ ۱۱۷۳ء - ہتیلو منلو سنہ ۱۲۱۰ء - چاسوا سنہ ۱۲۳۴ء - اوزنہ سنہ ۱۲۵۰ء - نراسیہاپتی سنہ ۱۲۵۴ء - چوسوا سنہ ۱۲۸۷ء - سونھیٹ سنہ ۱۲۹۸ء - اوزنہ سنہ ۱۳۲۵ء -

(۲) راجگان خاندان ٹنگو سنہ ۱۵۳۱ء تا سنہ ۱۷۵۲ء دارالحکومت پیگو پھر آوا

من چینو سنہ ۱۴۸۶ء بانی خاندان ٹنگو جس کی اولاد سے راجگان برہما گزرے تھے۔ تبین شویتھی سنہ ۱۵۳۱ء باین ناون سنہ ۱۵۵۱ء نندا باین سنہ ۱۵۸۱ء - اناوک پھٹ لون سنہ ۱۶۰۵ء - من ریڈیپہ سنہ ۱۶۲۸ء تھالون سنہ ۱۶۲۹ء پندلی سنہ ۱۶۴۸ء پیی سنہ ۱۶۶۱ء - نراودا سنہ ۱۶۷۲ء - من ریچوڈین سنہ ۱۶۷۳ء - سنے سنہ ۱۶۹۸ء تنگنے سنہ ۱۷۱۴ء مہا ڈھمہ راجہ ڈپیٹی سنہ ۱۷۳۳ء

(۳) شجرہ خاندان عالمپھیہ (الاونگ پھیہ) سنہ ۱۷۵۲ء تا سنہ ۱۸۸۵ء

دارالحکومت - شویبو سنہ ۱۷۵۲-۶۵ء - آوا سنہ ۱۷۶۵-۸۳ء اور دیگر سنہ ۱۸۲۳-۳۷ء - امراپورہ سنہ ۱۷۸۳ء سے سنہ ۱۸۲۳ء تک اور پھر سنہ ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۸۵۷ء تک اور منڈلے سنہ ۱۸۵۷ء سے سنہ ۱۸۸۵ء تک رہا۔

Marfat.com

عالم پھیہ ۱۷۵۲-۶۰ء

نگڈوجی ۱۷۶۰-۶۳ء — سین بیوشین ۱۷۶۳-۷۶ء — بودو پھیہ ۱۷۸۲-۱۸۱۹ء

سینگو ۱۷۷۶-۸۲ء — ولیعہد ۱۸۰۸ء میں مرگیا

باجیدو ۱۸۱۹-۳۷ء — تھراودی ۱۸۳۷-۴۶ء

پگان من ۱۸۴۶-۵۳ء — مندون ۱۸۵۳-۷۸ء

تھیبو ۱۸۷۸-۸۵ء

(۴) تلائن راجگان ہنتھاودی (پیگو)

دارالحکومت پیگو ۸۲۵ء تا ۱۰۵۷ء۔ مرتبان ۱۲۸۷ء تا ۱۳۶۳ء
دونون ۱۳۶۳-۶۹ء اور پھر پیگو ۱۳۶۹ء تا ۱۵۳۹ء اور ۱۷۴۰-۴۷ء۔
تھمالا بانی شہر پیگو ۸۲۵ء۔ ویمالا برادر تھمالا ۸۳۷ء۔ اتھا ۸۵۴ء۔ پھاجا
اندطہ ۸۶۱ء۔ ایک سادھو (پھوتنجی) ۸۸۵ء۔ گنیدا ۹۰۲ء۔ مینگاڈیباجی
۹۱۷ء۔ جسادیہ ۹۳۲ء۔ قرویقہ ۹۴۲ء۔ پنترلہ ۹۵۴ء۔ اٹاتھا
۹۶۷ء۔ الویمہ ۹۸۲ء۔ مینگاڈیبا ۹۹۴ء۔ تکا تھمنہ ۱۰۰۴ء
اپالا ۱۰۱۶ء۔ پیتاریکا ۱۰۲۵ء۔ تسّاراجہ ۱۰۴۳ء۔ واریرو ۱۲۸۷ء۔ خولو
۱۲۹۶ء۔ سواو ۱۳۱۰ء۔ سوزین ۱۳۲۴ء۔ زین لون ۱۳۳۱ء۔ سوای گنگادن
۱۳۳۱ء۔ بنیا ایاو ۱۳۴۸ء۔ بنیا او ۱۳۵۳ء۔ راجہ دریٹ ۱۳۸۵ء۔ بنیا دھمہ
راجہ ۱۴۲۳ء۔ بنیا ارن ۱۴۲۶ء۔ بنیا روہ ۱۴۴۶ء۔ بنیا جان ۱۴۵۰ء۔ موڈو ۱۴۵۳ء
ملکہ شن سوبو (راجہ دریٹ کی پارسا بیٹی) ۱۴۵۳ء۔ دھمہ زیدی (پھوتنجی) ۱۴۷۲ء
بنیا ارن ۱۴۹۲ء۔ تکا یوتی ۱۵۲۶ء۔ تھمہ شو تھوبٹ ۱۵۵۰ء۔ سیم تھو ۱۵۵۱ء۔ سیم
پھو ہمادھاکیتی ۱۷۴۰ء۔ بنیا دلا ۱۷۴۷ء اور ۱۷۵۶ء میں عالم پھیہ نے پیگو کو
فتح کیا اور بعد ازان آزادی کے ماتحت پیگو رہا۔

---

(۵) راجگان ارکان

ارکانی لکھی تاریخ میں ۲۶۶۶ء قبل حضرت مسیح ؑ سے قدیم راجگان ارکان کے نام اور حالات دیے گئے ہیں۔ جن کا ذکر غیر ضروری سمجھا گیا اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ا) شہر ویسالی کے راجے۔ ۷۸۸ء تا ۱۰۱۸ء۔

مہا ٹینگ چندرا ۷۸۸ء (جس کے عہد میں عرب ارکان میں بسائے گئے تھے)۔ تریا ٹینگ چندرا ۸۱۰ء ملا ٹینگ چندرا ۸۳۰ء پولا ٹینگ چندرا ۸۴۹ء کالا ٹینگ چندرا ۸۷۵ء تولا ٹینگ چندرا ۸۸۴ء۔ سری کا ٹینگ چندرا ۹۰۳ء تھنکا ٹینگ چندرا ۹۳۵ء چولا ٹینگ چندرا ۹۵۷ء امیہ تھو ۹۵۷ء۔ یہ پیو ۹۱۴ء۔ نین گوٹن ۹۹۴ء۔

(ب) شہر لنگریٹ (لنجیٹ یا لنگی ٹنگ) کے راجے۔ ۱۲۳۷ء تا ۱۴۳۳ء۔

علاومہ پھیو ۱۲۳۷ء یازا تھوجی ۱۲۴۳ء سولو ۱۲۴۶ء اسنا جی ۱۲۵۱ء سو مونجی ۱۲۶۰ء تنجا جی ۱۲۶۸ء من بیلو ۱۲۷۲ء سیتھابین ۱۲۷۶ء من کتی ۱۲۷۹ء اسنلزے ۱۳۸۵ء تھیوراپٹ ۱۳۸۷ء۔ تھین سیھے ۱۳۹۰ء راجہ تھو ۱۳۹۴ء اسیتھا بین ۱۳۹۵ء من سا نجی ۱۳۹۷ء راجہ تھو ۱۳۹۷ء تھنلی تھو ۱۴۰۱ء۔ نرا میکھلا یا من سومون ۱۴۰۴ء (جو بنگال بھاگا)

(ج) شہر مرد ہاؤنگ (میوک ادیا میوہاؤنگ) کے راجے۔ ۱۴۳۳ء تا ۱۷۸۵ء

نرامیکھلا (من سومون یا سموم) پسر راجہ تھو اور بانی میوہاؤنگ تھا، ۱۴۰۴ء میں بنگال بھاگا اور ۱۴۳۰ء میں غوری مسلمانوں کی مدد سے ارکان فتح کر کے مرد ہاؤنگ کا بنا ڈالا۔ علی خاں (اس کا بھائی) ۱۴۳۴ء باسو پھیو (کلمہ شاہ) ۱۴۵۹ء۔ دولیہ ۱۴۸۲ء باسو نیو ۱۴۹۲ء ینا ؤنگ ۱۴۹۴ء سلینگ کا تھو ۱۴۹۴ء۔ من رازا ۱۵۰۱ء گسا بڈے ۱۵۲۳ء۔ من سو او ۱۵۲۵ء۔ تھتا سا ۱۵۲۵ء۔ من بین (رنگبا گری) ۱۵۳۱ء۔ جس کو مسلمان زبک شاہ کہتے تھے۔ دیکھا ۱۵۵۳ء سولیہا ۱۵۵۵ء۔ من سیتیہ ۱۵۶۴ء من پھلاؤنگ (سکندر شاہ) ۱۵۷۱ء۔ من رازاجی (سلیم شاہ) ۱۵۹۳ء من کھماؤں (حسین شاہ) ۱۶۱۲ء۔ سری سودھمہ ۱۶۲۲ء من ثانی ۱۶۳۸ء نراپتی جی ۱۶۳۸ء تھادو ۱۶۴۵ء۔ سندھ سودھمہ ۱۶۵۲ء اس راجہ کے عہد میں شاہ شجاع ارکان آیا۔ سری تریا ۱۶۸۴ء وزادھمہ راجہ ۱۶۸۵ء مونی سودھمہ

نوٹ: ۔ علی خاں کا لکھی نام من کھاری تھا۔

Marfat.com

راجہ ۱۶۹۲ء سندھ تریا دھمہ ۱۶۹۴ء نو را تھا زد ۱۶۹۶ء موکیا ۱۶۹۶ء
یہ غاصب راجہ تھا۔ کلا منڈٹ (غاصب راجہ) ۱۶۹۷ء نرا ڈیپی (سندھ تریا
دھمہ کا بیٹا) ۱۶۹۸ء سندھ یلا (تھا ڈو کا پوتا) ۱۷۰۰ء سندھ تریا (
سندھ سو دھمہ کا پوتا تھا۔ سندھ ویزیہ (غاصب راجہ) ۱۷۱۰ء اس نے کیا یخون
کو شہر بدر کیا۔ سندھ تریا (داماد سندھ ویزیہ کا) ۱۷۳۱ء نرا ڈیپی (اس کا بیٹا)
۱۷۳۴ء نرا پوارہ ۱۷۳۵ء۔ یہ غاصب راجہ تھا۔ سندھ ویزیہ (اس کا حجرا تھا)
۱۷۳۶ء قطبیہ (قطرہ یا خنار) ۱۷۳۶ء یہ بھی غاصب راجہ مسلمان تھا۔
مدا دیٹ (سندھ ویزیہ کا بھائی) ۱۷۳۷ء نرا ابیا (اس کا چچا) ۱۷۴۲ء سری
تھو (اس کا بیٹا) ۱۷۶۱ء سندھ یا کمہ (اس کا بھائی) ۱۷۶۱ء ابیا (اس کا داماد)
۱۷۶۴ء سندھ سومنہ (اس کا داماد) ۱۷۷۳ء سندھ دیلا ۱۷۷۷ء یہ غاصب
راجہ تھا۔ سندھ تھڈ تھا (رامری کا لارڈ) ۱۷۷۷ء تھا ڈھ ۱۷۸۲ء یہ ارکان
آخیر راجہ تھا۔ ۱۷۸۵ء میں ارکان کو برہما نے قبضہ کیا اور ۱۸۲۶ء میں انگریزوں
نے ارکان کو پورا قبضہ کر لیا۔

(د) سلاطین برطانیہ عظمیٰ (انگریز پایہ تخت شہر لندن) کا قبضہ
۱۸۲۵ء تا ۱۹۴۲ء رہا۔ بعد ازاں ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۴ء جاپان کا فوجی
قبضہ رہا اور پھر جنوری ۱۹۴۵ء سے برطانیہ کے قبضہ اقتدار میں سارا
برہما آگیا۔ ۱۸۲۶ء سے ارکان کا دار الحکومت شہر اکیاب ہوا۔
صوبہ برہما کا گورنر رنگون میں رہتا ہے۔

(۱) ملکہ الزبتھ ۱۵۵۸ء تا ۱۶۰۳ء
(۲) ملکہ وکٹوریہ ۱۶۰۳ء تا ۱۹۰۱ء
(۳) کنگ ایڈورڈ ہفتم ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۰ء
(۴) کنگ جارج پنجم ۱۹۱۰ء تا ۱۹۳۵ء
(۵) کنگ ایڈورڈ ہشتم ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء
(۶) کنگ جارج ششم ۱۹۳۶ء۔

اسلام برما میں

تمام شد

کاتب الحروف سید جی حسن آروی

مسلمانانِ برہما و ارکان کے

قومی حالات

یعنی

رسالہ

تاریخ اسلام برہما و ارکان

مع

مختصر حالات ملایا اور ملیشیا (انڈونیشیا)

مؤلفہ

محمد خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان ارکانی وکیل شہر اکیاب برہما

سابق ہیڈ ماسٹر محمڈن ایلیمنٹری ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب

باہتمام

علیم الدین صاحب مالک اسٹار آرٹ پریس نمبر ۳۲ زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں چھپی

بار اول ایک ہزار کاپیاں - سنہ ۱۹۳۶ء

قیمت :- دو روپیہ آٹھ آنے (۲/۸)

(جملہ حقوق محفوظ کوئی صاحب بلا اجازت چھاپنے کا قصد نہ کریں)